عجائب الفقہ

فقہی پہیلیاں

تصنیف لطیف

مفتی جلال الدین احمد امجدی علیہ الرحمہ

باہتمام

سید شاہ تراب الحق قادری

ناشر

دار الکتب حنفیہ کراچی

بالمقابل شہید مسجد کھارادر کراچی

الله

۵۲۳ حیرت میں ڈال دینے والے مستند مسائل کا شاندار مجموعہ

الغاز الفقه

یعنی

فقہی پہیلیاں

○ تصنیف ○

مفتی جلال الدین احمد امجدی

دار العلوم براؤں شریف ضلع بستی

○ ترتیب: مولانا محمد عیسیٰ رضوی

باہتمام سید شاہ تراب الحق قادری

ناشر

دار الکتب حنفیہ کراچی

نام کتاب :۔ الغاز الفقہ (فقہی پہیلیاں)
تصنیف :۔ علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی
تقدیم :۔ علامہ ارشد القادری
ترتیب :۔ محمد عیسیٰ رضوی
باہتمام :۔ سید شاہ تراب الحق قادری
پیشکش :۔ غلام محمد قادری
معاونت :۔ محمد اسمٰعیل قادری
طباعت :۔ بار سوم ، شوال المکرم ۱۴۱۶ھ ، مارچ ۱۹۹۶ء
ضخامت :۔ ۲۸۰ صفحات ۲۳×۳۶/۱۶ آفسٹ
تعداد :۔ تقریباً ایک ہزار
ناشر :۔ دار الکتب حنفیہ کراچی

ملنے کا پتہ
حنفیہ پاک پبلیکیشنز
نزد بسم اللہ مسجد کھارادر، کراچی ۲

پیش لفظ

دار الکتب حنفیہ کراچی مسلک اہلسنّت وجماعت کا دینی ادارہ ہے جو علمائے اہلسنّت کی کتب کو زیور طباعت سے مزین کرکے عوام الناس تک پہنچانے، عوام کو علمائے اہلسنّت سے متعارف کرانے اور مسلک کو فروغ دینے میں سرگرم عمل ہے۔

ادارہ ہذا نے کچھ عرصے قبل ہی اشاعت کا کام شروع کیا تھا اور اس مختصر عرصے میں الحمد للہ کئی کتب کو زیور طباعت سے مزین کرکے عوام الناس میں پیش کرنے کا شرف حاصل کرچکا ہے مثلاً بہار شباب، تذکرہ سیدنا غوث اعظم، آئیے حج کریں، مناقب سیدنا امام اعظم، جہنم کے خطرات، عقائد اہلسنّت وجماعت، سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم، قیامت کب آئے گی؟، بہار نسواں، حدائق بخشش، زیارت قبور، ہماری نماز، الکلمۃ العلیا، احکام رمضان، میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اسلامی عقائد اوّل دوم اور معدن اخلاق اول تا چہارم وغیرہ۔

زیر نظر کتاب (الغاز الفقہ) "فقہی پہیلیاں" مصنف علامہ جلال الدین احمد امجدی جو طباعت کے گوناگوں مراحل سے گذر کر اب قارئین کرام کے پیش خدمت ہے جسے علامہ موصوف نے علم فقہ کے طلبہ کے لئے پانچ سو (۵۰۰) سے زائد حیرت میں ڈال دینے والے مستند فقہی مسائل پر سوال جواب کے انداز میں اپنے رشحات قلم کی سحر کاریوں سے جلا بخشی تاکہ طلبہ میں فقہی تجسس اور علمی تلاش کا شوق پیدا ہو۔ یہ کتاب اپنی افادیت کے لحاظ سے عوام وخواص سب کیلئے یکساں اہمیت رکھتی ہے ہمیں امید ہے کہ ہمارے قارئین کرام اس کتاب کو شرف قبولیت بخشیں گے اور ادارہ کے ساتھ بھرپور تعاون فرماکر ممنون فرمائیں گے۔

الفقیر سید شاہ تراب الحق قادری
سرپرست اعلیٰ دار الکتب حنفیہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ (۱) فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا (پ ۳ ع ۵)

ترجمہ:- جو احکام شرعیہ کا عالم ہوا اسے بہت بھلائی ملی۔

مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ (بخاری، مسلم)

ترجمہ: خدائے تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے اسے مسائل شرعیہ کا عالم بناتا ہے۔ (۲)

(۱) قال ابن زید الحکمۃ الفقہ فی الدین وقال مالک بن انس الحکمۃ المعرفۃ بدین اللہ والفقہ فیہ والاتباع لہ (حاشیہ تفسیر جلالین ص۴۲)

(۲) فقہ در اصل بمعنی فہم و فطنت ست و در عرف شرع غالب آمدہ بر علم باحکام عملیہ (اشعہ ج ۱ ص ۱۵۲)

تہدیہ

فقیہ اعظم ہند مرشدی صدر الشریعہ حضرت علامہ حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب قبلہ علیہ الرحمۃ والرضوان مصنف بہار شریعت کی خدمت میں کہ جن کے دامن کی وابستگی سے مجھے کچھ فقہی بصیرت حاصل ہوئی۔

جلال الدین احمد امجدی

فقہی پہیلیاں مندرجہ ذیل کتابوں کی اصل عبارتوں سے مزین ہے

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنفین	سنہ وفات
۱	بخاری شریف	ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری	۲۵۶ھ
۲	مسلم شریف	ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری	۲۶۱ 〃
۳	مشکوٰۃ شریف	شیخ ولی الدین محمد بن عبد اللہ خطیب تبریزی	۷۴۰ 〃
۴	مرقاۃ شرح مشکوٰۃ	ملا علی قاری بن سلطان محمد ہروی	۱۰۱۴ 〃
۵	اشعۃ اللمعات	شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری	۱۰۵۲ 〃
۶	تفسیر کبیر	امام محمد فخر الدین رازی	۶۰۶ 〃
۷	تفسیر روح البیان	شیخ اسمٰعیل حقی بروسوی	۱۱۳۷ 〃
۸	تفسیر خازن	علاء الدین علی بن محمد بغدادی	۷۲۵ 〃
۹	تفسیرات احمدیہ	شیخ احمد ملا جیون	۱۱۳۰ 〃
۱۰	نبراس	علامہ محمد عبد العزیز پرہاروی	
۱۱	نور الانوار	شیخ احمد ملا جیون	۱۱۳۰ 〃
۱۲	الاشباہ والنظائر	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری	۹۷۰ 〃
۱۳	فتح القدیر	شیخ کمال الدین محمد بن عبد الواحد الشہیر بابن ہمام	۸۶۱ 〃
۱۴	بدائع الصنائع	ملک العلماء ابو بکر بن مسعود کاسانی	۵۸۷ 〃
۱۵	بحر الرائق	شیخ زین الدین الشہیر بابن نجیم مصری	۹۷۰ 〃
۱۶	جوہرہ نیرہ	شیخ الاسلام ابو بکر بن علی بن محمد حداد یمنی	تقریباً ۸۰۰ 〃
۱۷	غنیہ	علامہ ابراہیم بن محمد حلبی	۹۵۶ 〃
۱۸	سعایہ	ابو الحسنات مولانا عبد الحی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ

نمبر شمار	اسمائے کتب	مصنفین	سنہ وفات
19	تنویر الابصار	شیخ الاسلام محمد بن عبد اللہ غزی تمرتاشی	۱۰۰۴ھ
۲۰	درمختار	شیخ علاء الدین محمد بن علی حصکفی	۱۰۸۸ 〃
۲۱	رد المحتار	سید محمد امین الشہیر بابن عابدین شامی	۱۲۵۳ 〃
۲۲	نور الایضاح	شیخ حسن بن عمار شرنبلالی	۱۰۶۹ 〃
۲۳	مراقی الفلاح	〃 〃 〃 〃	〃 〃
۲۴	طحطاوی علی المراقی	سید العلماء سید احمد طحطاوی	۱۲۳۱ 〃
۲۵	قدوری	امام ابو الحسین احمد بن محمد بن جعفر قدوری	۴۲۸ 〃
۲۶	ھدایہ	شیخ برہان الدین ابو الحسن علی مرغینانی	۵۹۳ 〃
۲۷	عنایہ	امام اکمل الدین محمد بن محمود بابرتی	۷۸۲ 〃
۲۸	کفایہ	امام جلال الدین خوارزمی کرلانی	آٹھویں صدی 〃
۲۹	شرح وقایہ	صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود	۷۴۷ھ
۳	عمدۃ الرعایہ	ابو الحسنات مولانا عبد الحی فرنگی محلی	۱۳۰۴ھ
۳۱	فتاوٰی قاضیخاں	امام فخر الدین حسن بن منصور اوزجندی	۵۹۲ 〃
۳۲	فتاوٰی عالمگیری	ترتیب بحکم شہنشاہ ہند اورنگ زیب عالمگیر	۱۱۱۹ 〃
۳۳	فتاوٰی رضویہ	اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی	۱۳۴۰ 〃
۳۴	فتاوٰی عزیزیہ	شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	۱۲۳۹ 〃
۳۵	فتاوٰی افریقہ	اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی	۱۳۴۰ 〃
۳۶	بہار شریعت	صدر الشریعہ ابو العلا محمد امجد علی اعظمی	۱۳۶۷ 〃
۳۷	اعفاء اللحیٰ	اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہم الرحمۃ والرضوان	۱۳۴۰ھ
۳۸	اصول الشاشی		

فہرست مضامین

نگاہِ اوّلیں

آج کل لوگوں کے نزدیک عالم ہونے کے کئی معیار ہیں بعض لوگوں کے نزدیک عالم ہونے کا معیار ہے تعویذ لکھنا اور جھاڑ پھونک کرنا۔ ان لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ کیسا عالم ہے کہ جو نہ تعویذ لکھتا ہو اور نہ جھاڑ پھونک کرتا ہو۔ یعنی ان کے نزدیک حقیقت میں عالم وہی شخص ہے جو یہ سب کام کرتا ہو۔

اور کچھ لوگوں کے نزدیک عالم ہونے کا معیار ہے تقریر میں جادو بیانی لہٰذا جو لوگ جادو بیان مقرر نہیں ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک حقیقت میں وہ عالم ہی نہیں ہیں۔ اور بعض لوگوں کے نزدیک عالم صرف وہی ہیں جو فلسفہ اور منطق کے ماہر ہیں۔

اور کچھ لوگوں کے نزدیک حقیقت میں عالم وہ شخص ہے جو جھوٹے کاغذات بنا کر زیادہ سے زیادہ گورنمنٹ سے روپیہ حاصل کرنے کا فن جانتا ہو۔ مدارس عربیہ کے دینی ماحول کو دنیاداری کے سانچے میں ڈھالنے کی مہارت رکھتا ہو، خوب جھوٹ بولتا بھی ہو اور دوسروں کو جھوٹ سکھاتا بھی ہو۔ حلال وحرام اور جائز اور ناجائز میں کوئی امتیاز نہ رکھتا ہو، حکام وغیرہ کو رشوت دینے میں مہارت رکھتا ہو اور گورنمنٹ کے آفسوں میں چکر کاٹنے پر کوئی غیرت نہ محسوس کرتا ہو۔ تو وہ لوگ ایسے شخص کو بڑے بڑے القابوں سے یاد کرتے ہیں اور اس کو سب سے بڑا عالم سمجھتے ہیں۔ حالانکہ حقیقت میں سب سے بڑا عالم وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ مسائل شرعیہ جانتا ہو اور باعمل بھی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ)

سرکارِ اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم اور صحابۂ کرام رضی اللہ تعالٰی عنہم کے زمانۂ مبارکہ بلکہ اس کے بعد بھی کئی صدی تک سب سے بڑے عالم ہونے کا معیار یہی رہا۔ لیکن بعد میں بہت سے لوگوں نے عالم ہونے کا معیار دوسری چیزوں کو بنالیا۔ لہٰذا جسے اپنے معیار کے مطابق پاتے ہیں اسی کو عالم سمجھتے ہیں اور اسی کی قدر کرتے ہیں —— اس لیے روز بروز مسائلِ شرعیہ سے جانکاری کی دلچسپی کم ہوتی جارہی ہے۔ اور نوجوان علماء وطلبہ کا رجحان احکامِ شرعیہ کی بجائے تقریر وغیرہ کی جانب زیادہ ہوتا جارہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت سے عالم کہلانے والے طہارت اور نماز وغیرہ کے موٹے موٹے مسائل سے بھی واقفیت نہیں رکھتے۔

لہٰذا علماء کے امتحان کے لیے نہیں بلکہ عام لوگ خصوصًا طالب علموں میں مسائلِ شرعیہ سے دلچسپی پیدا کرنے کے لیے الغاز الفقہ (فقہی پہیلیاں) لکھیں۔ جو کانپور کے استقامت ڈائجسٹ میں بغیر عربی عبارت کے صرف کتابوں کے حوالے کے ساتھ قسط وار شائع ہوتی رہیں۔ اور اب ان بکھری ہوئی ساری پہیلوں کو عزیز گرامی مولانا محمد عیسیٰ صاحب رضوی زید مجدہم فاضل فیض الرسول نے الگ الگ باب میں فقہائے کرام کی اصل عربی اور فارسی وغیرہ کی عبارتوں کے ساتھ مرتب کردیا جسے کتابی شکل میں شائع کیا جارہا ہے۔

محقق دوراں استاذی الکریم حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ نے فقہ اسلامی کی تاریخ اور اس کی اہمیت وضرورت سے متعلق اس کتاب کے لیے ایک طویل مقدمہ تحریر فرماکر اس کی افادیت میں بے انتہا اضافہ فرمادیا۔ خدائے عزوجل صحت وسلامتی کے ساتھ ان کے سایۂ عاطفت کو ہم اہلِ سنت وجماعت کے سروں پر تادیر قائم رکھے اور ان کے فیوض وبرکات سے

ساری دنیا کے لوگوں کو مستفیض فرمائے۔ آمین

کتاب میں بعض سوال ایسے بھی ہوں گے کہ جن کے کئی جواب ہوسکتے ہیں لیکن ہمارے ذہن میں بروقت ایک دو یا جتنے جوابات آئے لکھ دیے گئے۔ اور سوال وجواب کی ترتیب اس طرح رکھی گئی ہے کہ ایک باب کے سارے سوالوں کو اکٹھا درج کردیا گیا ہے۔ پھر اس کے بعد نمبر وار ان کے جوابات لکھے گئے ہیں تاکہ سوال پڑھنے کے بعد کچھ دیر آدمی حیرت میں رہے اور پھر جواب پڑھنے کے بعد مسئلہ اچھی طرح ذہن نشین ہوجائے۔

جواب میں حتی الامکان مفتیٰ بہ اقوال نقل کرنے کی کوشش کی گئی ہے مگر بہت ممکن ہے کہ غیر مفتیٰ بہا ور ضعیف اقوال بھی درج ہوگئے ہوں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں: "نبی کے سوا کوئی کیسے ہی عالی مرتبہ والا ایسا نہیں جس سے کوئی نہ کوئی قولِ ضعیف خلاف دلیل یا خلاف جمہور نہ صادر ہوا ہو۔" (الزبدۃ الزکیۃ)

لہٰذا اہلِ علم سے گذارش ہے کہ اگر کوئی مسئلہ غیر مفتیٰ بہ اور خلاف جمہور نظر آئے تو لوگوں میں اس کتاب کی اہمیت گھٹانے کی بجائے بذریعۂ تحریر ہم کو مطلع کریں۔ تاکہ نئے ایڈیشن میں اس کی تصحیح کردی جائے۔

خواجۂ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین صاحب رضوی شیخ المعقولات دار العلوم اہلسنت فیض الرسول براؤں شریف کے ہم نہایت شکر گذار اور ممنون ہیں کہ وہ اکثر معاملہ میں ہمیں اپنے مفید مشوروں سے نوازتے رہتے ہیں۔

دعا ہے کہ خدائے عزوجل اس کتاب کو مقبول خاص وعام فرمائے۔ اور آخرت میں ہمارے لئے ذریعۂ نجات بنائے۔ اور تازندگی خلوص کے ساتھ زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق رفیق بخشتا رہے۔ آمین بجاہ حبیبک سید المرسلین صلوات اللہ تعالٰی وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین۔

جلال الدین احمد الامجدی
۷ صفر المظفر ۱۴۰۵ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۸۴ء

حالاتِ مصنّف (بقلم خود)

میری پیدائش ۱۳۵۲ھ مطابق ۱۹۳۳ء میں ہوئی سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں مراد علی سے ملتا ہے جو پہلے مراد سنگھ راجپوت خاندان کے ایک فرد تھے والد بزرگوار جان محمد مرحوم بڑے متقی و پرہیزگار تھے جنھوں نے زندگی بھر بلا تنخواہ جامع مسجد کی امامت کی۔ ان کا انتقال ۱۳۷۰ھ مطابق ۱۹۵۱ء کو ہوا۔ والدہ مرحومہ بی بی رحمت النساء ایک دیندار گھرانے کی لڑکی تھیں بہت نمازی اور صبح تلاوت قرآن مجید کی بے حد پابند تھیں۔ دعائے گنج العرش ان کو زبانی یاد تھی جسے وہ روزانہ بلا ناغہ پڑھا کرتی تھیں۔ ۴ر جمادی الاولی ۱۳۹۹ھ مطابق ۱۹۷۹ء کو میں ان کے سائے سے محروم ہو گیا۔

ناظرہ اور حفظ کی تعلیم مقامی مولوی محمد زکریا صاحب مرحوم سے حاصل کی۔ سات سال کی عمر میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا اور ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۹۴۴ء یعنی ساڑھے دس سال کی عمر میں حفظ مکمل کیا۔ فارسی آمد نامہ مولانا عبد الرؤف صاحب التفات گنجوی سے پڑھی، اور فارسی کی دوسری کتابوں کی تعلیم مولانا عبد الباری صاحب متوطن ڈھلمو ضلع فیض آباد سے حاصل کی اور عربی کی ابتدائی کتابیں بھی انہی سے پڑھیں۔

جب حفظ قریب الختم تھا تو میرے نوجوان بھائی محمد نظام الدین ۱۳۶۳ھ میں انتقال کر گئے۔ پھر آٹھ دس ماہ کے وقفہ سے گھر میں دو بار ایسی چوری ہوئی کہ چوروں نے پانی پینے کے لیے گلاس تک نہ چھوڑا۔ پھر ۳۰ر رمضان المبارک ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۹۴۵ء کو ہمارے والد کی چھتری پر ایسی بجلی گری کہ ساتھ کے تین آدمی فوراً مر گئے اور والد صاحب اگرچہ بچ گئے مگر زیادہ کام کے قابل نہیں رہ گئے۔ غربت اور افلاس نے ہر طرف سے گھیر لیا کہ میرے علاوہ ان کا اور کوئی بیٹا نہ تھا مجبوراً ہم نے تعلیم

جاری رکھنے کے ساتھ التفات گنج ضلع فیض آباد کے پرانے رئیس حاجی محمد شفیع صاحب مرحوم کے یہاں دس روپیہ ماہوار پر ملازمت کر لی۔

جب التفات گنج کے مدرسہ کا نصاب مکمل کر لیا تو ۱۹۴۷ء کے ہنگامے کے فوراً بعد میں ناگپور چلا گیا۔ دن بھر کام کرتا جس سے پچیس تیس روپیہ ماہانہ اپنے والدین کی خدمت کرتا اور اپنے کھانے پینے کا انتظام کرتا اور بعد مغرب اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ تقریباً بارہ بجے تک حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ سے مدرسہ شمس العلوم میں تعلیم حاصل کرتا اس طرح ناگپور میں میری تعلیم کا سلسلہ آخر تک جاری رہا۔ یہاں تک کہ ۲۴ر شعبان ۱۳۷۱ھ مطابق ۱۹ر مئی ۱۹۵۲ء کو حضرت علامہ نے دس ساتھیوں کے ہمراہ مجھے بھی سند فراغت عطا فرمائی ہم لوگوں کی دستار بندی کے بعد حضرت علامہ نے ناگپور سے جمشید پور جا کر مدرسہ فیض العلوم قائم فرمایا۔ ۱۳۷۳ھ مطابق ۱۹۵۴ء میں حضرت کی طلب پر میں بھی جمشید پور پہونچ گیا بر وقت مدرسہ فیض العلوم میں مدرس کی ضرورت نہ تھی تو مجھے ایک مکتب میں پڑھانے کے لیے مقرر کیا گیا تو میں دل برداشتہ ہو کر حضرت علامہ کی اجازت سے گھر چلا آیا۔

جمادی الاولیٰ ۱۳۷۴ھ مطابق جنوری ۱۹۵۵ء میں شعیب الاولیا حضرت شاہ محمد یار علی صاحب قبلہ اور شیر بیشۂ سنت حضرت مولانا حشمت علی خاں صاحب قبلہ علیہما الرحمۃ والرضوان کی اجازت سے مدرسہ قادریہ رضویہ بھاؤ پور ضلع بستی کا مدرس مقرر ہوا جو فتنہ کا اکھاڑہ ہے اسی درمیان میں شعیب الاولیا حضرت شاہ صاحب قبلہ نے مکتب فیض الرسول کو دار العلوم بنا دیا اور میں بھاؤ پور کے فتنوں سے عاجز ہو چکا تھا تو حضرت کی طلب پر براؤں شریف چلا آیا اور یکم ذی الحجہ

۱۳۷۵ھ مطابق ۱۰ جولائی ۱۹۵۶ء سے دارالعلوم فیض الرسول کا باقاعدہ مدرس ہوگیا۔
۲۴ صفر، ۱۳۷۷ھ مطابق ۱۹۵۷ء کو ۲۴ سال کی عمر میں پہلا فتویٰ لکھا۔ پھر
۲۵ سال تک ملک اور بیرون ملک سے آئے ہوئے ہزاروں فتاوے بڑی محنت
سے لکھے جو قدر کی نگاہوں سے دیکھے گئے۔ اس درمیان میں متعدد کتابیں بھی لکھیں
جو عوام و خواص دونوں میں پسندیدگی کی نگاہوں سے دیکھی گئیں۔ بالخصوص ۵۵۴
احادیث اور ۴۷۴ مسائل کا مستند ذخیرہ انوار الحدیث نے ملک اور بیرون ملک
میں طبع ہوکر بہت شہرت حاصل کی اور بے انتہا پسند کی گئی۔ ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۹۷۶ء
میں حج بیت اللہ و مدینہ طیبہ کی حاضری سے مشرف ہوا واپسی میں "حج و زیارت" کے
نام کی ایک عام فہم کتاب لکھی جو بہت مقبول ہوئی فالحمد للہ علیٰ ذلک۔
ربیع الاول ۱۴۰۳ھ مطابق ۱۹۸۲ء میں دماغی کمزوری کے سبب فتویٰ نویسی
سے مستعفی ہوکر اب دارالعلوم فیض الرسول کے صرف شعبۂ تعلیم کی خدمت انجام دے
رہا ہوں۔ دعا ہے کہ خدائے عزوجل زندگی کی آخری سانس تک خلوص کے ساتھ
اپنے دین متین کی خدمت لیتا رہے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے آمین بحرمۃ
النبی الکریم الامین علیہ وعلیٰ آلہ افضل الصلوات واکمل التسلیم۔

جلال الدین احمد الامجدی
خادم دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف
ضلع بستی یوپی۔

مقدمہ

از محقق دوراں حضرت علامہ ارشد القادری صاحب قبلہ مدظلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیہ۔ والصلاۃ علی نبیہ۔ وعلی آلہ وصحبہ وحزبہ اجمعین

عزیز گرامی حضرت علامہ مفتی جلال الدین احمد صاحب امجدی دامت
برکاتہم کو خداوند کریم نے بہت سی خوبیوں سے نوازا ہے۔ وہ بلند پایہ اور راسخ العلم
مدرس بھی ہیں، حاضر دماغ اور بالغ نظر مفتی بھی، خوش بیان اور نکتہ رس
خطیب بھی ہیں اور فکر انگیز وحقائق نگار مصنف بھی اور ان ساری خوبیوں
کے ساتھ ساتھ متواضع، شریف النفس اور عالم باعمل بھی۔ ان کے بیشمار تلامذہ
ان کے علم وفضل، ان کے دینی تصلب اور ان کی تقویٰ شعار زندگی کا آئینہ
ہیں۔

موصوف کی تصنیفات عوام وخواص دونوں طبقے میں قدر ومنزلت کی
نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ انوار الحدیث ان کی ایسی
گراں قدر تصنیف ہے جو دینی زندگی کے ایک دستور العمل کی حیثیت سے ہندو
پاک میں مقبول عام ہے۔ اس کتاب پر موصوف کے اصرار سے میں نے ایک مقدمہ
بھی لکھا ہے جو کتاب کے ساتھ منسلک ہے۔ یہ معلوم کرکے مجھے خوشی ہوئی کہ
علمی دنیا میں اسے پسندیدگی کی نظر سے دیکھا گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک

الغاز الفقہ (فقہی پہیلیاں) کے نام سے موصوف نے ایک تازہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔ یہ کتاب ایسے فقہی مسائل پر مشتمل ہے جنھیں پڑھنے کے بعد آدمی اچنبھے میں پڑ جاتا ہے اور مسئلے کی تفصیل نہ معلوم ہونے کی وجہ سے تھوڑی دیر تک ذہنی کشمکش میں مبتلا رہتا ہے۔ کتاب سوال وجواب کے انداز میں مرتب کی گئی ہے۔ سوال پڑھنے کے بعد ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں بلکہ ایک فقہی معمہ ہے۔ لیکن جواب پڑھتے ہی اچانک دماغ میں روشنی کی ایک کرن پھوٹتی ہے اور قاری حیران رہ جاتا ہے کہ مسئلے کی یہ تفصیل میری نگاہ سے کہاں اوجھل رہ گئی تھی۔ ذیل میں سوال وجواب کا ایک نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔

سوال:- وہ کون روزہ دار ہے کہ کھانے پینے کے باوجود اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا؟

جواب:- جو روزہ دار کہ بھول کر کھائے پئے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا۔ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۷ میں ہے اذا اکل الصائم او شرب او جامع حال کونہ ناسیا فی الفرض والنفل قبل النیۃ او بعدھا علی الصحیح لم یفطر۔ ملخصاً

دراصل موصوف نے یہ کتاب علم فقہ کے طلبہ کی ذہنی تمرین کے لیے تحریر فرمائی ہے تاکہ ان کے اندر فقہی تجسس اور علمی تلاش کا جذبہ پیدا ہو۔ لیکن اپنی افادیت کے لحاظ سے یہ کتاب عوام وخواص سب کے لیے یکساں اہمیت رکھتی ہے۔ خصوصیت کے ساتھ فقہی نوادر پر یہ کتاب اپنے قاری کو بھرپور معلومات فراہم کرتی ہے۔ کتاب کے انداز ترتیب کا

ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہے کہ فقہی مسائل یادداشت کی گرفت میں آجاتے ہیں کیونکہ سوال پڑھنے کے بعد ذہن میں صحیح جواب کے لیے جستجو کی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے اور ظاہر ہے کہ جو چیز طلب کے بعد حاصل ہوتی ہے ذہن اسے محفوظ رکھتا ہے اور جو چیز سرسری طور پر نظر سے گزرتی ہے اس کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں ہوتی۔

مولانا موصوف نے ازراہ اخلاص ومودت اس کتاب پر بھی ایک مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی ہے۔ اسی کام کے لیے کئی بار جمشید پور اور دہلی کا بھی انھوں نے سفر کیا تاکہ مجھ سے ملاقات کرکے وہ اپنی اس خواہش کا اظہار کرسکیں۔

ملک وبیرون ملک بہت سارے اداروں کی نگرانی اور ہندوستان کے طول وعرض میں اہل سنت کے جماعتی مسائل کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ اب دہلی میں جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء کے نام سے ایک دینی مرکز کے قیام کی جدوجہد میں میری مصروفیات بہت زیادہ بڑھ گئی ہیں لیکن ان ساری معذوریوں کے باوجود مجھے بہرحال حضرت مولانا موصوف سلمہٗ کی خواہش کی تکمیل کرنی ہے کہ وہ میرے قابل افتخار تلامذہ میں ہیں۔

یہ کتاب چونکہ فقہ کے موضوع پر ہے اس لیے فقہ کی تعریف، فقہ کی ضرورت فقہ کی تاریخ، فقہ کے اصول اور فقہی مآخذ پر قارئین کرام ذیل میں میری مختصر معروضات ملاحظہ فرمائیں۔ اور میرے لیے برکت وخیر اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔

فقہ کی تعریف

لغت میں فقہ کے معنی ہیں الشق والفتح یعنی شق کرنا اور کھولنا۔
اسی بُنیاد پر زمخشری نے فقیہ کی تعریف یہ کی ہے

الفقیہ۔ العالم الذی یشق الاحکام ویفتش عن حقائقہا۔

فقیہ وہ عالم دین ہے جو شریعت کے احکام کو کھولتا ہے اور ان کے حقائق کی تفتیش کرتا ہے۔

شرح مسلّم الثبوت میں فقہ کی تعریف یہ کی گئی ہے الفقہ حکمۃ شرعیۃ فرعیۃ۔ یعنی فقہ اس حکمت شرعیہ کا نام ہے جس کا تعلق عقائد سے نہیں بلکہ احکام سے ہے۔

عام فقہاء سے فقہ کی تعریف یوں منقول ہے۔

العلم بالاحکام الشرعیۃ عن ادلتہا التفصیلیۃ (توضیح)

احکام شرعیہ کو معلوم کرنا ان کے تفصیلی دلائل کے ذریعہ۔

صاحب مسلّم الثبوت کی صراحت کے مطابق عہد قدیم میں علم فقہ کا اطلاق وسیع مفہوم میں ہوتا تھا۔ یعنی اس کے دائرۂ بحث میں علم شریعت کے علاوہ علم الٰہیات اور علم طریقت کے مسائل بھی شامل تھے۔

موصوف کے الفاظ یہ ہیں

ان الفقہ فی الزمان القدیم کان متناولا لعلم الحقیقۃ وھی الالٰھیات من مباحث الذات والصفات وعلم الطریقۃ

وھی مباحث المنجیات والمھلکات وعلم الشریعۃ الظاھرۃ۔ (مسلّم الثبوت)

علم فقہ زمانۂ قدیم میں شامل تھا علم حقیقت کو بھی جسے علم الٰہیات بھی کہتے ہیں اور جس میں خدا کی ذات وصفات سے بحث ہوتی ہے۔ اور شامل تھا علم طریقت کو بھی جس میں نجات دینے والے اور ہلاک کرنے والے امور سے بحث ہوتی ہے اور شامل تھا علم شریعت ظاہرہ کو بھی جس میں احکام سے بحث ہوتی ہے۔

جس عہد میں فقہ کے مباحث کا دائرہ اتنا وسیع تھا اس وقت فقہ کی تعریف یہ کی جاتی تھی۔

الفقہ معرفۃ النفس مالہا وما علیہا۔

انسان کے فرائض وحقوق اور منافع ومضار کو جاننا علم فقہ کہلاتا ہے۔

امام اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی کتاب کا نام فقہ اکبر غالباً اسی اصطلاح کے نتیجے میں ہے۔

ایک عرصۂ دراز تک علم فقہ کا اطلاق اسی مفہوم میں ہوتا رہا لیکن اسلامی فتوحات کے نتیجے میں جب دُنیا کی مختلف اقوام کے ساتھ مسلمانوں کے تعلقات قائم ہوئے تو علوم وفنون کے تبادلے کا ایک نیا دور شروع ہوا۔ اس دور میں یونانی فلسفہ کے اثرات بھی دینی مباحث میں داخل ہو گئے۔ اور جب وقت کے تقاضے کے مُطابق عقائد وایمانیات کو عقلی دلائل سے مسلّح کرنے کی جد وجہد شروع ہوئی تو عقائد کے مباحث نے "علم کلام" کے نام سے ایک مستقل فن کی حیثیت اختیار کرلی اس کے بعد فقہ کا مفہوم "علم شریعت ظاہرہ" میں محدود ہو گیا۔

لیکن حجۃ الاسلام سیدنا امام غزالی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی گراں قدر تصنیف احیاء العلوم میں ایک فقیہ کے جو اوصاف بیان کیے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہزار انفرادیت کے باوجود فقہ پر علم طریقت

کو اثر انداز رہنا چاہیئے۔ ایک فقیہ کے اوصاف کے سلسلے میں امام غزالی کے ارشادات کا خلاصہ یہ ہے

فقیہ وہ ہے جو دُنیا سے دِل نہ لگائے اور آخرت کی طرف ہمیشہ راغب رہے۔ دین میں کامل بصیرت رکھتا ہو۔ طاعات پر مداومت اپنی عادت بنائے۔ کسی حال میں بھی مسلمانوں کی حق تلفی برداشت نہ کرے۔ مسلمانوں کا اجتماعی مفاد ہر وقت اس کے پیشِ نظر ہو مال کی طمع نہ رکھے۔ آفاتِ نفسانی کی باریکیوں کو پہچانتا ہو۔ عمل کو فاسد کرنے والی چیزوں سے بھی باخبر ہو۔ راہِ آخرت کی گھاٹیوں سے واقف ہو۔ دنیا کو حقیر سمجھنے کے ساتھ ساتھ اس پر قابو پانے کی قوت بھی اپنے اندر رکھتا ہو۔ سفر و حضر اور جلوت و خلوت میں ہر وقت دل پر خوفِ الٰہی کا غلبہ ہو۔ (احیاء العلوم جلد ۱)

فقہ کی بُنیاد قرآن میں

فقہ کا فن عقلی علوم و فنون کی طرح خود ساختہ نہیں ہے بلکہ قرآن و حدیث میں اس کی بُنیادیں موجود ہیں۔ قرآن کے ساتھ علم فقہ کا اتنا گہرا تعلق ہے کہ فقہ کا لفظ بھی قرآن ہی سے لیا گیا ہے۔ ویسے تو جگہ جگہ قرآن میں تدبر، تفکر، تعقل اور شعور و ادراک کی دعوت عام ہے۔ لیکن ایک آیتِ کریمہ میں قرآن نے نہایت صراحت کے ساتھ اہل ایمان کو تفقہ کی دعوت دی ہے۔ وہ آیتِ کریمہ یہ ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ۔ (پ ۱۱ ع ۴)

پس ایسا کیوں نہ ہو کہ مومنین کے ہر طبقے سے ایک جماعت نکلے تاکہ دین میں تفقہ حاصل کرے۔

واضح رہے کہ جس علم سے دین میں تفقہ پیدا ہوتا ہے اسی کا نام علم فقہ ہے کیونکہ فقہ ایک ایسا فن ہے جس کا تعلق بے شمار علوم و فنون سے ہے۔ تفصیل آگے آ رہی ہے۔ ایک حدیث کے مطابق قرآن کی اس آیت کریمہ میں بھی فقہ کی بُنیاد ہمیں ملتی ہے۔

وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ (پ ۳ ع ۵)

جو حکمت دیا گیا وہ خیر کثیر سے مالا مال ہوا۔

حدیث میں فقہ کی بُنیاد

حضور اکرم سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں

من یرد اللہ بہ خیرا یفقّھہ فی الدّین (رواہ البخاری)

اللہ جس کے بارے میں خیر کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین میں تفقہ عطا فرماتا ہے۔

دوسری حدیث مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم میں ہے کہ ایک موقع پر حضور پُر نور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ ان رجالا یاتونکم من الارض یتفقھون فی الدین فاذا اتوکم فاستوصوا بھم خیرًا (کتاب العلم۔ مشکوٰۃ المصابیح)

زمین کے مختلف خطوں سے لوگ تمہارے پاس آئیں گے تاکہ دین میں تفقہ حاصل کریں۔ جب وہ تم سے ملیں تو تم انھیں خیر کی وصیت کرنا۔

اس حدیث میں صراحت کے ساتھ غیب کی خبر بھی ہے اور علم فقہ کی شرعی اہمیت کا اظہار بھی۔ فقہ کا علم سیکھنے کے لیے دُنیا کے کونے کونے سے صحابۂ کرام کے گرد تاریخ کے آئینے میں پروانوں کی جو بھیڑ ہم دیکھتے ہیں وہ حضور انور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے اخبار بالغیب ہی

کی واقعاتی تصویر ہے۔

فقہ کی ضرورت

ویسے تو قرآن وحدیث کے مذکورہ بالا نصوص ہی اس امر کے ثبوت کے لیے بہت کافی ہیں کہ مسلمانوں کو فقہ کی ضرورت ہے کیونکہ اگر ضرورت نہ ہوتی تو دین میں تفقہ حاصل کرنے کی دعوت کیوں دی جاتی۔ لیکن چونکہ ایک طبقہ شدّت کے ساتھ فقہ کی ضرورت کا مُنکر ہے اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ ذرا تفصیل کے ساتھ اس مسئلے کو منقح کر دوں۔

منکرین کا کہنا ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے اور احادیث خدا کے پیغمبر صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے فرمودات کا مجموعہ۔ قرآنی احکام میں جو اجمال ہے اس کی تفصیلات احادیث میں ہیں۔ جہاں تک شریعت کے احکام سے باخبر ہونے کا تعلق ہے تو اس کے لیے قرآن وحدیث کے بعد اب ہمیں کسی اور چیز کی ضرورت نہیں ہے۔

فقہ چند انسانوں کے اقوال کا مجموعہ ہے۔ بندہ اور اُمتی ہونے کی حیثیت سے ہم صرف خدا اور رسول کے احکام کے پابند ہیں۔ اپنی ہی طرح امت کے چند افراد کی اطاعت ہمارے اوپر قطعاً مسلط نہیں کی جاسکتی شارع کی حیثیت سے بندوں پر یا تو خدا کا قول نافذ ہوسکتا ہے یا رسول کا ——— امت کے چند افراد کے لیے تشریعی منصب تسلیم کرنا اسلام کا نہیں شرک کا تقاضا ہے۔

اس استدلال کے جواب میں سب سے پہلے ہم اس خیال فاسد

کی تردید ضروری سمجھتے ہیں کہ اللہ ورسول کے علاوہ کسی اور کی اطاعت اسلام میں شرک ہے۔ خود قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا صاف وصریح فرمان موجود ہے یاایہا الذین آمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم۔ یعنی اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو، رسُول کی اطاعت کرو اور تم میں جو صاحب امر ہیں ان کی اطاعت کرو۔ (پ ۵ ع ۵) ——— اولوالامر سے مُراد خلفائے اسلام ہوں یا علمائے امت۔ دونوں طبقے میں سے کوئی بھی نہ خدائی کا منصب رکھتا ہے اور نہ رسالت ونبوت کا۔ لیکن اس کے باوجود ازروئے فرمانِ خداوندی اُن کے حکم ہمارے لئے واجب الاطاعت ہیں۔

یہ آیت کریمہ واضح طور پر اس عقیدے کی تردید کرتی ہے کہ ائمہ مجتہدین کے اقوال کی اطاعت ہمارے ہی طرح چند انسانوں کے اقوال کی اطاعت ہے۔ بلکہ اولوالامر ہونے کی حیثیت سے ان کی اطاعت بعینہٖ اللہ کی اطاعت ہے کہ اللہ ہی کے حکم سے ہم ان کی اطاعت کرتے ہیں۔ جس طرح آیت کریمہ مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللہ (پ ۵ ع ۸) میں رسول کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے کہ اللہ ہی نے اپنے رسُول کو اپنا نائب اکبر اور مطاع الکل بنا کر بھیجا ہے۔

اب رہ گیا یہ سوال کہ زندگی کے بیشمار احوال وظروف میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لیے ہمیں قرآن وحدیث کے علاوہ بھی کسی اور چیز کی ضرورت ہے یا نہیں۔ تو اس سلسلے میں ایک بنیادی نکتہ ذہن نشین کرلینا چاہیئے کہ مصدر احکام اور منبع قانون ہونے کی حیثیت سے قرآن وحدیث ہی اصل ہیں۔ قانون وضع کرنے کا حق صرف اللہ ورسول کا ہے۔ ائمہ مجتہدین

کو ہم شارع کی حیثیت سے نہیں بلکہ قانون کے شارح کی حیثیت سے مانتے ہیں۔ فقہ ان مسائل وجزئیات کے مجموعہ کا نام ہے جو ایک مسلمان کو اپنی شخصی زندگی میں پیش آتے ہیں اور جنھیں ائمۂ مجتہدین نے قرآن وحدیث کے اصول وکلیات سے اخذ کیا ہے۔

اُمت پر ائمۂ مجتہدین کا یہ احسان عظیم ہے کہ انھوں نے صحابۂ کرام کے فقہی احکام، قضایا اور روزمرہ پیش آنے والے مسائل میں ان کے اجتہادات کا غائر نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ طریقہ اخذ کیا کہ نئے حوادث میں قرآن وحدیث کے اصول وکلیات سے احکام کا استخراج کس طرح کیا جاتا ہے۔ کون سا لفظ کتنے معنوں میں مستعمل ہے۔ قرآن کے نصوص سے مفہوم اخذ کرنے کا طریقہ کیا ہے۔ زمان ومکان، احوال وظروف اور اشخاص وطبائع کے اختلاف کا احکام پر کیا اثر پڑتا ہے، کیوں پڑتا ہے اور کب پڑتا ہے۔ تعبیرات اور انداز بیان سے حکم کی نوعیت معلوم کرنے کا ضابطہ کیا ہے۔ اسناد ورجال کے اعتبار سے حدیث کی قوت وضعف کا احکام پر کیا اثر پڑتا ہے اور کس نوعیت کے احکام کس حدیث سے ثابت ہوتے ہیں۔

اس طرح کے بیشمار اصول وضوابط ائمۂ مجتہدین نے سالہا سال کی عرق ریزی، غور وفکر اور چھان بین کے بعد مرتب فرمائے جو اصول فقہ کے نام سے ایک مستقل فن کی صورت میں آج بھی ہماری درسگاہوں میں داخل درسیات ہیں۔ اور طرفہ تماشا یہ ہے کہ فقہ اور اصول فقہ ان دونوں فن کی کتابیں منکرین کے مدرسوں میں بھی پڑھائی جاتی ہیں۔

ایک دلچسپ مکالمہ

ایک غیر مقلد صاحب جو اپنے کسی مدرسہ کے صدر مدرس تھے۔ ایک موقع پر ان سے بات چیت کے دوران میں نے دریافت کیا کہ جب آپ لوگ فقہ اور اصولِ فقہ کو مانتے ہی نہیں ہیں تو اپنے مدرسوں میں پڑھاتے کیوں ہیں؟ انھوں نے نہایت صفائی سے کہا کہ اصول فقہ کے بغیر قرآن وحدیث کے مطالب کا سمجھنا تو بڑی بات ہے صحیح ترجمہ بھی نہیں کیا جاسکتا۔ اور فقہ اس لیے ہم پڑھاتے ہیں کہ وہ اصول فقہ کے کارخانے کے ڈھلے ہوئے مال ہیں جنھیں دیکھنے کے بعد صحیح اندازہ لگتا ہے کہ مال کس طرح ڈھالا جاتا ہے۔ میں نے کہا سچ سچ بتایئے کیا آج کے علماء اس سے بہتر مال ڈھال سکتے ہیں؟ —— تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد انھوں نے اعتراف کیا کہ بہتر تو کیا اس کے برابر بھی نہیں ڈھال سکتے۔ میں نے کہا کہ جب بہتر بھی نہیں ڈھال سکتے اور اس کے برابر بھی نہیں ڈھال سکتے تو پہلے کے ڈھلے ہوئے مال کے قبول نہ کرنے کی وجہ سوا اس کے اور کیا ہوسکتی ہے کہ آپ حضرات اپنے عوام سے امام اعظم ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، اور امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالےٰ عنہم اجمعین کے بجائے اپنی تقلید کرانا چاہتے ہیں۔ پیشوائی کی ہوس میں آپ حضرات اپنی قرار واقعی حیثیت تک بھول گئے۔ آپ حضرات نے کبھی یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں فرمائی کہ امام بخاری جیسے نقاد، بالغ نظر اور مجتہد فی الحدیث امام جنھیں اسانید ورجال کی پوری تفصیلات کے ساتھ لاکھوں حدیثیں یاد تھیں وہ تو امام شافعی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی تقلید سے اپنے آپ کو مستغنی نہیں سمجھ سکے اور آپ حضرات بخاری شریف کو صرف الماریوں میں رکھ کر مجتہد بن گئے؟

آدمیاں گم شد ملک خدا خر گرفت

فقہ کی ضرورت کے سلسلے میں بحث کا یہ گوشہ بھی ذہن نشین کرنے
کے قابل ہے کہ قرآن حکیم میں چونکہ احکام کے صرف اصول و کلیات ہیں اس
لیے قرآنی احکام کی تفصیل و تشریح کے لئے ہمیں احادیث کی ضرورت پیش
آتی ہے لیکن احادیث کے بارے میں بھی یہ دعویٰ نہیں کیا جا سکتا کہ فرائض
و احکام کی تعمیل کے سلسلے میں ایک ایک فرد کو جو احوال و واقعات پیش
آتے ہیں ان ساری تفصیلات کے لیے ان میں صریح احکام موجود ہیں شریعتِ
محمدی قیامت تک کے لیے مسلمانوں پر نافذ ہے۔ اس لیے زمانہ کے بدلتے
ہوئے حالات اور زندگی کے مختلف ظروف و احوال میں انھیں شریعت کی
طرف سے واضح ہدایت چاہیے —— یہیں سے شخصی زندگی کے ان
مسائل میں جن کے متعلق کتاب و سنت میں صریح و منصوص احکام موجود
نہیں ہیں اجتہاد کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور اس طرح کے حالات
میں اجتہاد کا حق علمائے امت کو خود رسول محترم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
نے عطا کیا ہے۔ اور قرآن بھی مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ زندگی میں پیش
آنے والے مسائل سے تم واقف نہیں ہو واقف کاروں سے پوچھ لو پارہ ۱۴
رکوع اول میں ہے فَسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ۝
ظاہر ہے کہ پوچھنا عمل ہی کے لیے ہے۔ اس لیے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ
از روئے قرآن بتانے والوں کے بتائے ہوئے مسائل پر عمل کرنا بھی
ضروری ہے ورنہ پوچھنا لغو ہو جائے گا۔ اور بغیر علم کے یا تو آدمی اپنی خواہش
نفس کی پیروی کرے گا یا بے عمل رہے گا۔

جب کتاب و سنت سے اجتہاد کی ضرورت اور اس کا جواز ثابت
ہو گیا تو اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ اجتہادی مسائل کے مجموعہ
کا نام ہی فقہ ہے۔

فِقہ کی تارِیخ

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ فقہ کا فن ائمہ مجتہدین کے دور
کی پیداوار ہے۔ یہ صریح غلطی ہے۔ احادیث و سیر اور اسلامی تاریخ کا
گہرا مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ فقہ کی بنیاد
رسول اکرم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کے عہد میمون میں پڑ چکی تھی۔ اس
طرح ہم فقہ کو چار ادوار میں تقسیم کرتے ہیں۔

پہلا دور

فقہ کا پہلا دور ظہور نبوت سے لے کر ۱۱ھ تک ہے۔ جسے ہم
عہد رسالت سے تعبیر کرتے ہیں۔ اس عہد مبارک میں چونکہ حضور انور
صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی ذات گرامی منبع احکام اور شارع اسلام ہونے
کی حیثیت سے صحابہ کے درمیان موجود تھی اس لیے اپنی شخصی زندگی میں
جب بھی انھیں کوئی نیا مسئلہ پیش آتا وہ فوراً حضور سے دریافت
کر لیتے۔ انھیں حکم معلوم کرنے کے لئے اجتہاد کی ضرورت نہیں پیش
آتی تھی۔ البتہ جب حضور اقدس صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کسی کو عامل بنا کر
باہر بھیجتے تھے تو حضور کے ارشادات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی تھی
کہ ارباب حل و عقد کو جب کوئی نیا مسئلہ پیش آجائے اور حکم دریافت کرنے

کے لیے پیغمبر بھی سامنے موجود نہ ہوں اور قرآن وسُنّت سے بھی کوئی صریح ہدایت نہ ملتی ہو تو ایسی حالت میں شریعت کا حکم معلوم کرنے کے لیے انھیں اجتہاد سے کام لینا چاہیئے ۔ اسی طرح کے واقعات سے ہمیں عہد رسالت میں فقہ اسلامی کی بُنیاد دستیاب ہُوتی ہے۔ علاوہ ازیں نئے نئے مسائل میں خود حضور پر نور صلّے اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم کے احکامات وارشادات سے بھی شریعت کا مزاج سمجھ میں آتا ہے کہ کن حالات میں شریعت کیا چاہتی ہے۔

دوسرا دور

فقہ اسلامی کا دوسرا دور کبار صحابہ کا عہد مبارک ہے جو سنہ ۱۰ھ کے بعد سے شروع ہو کر سنہ ۴۱ھ پر ختم ہوجاتا ہے۔ اسے ہم فقہ صحابہ کا دور کہتے ہیں۔ اس دور کے مشہور فقہاء یہ ہیں۔

حضرت ابوبکر صدّیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت مُعاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ۔

تیسرا دور

فقہ اسلامی کا تیسرا دور صغار صحابہ اور کبار تابعین کا ہے۔ یہ دور سنہ ۴۱ھ کے بعد سے شروع ہو کر دوسری صدی ہجری کی ابتداء

تک پہونچ کر ختم ہوجاتا ہے ۔ یہی وہ مبارک دور ہے جبکہ اسلامی اقتدار کا سورج خط نصف النہار پر چمک رہا تھا ۔ شرق وغرب اور جنوب وشمال میں دور دور تک اسلام کی پادشاہت کے جھنڈے گڑے ہوئے تھے ۔ دین کی تبلیغ واشاعت کے لیے امت کے اصحاب علم وفضل اسلامی مفتوحات کی وسعتوں میں ہر طرف گروہ در گروہ پھیل گئے ۔ چنانچہ اس دور کے مشہور فقہاء کے اسمائے گرامی پڑھنے کے بعد آپ واضح طور پر محسوس کریں گے کہ علمی اور فقہی شخصیتوں کے مراکز کم وبیش سارے اسلامی بلاد میں قائم ہو گئے تھے جہاں سے دینی علوم اور فقہی مسائل کی تدوین واشاعت کا سلسلہ ساری دُنیا میں پھیل گیا تھا۔

اب ذیل میں اس دور کے مشہور فقہائے اسلام کے اسمائے گرامی بقید بلاد ملاحظہ فرمائیں۔

فقہائے مدینہ

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدّیقہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا ، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہما ، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رضی اللہ تعالےٰ عنہم ، حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالےٰ عنہما ، حضرت علی بن حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہما ، حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہم ، حضرت سلیمان بن یسار رضی اللہ تعالےٰ عنہما ، حضرت قاسم بن محمد بن ابوبکر رضی اللہ تعالےٰ عنہم ، حضرت نافع رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت ابن شہاب زہری رضی اللہ تعالےٰ عنہ ، حضرت ابوجعفر محمد بن علی بن حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہم ، حضرت ابوالزناد عبداللہ بن ذکوان رضی اللہ

تعالیٰ عنہم، حضرت یحییٰ بن سعید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت
ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

فقہائے کوفہ

حضرت علقمہ بن قیس نخعی، حضرت مسروق بن اجدع، حضرت عبیدہ
بن عمر سلمانی، حضرت اسود بن یزید نخعی، حضرت شریح بن حارث کندی،
حضرت ابراہیم بن یزید نخعی، حضرت سعید بن جبیر اور حضرت عامر بن شرحبیل
رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

فقہائے بصرہ

حضرت انس بن مالک انصاری، حضرت ابو العالیہ، حضرت
ابو الشعثاء جابر بن زید، حضرت محمد بن سیرین، حضرت حسن بن ابو الحسن
یسار اور حضرت قتادہ بن دعامہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہائے شام

حضرت عبداللہ بن غنم اشعری، حضرت ابو ادریس خولانی،
حضرت قبیصہ بن ذویب، حضرت مکحول بن ابو مسلم، حضرت رجا بن حیات
کندی اور حضرت عمر بن عبدالعزیز بن مروان رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین

فقہائے مصر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص، حضرت ابو الخیر مرشد بن عبداللہ

اور حضرت یزید بن حبیب رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہائے یمن

حضرت طاؤس بن کیسان جندی، حضرت وہب بن منبہ اور
حضرت یحییٰ بن کثیر رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

فقہ اسلامی کا چوتھا دور

فقہ اسلامی کا چوتھا دور دوسری صدی ہجری کی ابتداء سے
شروع ہو کر چوتھی صدی ہجری کے تقریباً نصف تک پہونچ کر تمام
ہو جاتا ہے۔

اس دور میں اسلامی فتوحات کی وسعت، مختلف اقوام عالم
کے ساتھ مسلمانوں کے اختلاط، زبانوں کے تبادلے، دینی حلقوں میں
یونانی علوم وفنون کی ترویج، اقطار ارض میں اسلامی علوم کی نشر و
اشاعت اور مختلف تہذیبوں کے ساتھ اسلامی تمدن کے تصادم کی وجہ سے
اس وقت کی دنیا ایک جہان نو میں تبدیل ہو گئی تھی۔ اسلامی تاریخ کا
یہی وہ فرخندہ فال عہد ہے جبکہ اساطین امت کو پورے اقطار ارض
میں زندگی کے نئے نئے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ دین کی بقا اور کتاب
وسنت کے تحفظ کے لیے نئی نئی ضرورتوں کا احساس ہوا۔ فکر و نظر کے
جوہر کھلے، علم و ادراک کے سینکڑوں دائرے حرکت میں آئے نئے نئے
فنون کی بنیادیں رکھی گئیں، تدوین حدیث کا کام پایۂ تکمیل کو پہونچا۔
مجتہدین امت کے بہت سارے حلقے وجود میں آئے اور سیکڑوں افراد

اسلامی قوانین کی تدوین و استنباط کے کام میں شب و روز لگے رہے تب جاکر ہزاروں مجلّدات پر مشتمل اسلامی مسائل و قوانین کا ایک عظیم الشان ذخیرہ اسلامی تاریخ کو دستیاب ہوا۔ جو قیامت تک کے لیے اُمّت کی دینی ضروریات کا کفیل ہے۔ اسی دور میں فقہ کے اُصول مُرتب ہوئے اور کتاب و سُنّت کے احکام کے لیے فرض، واجب، سنت، مستحب اور مندوب کی اصطلاحات وضع ہوئیں۔

اس دور کے مشاہیر فقہاء

امام اعظم ابو حنیفہ، امام دار الہجرۃ امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی، امام احمد بن حنبل، حضرت سفیان بن سعید ثوری، حضرت شریک بن عبداللہ نخعی اور عمر بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضوان اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ کے مشہور تلامذہ

امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم انصاری، امام محمد بن حسن بن فرقد شیبانی، امام زفر بن ہذیل بن قیس کوفی، اور امام حسن بن زیاد لولوی کوفی رضی اللہ تعالےٰ عنہم۔

فقہِ اسلامی کے مآخذ

شرح مسلّم الثبوت میں مآخذ کی تعریف یہ کی گئی ہے۔

هو علم بقواعد يتوصل بها — اصول فقہ ایسے قواعد کے جاننے کو کہتے ہیں

الى استنباط الاحكام الفقهية عن دلائلها۔ — جن کے ذریعہ احکام فقہیہ کو ان کے دلائل سے استنباط کیا جاتا ہے۔

اس تعریف سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ ماخذ اس سرچشمہ کا نام ہے جہاں سے فقہی احکام اخذ کیے جاتے ہیں۔ ویسے حقیقی طور پر سارے احکام کا ماخذ قرآن مجید ہے۔ قرآن ہی کے ذریعہ ہمیں معلوم ہوا کہ خدا کے احکام کی طرح اس کے رسُول کے احکام کی اطاعت بھی ہم پر فرض ہے اس لحاظ سے احادیث کو بھی شرعی احکام کے ماخذ کی حیثیت سے تسلیم کرنا ضروری ہوا۔ فقہی احکام کے باقی مآخذ کی شرعی حیثیت بھی کتاب و سُنت ہی سے ماخوذ ہے —— اصول اور فقہی کتابوں کے مُطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ فقہی احکام کے بارہ ۱۲ مآخذ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔

(۱) قرآن حکیم (۲) احادیث (۳) اجماع اُمّت (۴) قیاس (۵) استحسان (۶) استدلال (۷) استصلاح (۸) مسلمہ اشخاص کی آراء (۹) تعامل (۱۰) عرف (۱۱) ماقبل کی شریعت (۱۲) ملکی قانون۔

لیکن عام طور پر اصول فقہ کی کتابوں میں صرف چار مآخذ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ بعض مآخذ بعض میں داخل ہیں۔ مثال کے طور پر قیاس کے عموم میں استحسان و استصلاح وغیرہ داخل ہیں۔ اجماع کے عموم میں تعامل اور عرف داخل ہے۔ ماقبل کی شریعت قرآن یا احادیث کے عموم میں آتی ہے۔ ملکی قانون تعامل کے ذیل میں شمار ہو سکتے ہیں۔ مسلمہ اشخاص کی آرا اگر قیاس پر مبنی ہیں تو ان کا شمار قیاس میں ہوگا اور اگر سماع پر مبنی ہیں تو حدیث کے ذیل میں آئے گی۔ استدلال بھی قیاس ہی کے زمرے کی چیز ہے۔

اس طرح اصل مآخذ چار ہیں۔ ① قرآن ② احادیث ③ اجماع ④ قیاس ـــــ اب ان چاروں مآخذ پر ذیل میں الگ الگ مختصر نوٹ ملاحظہ فرمائیں۔

قرآنِ حکیم

قرآنِ کریم سے کس طرح کے احکام اخذ کئے جاتے ہیں اس پر روشنی ڈالتے ہوئے حضرت علامہ شاطبی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ اپنی گرانقدر تصنیف " الموافقات " میں تحریر فرماتے ہیں۔

القران على اختصاره جامع ولايكون جامعا الا والمجموع فيه امور كليات لان الشريعة تمت بتمام نزوله لقوله تعالى اليوم اكملت لكم دينكم وانت تعلم ان الصلاة والزكاة والجهاد واشباه ذلك لم يبين جميع احكامها في القران انما بينها السنة وكذلك العاديات من الانكحة والعقود والقصاص والحدود وغيرها۔

قرآن اپنے اختصار کے باوجود زندگی کے سارے مسائل کو حاوی اور سارے احکام کا جامع ہے اور جامع وہی ہو سکتا ہے جس میں امور کلّیات بیان کئے جائیں۔ اس لیے کہ نزولِ قرآن کی تکمیل کے بعد شریعت مکمل ہو گئی جیسا کہ ارشادِ باری ہے کہ آج تمہارے دین کو تمہارے لیے مکمل کر دیا۔ اور تم اس بات کو جانتے ہو کہ نماز، زکاۃ، جہاد اور اس کے مثل دیگر عبادات کے سارے تفصیلی احکام قرآن میں نہیں بیان کئے گئے ہیں۔ تفصیلات کا علم احادیث کے ذریعہ ہوتا ہے اسی طرح معاملات جیسے نکاح، بیع وشراء اور قصاص وحدود وغیرہ کے تفصیلی احکام

بھی قرآن میں موجود نہیں ہیں (الموافقات ج ۳ ص ۳۶۷)

اس عبارت سے یہ امر اچھی طرح واضح ہو گیا کہ قرآن میں احکام کے اصول وکلیات ہیں ان کی تفصیلات کا علم احادیث کے ذریعہ ہوتا ہے۔ قرآن سے احکام اخذ کرنے کے لیے جن علوم میں مہارت ضروری ہے ان کا ذکر کرتے ہوئے علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں۔

لابد للفقيه ان يعلم ماهو ناسخ ومنسوخ وما هو مجمل ومفسر وما هو خاص وعام وماهو محكم ومتشابه (الموافقات)

ایک فقیہ کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ قرآن کی کون سی آیت ناسخ ہے اور کون سی منسوخ ہے۔ کون سی آیت مجمل ہے اور کون سی آیت مفسّر کون سا لفظ خاص ہے اور کون سا عام۔ یونہی کونسی آیت محکم ہے اور کون سی متشابہ۔

اور فقیہ کے لیے اس بات کا علم بھی ضروری ہے کہ مامور بہ کس درجہ کا ہے؟ یعنی فرض ہے، واجب ہے، سُنّت ہے، مستحب ہے یا مندوب ہے؟ اسی طرح یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ منھی عنہ کس درجہ کا ہے؟ کفر ہے، حرام ہے، یا مکروہ ہے۔ قرآن فہمی کے لیے شانِ نزول اور احکام کی علت وحکمت اور نزولِ قرآن کے وقت عرب کے معاشرہ کی جو حالت تھی اس سے بھی باخبر ہونا ضروری ہے ـــ اسی کے ساتھ ساتھ آیات کی تفسیر میں مرفوع احادیث اور صحابہ کے اقوالِ ماثورہ کا علم بھی ضروری ہے۔

قرآن فہمی کے لیے ان علوم لازمہ کی تفصیلات سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو گئی کہ صرف ترجمہ دیکھ کر قرآن کے صحیح مطالب تک پہنچنا ناممکن ہے۔

سُنّت

سُنّت کے لغوی معنی ہیں " مروجہ طریقہ " اور اصطلاحی معنی یہ ہیں

السنة يطلق على قول الرسول وفعله وسكوته وعلى اقوال الصحابة وافعالهم (نور الانوار)

حضور صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کے قول و فعل اور سکوت کو سُنّت کہا جاتا ہے۔ اور صحابہ کے اقوال و افعال کے لیے بھی سُنّت کا لفظ بولا جاتا ہے۔

قرآن میں سُنّت کی بُنیاد

مندرجہ ذیل آیتوں سے اس امر کا ثبوت ملتا ہے کہ قرآن کی طرح سُنّت بھی احکام کا ماخذ ہے۔

وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ (پ ۱۴ ع ۱۲)

اور اے محبوب ہم نے تمہاری طرف قرآن نازل کیا تاکہ تم لوگوں سے بیان کردو جو ان کی طرف اترا۔ اور تاکہ وہ لوگ غور و فکر کریں۔

اِنَّا اَنْزَلْنَا اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِتَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰىكَ اللّٰهُ (پ ۵ ع ۱۳)

اے محبوب بیشک ہم نے تمہاری طرف سچی کتاب اُتاری تاکہ اللہ کے سکھانے کے مطابق تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔

سُنّت کے بارے میں صحابۂ کرام کا مسلک

اس سلسلے میں سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالے عنہ کا عمل نقل کرتے ہوئے علامہ شاطبی تحریر فرماتے ہیں۔

كان ابو بكر اذا ورد عليه حكم نظر فى كتاب الله فان وجد فيه ما يقضى به قضى به وان لم يجد فى كتاب الله نظر فى سنة رسول الله فان وجد فيها ما يقضى به قضى به فان اعياه ذلك

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ کا طریقہ یہ تھا کہ جب ان کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا تو وہ اس کا حکم کتاب اللہ میں تلاش کرتے اور اس کے مطابق فیصلہ صادر فرماتے اگر کتاب اللہ میں حکم نہ ملتا تو احادیث میں تلاش کرتے اور اس کے مطابق حکم صادر فرماتے۔ اگر خود اپنی معلومات

سئل الناس هل علمتم ان رسول الله قضى فيه قضاء فربما قام اليه القوم فقضى فيه بكذا بكذا (الموافقات جلد ۴ المسئلة الثالثة)

جواب دیدیتی تو لوگوں سے دریافت کرتے کہ اس طرح کے مسئلے میں حضور پاک کا کوئی فیصلہ آپ لوگوں کو معلوم ہو تو بتائیں۔ لوگ جیسا بتاتے اس کے مطابق عمل فرماتے۔

سنت سند مل جانے پر حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ خوش ہوتے اور فرماتے

الحمد لله الذى جعل فينا من يحفظ على سنن نبينا (حجۃ اللہ البالغہ جلد ۱)

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے اندر ایسے لوگ موجود ہیں جن کے سینے میں احادیث رسول محفوظ ہیں۔

اس سلسلے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالے عنہ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا

سيأتى قوم يجادلونكم بشبهات القران فخذوهم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بكتاب الله. (ميزان الشريعة الكبرى للشعرانى)

تمہارے بعد ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو قرآن کی آیات متشابہات کے مطالب کے سلسلے میں تم سے جھگڑا کریں گے اس وقت تم حدیثوں پر مضبوطی کے ساتھ قائم رہنا۔ اس لیے کہ حدیث سے جو لوگ باخبر ہیں وہی لوگ قرآن کو بہتر سمجھتے ہیں۔

سُنّت کے بارے میں ائمۂ مجتہدین کا مسلک

امام اعظم رضی اللہ تعالے عنہ ارشاد فرماتے ہیں

لولا السنن ما فهم احد منا القران (ميزان الشريعة)

حدیثوں کے بغیر قرآن کو ہم میں سے کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔

یہ قول بھی انہی کی طرف منسوب ہے

لم تزل الناس فى صلاح ما دام

لوگ ہمیشہ بھلائی میں رہیں گے جب تک علم حدیث

منهم من يطلب العلم بالحديث فاذا طلبوا العلم بلاحديث فسدوا (میزان الشریعۃ)

کے ساتھ طلب کرتے رہیں گے۔ جب حدیثوں کو چھوڑ دیں گے تو لوگوں میں فساد پیدا ہو جائے گا۔

اس سلسلے میں حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالٰے عنہ کا مسلک ان لفظوں میں نقل کیا گیا ہے۔

اجمع المسلمون علی من استبان له سنة عن رسول لم يحل له ان يدعه بقول احد (اعلام الموقعین جلد ۲)

اس بات پر اہل اسلام کا اجماع ہے کہ کسی کو نبی کی حدیث مل جائے تو اسے جائز نہیں ہے کہ اسے چھوڑ کر کسی دوسرے کے قول پر عمل کرے۔

حضرت امام مالک رضی اللہ تعالٰے عنہ ارشاد فرماتے ہیں۔

ما وافق الكتاب والسنة فخذوه وكل مالم يوافقه والسنة فاتركوه۔ (جامع اہل العلم)

جو بات کتاب و سُنت کے موافق ہو اسے قبول کرو اور جو موافق نہ ہو اسے چھوڑ دو۔

اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالٰی عنہ کا فرمان ہے۔

من رد حديث رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فهو على شفا هلكة۔ (کتاب المناقب لابن الجوزی)

جس نے رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی حدیث کو رد کر دیا وہ ہلاکت کے دہانے پر پہنچ گیا۔

سُنّت کے افادات

آیات قرآنی کے مفاہیم و معانی کے تعین اور احکام کے استنباط میں احادیث کریمہ کے افادات کا خلاصہ یہ ہے

(۱) مجمل احکام کی تفصیل

(۲) مطلق حکم کی تقیید

(۳) مبہم معانی کی توضیح و تفسیر

احادیث کے ذریعہ آیات قرآنیہ کی تفسیر کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں

(الف) لَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُمْ بِظُلْمٍ (پ ع ۱۵) میں ظلم کی تفسیر شرک کے ساتھ کی گئی ہے۔

(ب) حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْأَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْأَسْوَدِ (پ ع ۷) میں خیط ابیض یعنی سفید ڈورے کی تفسیر دن کی سفیدی اور خیط اسود یعنی سیاہ ڈورے کی تفسیر رات کی تاریکی کے ساتھ کی گئی ہے۔ اگر حدیث رہنمائی نہ کرتی تو "خیط ابیض" اور "خیط اسود" سے قرآن کی کیا مراد ہے کوئی نہیں سمجھ سکتا۔

(ج) أَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ (پ ع) میں شجر طیب کی تفسیر حدیث میں کھجور کے درخت سے کی گئی ہے، اگر حدیث معاونت نہ کرتی تو شجر طیب سے قرآن کی کیا مراد ہے یہ سمجھنا مشکل تھا۔

(د) لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ (پ ع ۸) میں زیادت کی تفسیر حدیث میں دیدار الٰہی سے کی گئی ہے۔ اگر حدیث نے عقدہ کشائی نہ کی ہوتی تو زیادت سے قرآن کی کیا مراد ہے کوئی نہیں سمجھ سکتا تھا۔

(ہ) قرآن میں إِدْبَارَ النُّجُومِ اور أَدْبَارَ السُّجُودِ کے الفاظ آئے ہیں حدیث میں کہا گیا ہے کہ ادبار النجوم سے قبل فجر کی دو رکعتیں اور ادبار السجود سے بعد مغرب کی دو رکعتیں مراد ہیں۔

(و) حدیث میں وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ (پ ع ۸) کی تفسیر میں بتایا گیا ہے کہ رعد سے مراد ایک فرشتہ ہے جو ابر پر مقرر کیا گیا ہے وہ

خدا کی تسبیح و تحمید کرتا ہے۔

اتباع صحابہ پر قرآن سے استدلال

رسول پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اتباع کے ساتھ ساتھ صحابہ کرام کا اتباع بھی مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ اتباع صحابہ کے سلسلے میں قرآن کریم کی اس آیت کریمہ سے استدلال کیا گیا ہے۔

والسابقون الاولون من المهاجرين والانصار والذين اتبعوهم باحسان رضي الله عنهم ورضوا عنه واعد لهم جنت تجري تحتها الانهار خلدين فيها ابدا - ذلك الفوز العظيم (پ ع ۲)

اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار، اور جنھوں نے بھلائی کے ساتھ ان کی پیروی کی۔ اللہ ان سے راضی۔ اور وہ اللہ سے راضی۔ اور ان کے لیے ایسے باغ تیار کر رکھے ہیں کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔ یہی بڑی کامیابی ہے

وجوہ اتباع پر روشنی ڈالتے ہوئے صاحب توضیح وتلویح ارشاد فرماتے ہیں۔

لان اکثر اقوالھم مسموع بحضرۃ الرسالۃ فرایھم اصوب لانھم شاھدوا موارد النصوص

اس لیے کہ ان کے اکثر اقوال حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سنے ہوئے ہیں اس لیے ان کی رائے اصوب ہے اور اس لیے بھی کہ انھوں نے آیات قرآنی کے محل نزول کا مشاہدہ کیا ہے۔

قرآن کریم کے بعد احکام شریعت کا دوسرا سرچشمہ سنت ہے۔ اس کا

ایک اجمالی تعارف پچھلے اوراق میں آپ کی نظر سے گذر چکا۔ اب احکام کے تیسرے سرچشمہ اجماع پر ذیل میں مختصر نوٹ ملاحظہ فرمائیں۔

اجماع

لغت میں اجماع کے معنی ہیں "عزم واتفاق"، چنانچہ قرآن کی اس آیت کریمہ میں یہی معنی مراد ہیں فاجمعوا امركم وشركاءكم (پ ع ۱۳) لیکن اجماع کے اصطلاحی معنی جو اصول فقہ کی عام کتابوں میں شائع ہے یہ ہیں۔

ھو اتفاق اھل الحل والعقد من امۃ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علی امر من الامور۔

اجماع کہتے ہیں امت محمدی کے اصحاب حل و عقد کا کسی مسئلے پر متفق ہو جانے کو

کتاب و سنت کے بعد اجماع کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ اس موضوع پر تقریر کرتے ہوئے صاحب تلویح ارشاد فرماتے ہیں۔

ولاشک ان الاحکام التی تثبت بصریح الوحی بالنسبۃ الی الحوادث قلیلۃ غایۃ القلۃ فلو لم یعلم احکام تلک الحوادث من الوحی الصریح وبقیت احکامھا مھملۃ لا یکون الدین کاملا فلا بد من ان یکون للمجتھدین ولایۃ استنباط احکامھا

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ وہ احکام جو وحی صریح سے ثابت ہیں وہ پیش آنے والے نئے نئے مسائل کے مقابلے میں بہت کم ہیں۔ اگر وحی صریح کے ذریعہ ان مسائل کے احکام معلوم نہ کیے جائیں تو ان کا اہمال لازم آجائے گا اور دین میں نقصان پیدا ہو جائیگا اس لیے ضرورت ہے کہ مجتہدین کو ان مسائل کے احکام کے استنباط کا حق دیا جائے گا۔

قرآن میں اجماع کی بنیاد

اب ذیل میں وہ آیتیں ملاحظہ فرمایئے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ اجماع امت

کو بھی دلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہے اور حرمت و وجوب اور حسن و قبح کے احکام اس سے بھی ثابت ہوتے ہیں۔

(۱) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ ۔ (پ ۵ ع ۵)

اے ایمان والو۔ اطاعت کرو اللہ کی۔ اطاعت کرو رسول کی اور تم میں جو صاحب امر ہیں۔ اُن کی اطاعت کرو۔

(۲) وَ مَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَہُ الْھُدٰی وَ یَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی وَ نُصْلِہٖ جَھَنَّمَ ۔ (پ ۵ ع ۱۴)

اور جو رسول کے خلاف کرے اس کے بعد کہ حق راستہ اس پر کھل چکا۔ اور مسلمانوں کی راہ سے جدا دوسری راہ چلے تو ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کریں گے۔

(۳) وَ شَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ (پ ۴ ع ۸)

اور معاملات میں ان سے مشورہ لو۔ اور جب کسی بات کا پکّا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔

(۴) وَ اَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ (پ ۲۵ ع ۵)

اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورے سے ہے

توضیحات پہلی آیت میں اولی الامر سے مراد علمائے امت ہوں یا اصحاب حل وعقد۔ بہرحال ان کا فیصلہ مسلمانوں کے لیے واجب الاطاعت ہے۔ قرآن کی رو سے ان کی اطاعت کا وجوب ہی اس دعویٰ کو ثابت کرتا ہے کہ احکامِ شریعت میں امت کے اَرباب حل وعقد کا اجماعی فیصلہ بھی مؤثر ہے۔

دوسری آیت میں سبیل المؤمنین سے مراد امت کا تعامل ہے اور یہ بتانے کی چنداں ضرورت نہیں ہے کہ اُمّت کا تعامل بھی عملاً اجماع ہی

کی ایک شکل ہے۔ اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل اسلام کے لیے امت کے تعامل کی پیروی اس درجہ ضروری ہے کہ انحراف کی صورت میں عذابِ جہنم کی وعید بھی ہے اور ضلالتِ عمل کی توثیق بھی۔

تیسری اور چوتھی آیتوں میں اُمّت کے ارباب حل وعقد سے مشورہ کا حکم دیا گیا ہے اور باہمی مشاورت کو ایک دستور العمل کی حیثیت سے اسلامی نظامِ حیات میں داخل کر دیا گیا ہے۔ اگر امت کے اَرباب حل وعقد کی رائے کسی اَمر کے فیصلے میں مؤثر نہ ہوتی تو مشاورت کا حکم ہی کیوں دیا جاتا۔

نتیجے کے طور پر مذکورہ بالا آیات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ اجماع اُمّت بھی دلیل شرعی کی حیثیت سے اسلام میں واجبُ التسلیم ہے۔

اجماعِ اُمّت حدیث کی روشنی میں

اجماع امت کا دلیل شرعی کی حیثیت سے قابلِ قبول ہونا احادیث سے بھی ثابت ہے۔ ذیل میں پیغمبر اعظم صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی دو حدیثیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) — لا تجتمع اُمتی علی الضّلالۃ (رواہ الترمذی)

میری اُمت گمراہی پر مجتمع نہیں ہوگی (ترمذی)

اجماع اُمّت کے سلسلے میں ایک شبہہ وارد کیا جا سکتا ہے کہ امت کے ارباب حل وعقد اگر کسی گمراہی پر متفق ہو جائیں تو کیا اس اجماع کے ذریعہ اس گمراہی کو بھی سندِ جواز مل سکتی ہے۔ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرما کر کہ میری اُمّت گمراہی پر کبھی مجتمع نہیں ہوگی ہمیشہ کے لیے اس شبہہ کا سدباب کر دیا۔ حضور کا یہ ارشادِ گرامی بھی اس غیبی قوت ادراک کا مظہر ہے جو خدائے قدیر و علیم نے انھیں مستقبل کے احوال دریافت کرنے کے بارے میں

عطا فرمائے ہیں۔

(۲) — ما رأه المسلمون حسنا فهو عند الله حسن۔
جس چیز کو جمہور مسلمین اچھا سمجھیں وہ خدائے تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح)

اس حدیث پاک کے ذریعہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے اس نکتے کو واضح فرما دیا کہ جمہور مسلمین کا کسی چیز کو اچھا سمجھنے کی بُنیاد پر اسلام میں وہ چیز صرف اس لیے اچھی سمجھی جاتی ہے کہ خدا کے نزدیک بھی وہ اچھی ہے۔

اجماع کے سلسلے میں ایک ضروری وضاحت

اجماع امت کے سلسلے میں یہ سوال وضاحت طلب ہے کہ کن لوگوں کے اجماع کو دلیل شرعی کی حیثیت سے قبول کیا جائے گا۔ حصول المامول کے مصنف اس سوال کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

لا اعتبار بقول العوام فی الاجماع لا وفاقا ولا خلافا عند الجمهور، لانهم ليسوا من اهل النظر فی الشرعيات ولا يفهمون الحجة ولا يعقلون البرهان۔

اجماع کے سلسلے میں عوام کالانعام کی رائے کا کوئی اعتبار نہیں ہے نہ موافقت میں اور نہ مخالفت میں۔ اس لیے کہ شرعی مسائل میں انھیں کوئی دسترس حاصل نہیں ہے۔ نہ وہ حجت شرعی سے واقف ہیں اور نہ بُرہان کو سمجھتے ہیں۔

اس عبارت کا مفاد یہ ہے کہ کسی مسئلے پر ناخواندہ عوام کا اتفاق اجماع امت نہیں کہلائے گا اور نہ اسے دلیل شرعی کی حیثیت حاصل ہوگی۔ اجماع کی یہ بُنیادی شرط اگر نظر انداز کر دی جائے تو بہت سی وہ ناجائز رسوم و بدعات جو ناخواندہ عوام میں مقبول و رائج ہیں اجماع مسلمین کے نام پر سند جواز حاصل

کرلیں گی۔ یہیں سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ تعامل مسلمین کو جو ایک شرعی حیثیت حاصل ہے اسے ناخواندہ عوام کا تعامل نہیں مُراد ہے بلکہ مسلمانوں کا وہ تعامل مراد ہے جس پر امت کے ارباب حل وعقد نے اپنی مہر توثیق ثبت فرمائی ہو۔

قیاس

قیاس کے لغوی معنی ہیں ——— اندازہ کرنا۔ دو چیزوں میں مطابقت پیدا کرنا ——— اور اصطلاح فقہ میں قیاس کے معنی ہیں، علت کو مدار بنا کر سابق نظائر کی روشنی میں نئے مسائل کا حل کرنا ——— نورالانوار میں قیاس کی یہ تعریف کی گئی ہے تقدیر الفرع بالاصل فی الحکم والعلة قیاس کی ایک اصطلاحی تعریف یہ بھی کی گئی ہے الحاق امر بامر فی الحکم الشرعی لاتحاد بینهما فی العلة۔

قرآن حکیم میں قیاس کی بُنیاد

فقہ کے چار اصولوں میں سے چوتھی اصل قیاس ہے۔ قیاس بھی دلیل شرعی کی حیثیت سے مسلّمۂ ائمۂ اسلام ہے اور اس کی بُنیادیں قرآن وحدیث میں موجود ہیں ——— قرآن کریم کی مندرجۂ ذیل آیتیں قیاس کی مشروعیت پر بھرپور روشنی ڈالتی ہیں۔

(۱) فاعتبروا یا اولی الابصار (پ۲۸ ع ۴)

توضیح تلویح میں اعتبار کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں۔

معنی الاعتبار رد الشیء الی نظیره ای الحکم علی الشیء بما هو ثابت لنظیره۔

اعتبار کے معنی ہیں شئی کو اس کی نظیر کی طرف پھیر دینا۔ یعنی کسی شے پر وہی حکم لگانا جو اس کی نظیر کے لیے ثابت ہے۔

(۲) فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ ۔ (پ۱۱ ع۴)

پس ایسا کیوں نہیں ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت نکل آتی جو دین میں تفقہ حاصل کرتی۔

اس آیت کریمہ میں "تفقہ فی الدین" کے لفظ سے قیاس کی بنیاد فراہم ہوتی ہے۔ کیونکہ دین میں تفقہ کے معنی ہی غیر منصوص مسائل میں احکام کے استخراج و استنباط کے ہیں۔ اور یہ عمل قیاس کے بغیر انجام نہیں پاسکتا۔

حدیث میں قیاس کی بنیاد

صحاح کی کتابوں میں یہ حدیث شائع و ذائع ہے کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو حضور نبی پاک صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے یمن کا قاضی بنا کر بھیجنا چاہا تو ان سے دریافت فرمایا

بم تقضی قال بما فی کتاب اللہ قال فان لم تجد فی کتاب اللہ تعالیٰ قال اقضی بما قضی بہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال فان لم تجد ماقضی بہ رسول اللہ قال اجتہد برائی قال علیہ السلام الحمد للہ الذی وفق رسول رسولہ بما یرضی بہ رسولہ

کس چیز سے تم لوگوں کے مقدمات کا فیصلہ کرو گے عرض کیا قرآن کریم سے۔ فرمایا اگر قرآن میں حکم نہ ملے تو۔ عرض کیا رسول اللہ کی حدیثوں میں اس کا حکم تلاش کروں گا اور اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔ فرمایا اگر حدیث رسول میں بھی حکم نہ ملے تو۔ عرض کیا قیاس کے ذریعہ حکم کا استخراج کروں گا۔ یہ جواب سن کر حضور نے ارشاد فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو اپنے رسول کی مرضی کے مطابق عمل کرنے کی توفیق مرحمت فرمائی۔

(۲) اسی طرح کا سوال حضور نبی پاک صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے حضرت

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بھی فرمایا تھا جبکہ قاضی بنا کر انھیں یمن بھیج رہے تھے۔ انھوں نے جواب میں عرض کیا تھا۔

اذا لم اجد الحکم فی السنۃ نقیس الامر بالامر فما کان اقرب الی الحق عملنا بہ فقال علیہ السلام اصبتما۔ (منہاج الاصول)

جب ہم کسی مسئلہ کا صریح حکم حدیث میں نہیں پائیں گے تو ایک امر کا قیاس دوسرے امر پر کریں گے تو ہماری نظر میں جو بات حق سے قریب تر ہوگی اس پر عمل کریں گے۔ یہ جواب سن کر حضور نے اس کی توثیق فرمائی۔

ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر مندرجہ ذیل نکات ثابت ہوتے ہیں۔

پہلا نکتہ تو احکام کے مآخذ کی ترتیب کا ہے کہ احکام کی تخریج میں سب سے پہلا مآخذ قرآن ہے۔ اس کے بعد سنت کا درجہ ہے۔ قیاس کا مرحلہ بالکل آخری ہے۔

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ قیاس کے ذریعہ اجتہاد میں اپنی رائے کا دخل ضروری ہے۔ اور یہ اسلام میں مذموم نہیں ہے ورنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جواب پر حضور اس طرح اپنی خوشنودی کا اظہار نہ فرماتے۔ یہیں سے ان لوگوں کا اعتراض باطل ہوگیا جو ائمۂ احناف کو اصحاب رائے کہہ کر مطعون کرتے ہیں۔

تیسرا نکتہ یہ ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے جواب میں نہایت صراحت کے ساتھ قیاس کا ذکر ہے۔ اور حضور نے اس کی توثیق فرما کر قیاس کو بھی دلیل شرعی کا مقام عطا فرمایا ہے۔

چند اصولِ فقہ

ائمۂ احناف نے کتاب و سُنّت اور اجماعِ امّت کے فقہی احکام، شرعی قوانین اور مجموعۂ قضایا و فتاویٰ کا گہرا مطالعہ کرنے کے بعد ان کی روشنی میں کچھ فقہی اصُول منضبط کئے ہیں جنہیں وہ ضوابطِ کلیہ کے طور پر احکام کی تخریج میں استعمال کرتے ہیں۔ فقہ حنفی کی مشہور کتاب الاشباہ والنظائر سے نمونے کے طور پر چند اصُول ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں تاکہ اس کتاب کے قارئین کرام ائمۂ احناف کی قانونی بصیرتوں، فکر و نظر کی وسعتوں اور تمدّن و معاشرت اور انسانوں کے طبعی حالات و ضروریات پر ان کے گہرے اور وسیع مُطالعہ کا اندازہ لگا سکیں۔

① المشقة تجلب التيسر — مشقت آسانی کو چاہتی ہے

② الضرورات تبيح المحظورات — ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔

③ ما ابيح للضرورة يتقدر بقدرها۔ — جو چیز ضرورۃً مباح ہو وہ ضرورت ہی کی حد تک مباح رہے گی۔ یعنی ضرورت کے دائرہ سے باہر اسے مباح نہیں سمجھا جائے گا۔

④ ماجاز بعذر بطل بزواله — جو چیز کسی عذر کی وجہ سے جائز قرار دی جائے عذر ختم ہو جانے کے بعد اس کا جواز بھی ختم ہو جائیگا۔

⑤ الضرر لا يزال بالضرر — ضرر کا ازالہ ضرر کے ذریعہ نہیں کیا جائے گا۔

⑥ يتحمل الضرر الخاص لاجل دفع الضرر العام — ضررِ عام کے دفع کے لیے ضررِ خاص کو برداشت کیا جائے گا۔

⑦ اعظم ضرر ايزال بالاخف — زیادہ ضرر والی چیز کم ضرر والی چیز کے ذریعہ زائل کی جائے گی۔

⑧ من ابتلى ببليتين وهما متساويان ياخذ بايتهما شاء وان اختلفا يختار اهونهما۔ — جو کسی ایسی دو بلاؤں میں گھر جائے جو قباحت کے لحاظ سے مساوی ہوں تو دونوں میں سے جسے چاہے اختیار کرلے۔ اور اگر ایک میں قباحت کم ہے دوسرے میں زیادہ تو کم والی کو اختیار کرے۔

⑨ درء المفاسد اولىٰ من جلب المصالح۔ — حصُولِ نفع کے مقابلے میں نقصان سے بچنا زیادہ بہتر ہے۔

⑩ اذا تعارض المانع والمقتضى يقدم المانع۔ — جب مقتضی اور مانع کے درمیان تعارض پیدا ہو جائے تو مانع کو ترجیح دی جائے گی

⑪ اذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام۔ — جب کسی مسئلے میں حلال و حرام دونوں پہلو جمع ہو جائیں تو حرام کے پہلو کو ترجیح دی جائے گی۔

⑫ تصرف الامام على الرّعية منوط بالمصلحة۔ — عوام کے مسائل و حقوق میں سُلطانِ وقت کے تصرفات مصلحت پر مبنی ہوں گے۔

⑬ الولاية الخاصة اقوىٰ من الولاية العامة۔ — ولایت خاصہ ولایت عامہ کے مقابلے میں زیادہ قابلِ ترجیح ہوگی۔

⑭ الامور بمقاصدها — امور اپنے مقاصد کے تابع ہوتے ہیں۔

⑮ اليقين لا يزول بالشك — یقین شک سے نہیں زائل ہوگا۔

⑯ ما ثبت بيقين لا يرتفع الا باليقين۔ — جو چیز یقین سے ثابت ہو وہ یقین ہی کے ذریعہ مُرتفع ہوگی۔

⑰ الاصل العدم — نہ ہونا ہی اصل ہے۔

نوٹ:۔ اس ضابطہ کا تعلق ان اوصاف سے ہے جو کسی چیز کو عارض ہوتے ہیں۔

(۱۸) الاصل الوجود — ہونا ہی اصل ہے۔

نوٹ:۔ اس ضابطہ کا تعلق کسی چیز کی صفات اصلیہ سے ہے۔

(۱۹) الحدود تندرئ بالشبہات — شبہات حدود کے نفاذ سے مانع ہوتے ہیں۔

(۲۰) التعزیر یثبت بالشبھة — شبہ بھی تعزیر کے لیے کافی ہے

نوٹ:۔ شبہہ کہتے ہیں جو ثابت نہ ہو لیکن ثابت کے مشابہ ہو (الشبھة مایشبہ بالثابت ولیس بثابت)

(۲۱) ما حرم اخذہ حرم اعطائہ — جس چیز کا لینا حرام ہے اس کا دینا بھی حرام ہے

(۲۲) ماحرم فعلہ حرم طلبہ — جس کام کا کرنا حرام ہے اس کی طلب بھی حرام ہے

(۲۳) لاعبرة بالظن البین خطأہ — اس گمان کا کوئی اعتبار نہیں جس کا غلط ہونا ظاہر ہو

(۲۴) ذکر بعض مالا یتجزی کذکر کلہ — کسی ایسے ٹکڑے کا ذکر جو کل سے الگ نہ کیا جا سکے کل کے ذکر کی طرح ہے۔

(۲۵) اذا اجتمع المباشر والمسبب اضیف الحکم الی المباشر۔ — جب کسی کام کا مرتکب اور مسبب دونوں جمع ہو جائیں تو حکم کا تعلق مرتکب کے ساتھ ہوگا۔

(۲۶) اعمال الکلام اولی من اہمالہ۔ — کسی کلام کو بامعنی بنانا اسے مہمل بنانے سے بہتر ہے۔

(۲۷) التابع تابع — وجود میں تابع حکم میں بھی تابع ہوتا ہے۔

(۲۸) التابع یسقط بسقوط المتبوع — متبوع کے سقوط سے تابع بھی ساقط ہو جاتا ہے۔

(۲۹) یسقط الفرع اذا سقط الاصل — اصل جب ساقط ہو جائے تو فرع بھی ساقط ہو جاتی ہے۔

(۳۰) الحرب خُدعة۔ — جنگ دشمن کو دھوکے میں رکھنے کا نام ہے۔

(۳۱) الثابت بالعرف کالثابت بالنص — عرف کے ذریعہ جو چیز ثابت ہو اس کا نفاذ بالکل ایسے ہی ہوگا جیسے کوئی چیز نص کے ذریعہ ثابت ہو

(۳۲) العادة تجعل حکما اذا لم یوجد التصریح بخلافہ — عادت و عرف پر وہاں حکم لگایا جائے گا جہاں نص صریح اس کے مخالف نہ ہو۔

(۳۳) البناء علی الظاہر واجب مالم یتبین خلافہ — ظاہر پر حکم کی بنیاد رکھنا واجب ہے جب تک اس کے خلاف ثبوت نہ ہو۔

(۳۴) مجرد الخبر لا یصلح حجة — خبر محض حجت بننے کی صلاحیت نہیں رکھتی۔

(۳۵) الثابت بالبینة کالثابت بالمعاینہ — شہادت سے ثابت شدہ مشاہدہ سے ثابت شدہ امر کی طرح ہے۔

(۳۶) المعلق بالشرط یثبت بوجود الشرط — کسی شرط پر معلق چیز اسی وقت ثابت ہوگی جبکہ شرط پائی جائے۔

(۳۷) المعلق بالشرط معدوم قبل الشرط — جو چیز کسی شرط پر معلق ہو وہ شرط کے وجود سے پہلے معدوم سمجھی جائے گی۔

(۳۸) یسقط اعتبار دلالة الحال اذا جاء التصریح بخلافہا — دلالتِ حال کا اعتبار ساقط ہو جائے گا جبکہ اس کا مخالف پہلو صراحت کے ساتھ ثابت ہو جائے۔

(۳۹) یجب العمل بالمجاز اذا تعذر العمل بالحقیقة — مجاز پر عمل واجب ہے جبکہ حقیقت پر عمل متعذر ہو جائے۔

(۴۰) الکتاب الی من نائ کالخطاب بمن دنی۔ — دور والے کے نام خط حکم کے لحاظ سے بالکل ایسے ہی ہے جیسے سامنے والے سے خطاب

(۴۱) الولد یتبع خیر الابوین دینا۔ — بچہ اپنے ماں باپ میں سے اسی کے تابع قرار دیا

جائے گا جو دین کے اعتبار سے دونوں میں بہتر ہو

(۴۲) من فی دار الحرب فی حق من فی دار الاسلام کالمیت۔
دار الحرب میں رہنے والا اس شخص کے حق میں جو دار الاسلام میں رہتا ہے میت کی طرح ہے۔

(۴۳) مال المسلمین لا یصیر غنیمة للمسلمین بحال۔
مسلمانوں کا مال مسلمانوں کے لیے کسی حال میں بھی مالِ غنیمت نہیں ہو سکتا۔

(۴۴) شرط صحة الصدقة التملیك
صدقۂ واجبہ کے صحیح ہونے کی شرط مالک بنانا ہے

(۴۵) التبرع فی المرض وصیة۔
مرض الموت میں احسان وحسن سلوک وصیت کے حکم میں ہے۔

(۴۶) خیر الامور اوساطها۔
ہر چیز میں بہتر وہی ہے جو درمیانی ہو۔

(۴۷) السکران فی الحکم کالصاحی
نشے میں مدہوش، حکم کے اعتبار سے باہوش کی طرح ہے

(۴۸) عند اجتماع الحقوق یُبدأ بالاهم۔
مختلف حقوق کے اجتماع کے وقت سب سے اہم حق کو اولیت دی جائے گی۔

(۴۹) لا یجوز ترك الواجب للاستحباب۔
کسی مستحب کی وجہ سے واجب کا ترک جائز نہیں ہے۔

(۵۰) الاجتهاد لا یعارض النص
اجتہاد نص کے معارض نہیں ہو سکتا (یعنی حکم منصوص کے خلاف کوئی اجتہاد قابل قبول نہیں)

(الاشباہ والنظائر۔ شرح السیر الکبیر)

جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء کے لیے زمین کے حصول کے سلسلے میں شب و روز کی مصروفیات کے باعث وقت نہیں مل رہا ہے کہ اس مضمون کو

پھیلاؤں ورنہ ارادہ یہ تھا کہ مختلف فقہی مذاہب کے ساتھ فقہ حنفی کا ایک تقابلی مطالعہ اپنے قارئین کے سامنے پیش کرتا اور ثابت کرتا کہ فقہ حنفی کتاب و سنت کے دلائل سے مسلح ہونے کے ساتھ ساتھ فطرت انسانی اور عقل وحکمت کے تقاضوں سے کس درجہ ہم آہنگ ہے۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ عجم کو اسلام کا گرویدہ بنانے میں جو گراں قدر خدمت فقہ حنفی نے انجام دی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

دُعا ہے کہ پروردگار عالم سُنی حنفی مسلک پر ہمیں ہمیشہ قائم رکھے۔ اور اس کی برکتوں سے دونوں جہان میں سرخرو فرمائے۔ آمین۔

آمدہ بودیم از دریا بہ موج
باز از موجے بدریا می رویم

ارشد القادری

مہتمم جامعہ حضرت نظام الدین اولیاء۔ نئی دہلی ۱۳

۲۷ ذوالقعدہ ۱۴۰۴ھ

۲۵ اگست ۱۹۸۴ء

لَكَ الْحَمْدُ يَا اَللّٰهُ

وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

① کس وقت بسم اللہ پڑھنا فرض ہے ؟

② کب بسم اللہ پڑھنا سنت ہے ؟

③ کس وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے ؟

④ کب بسم اللہ پڑھنا جائز و مستحسن ہے ؟

⑤ کس وقت بسم اللہ پڑھنا کفر ہے ؟

⑥ کب بسم اللہ پڑھنا حرام ہے ؟

⑦ کس وقت بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے ؟

① —— جانور ذبح کرتے وقت بسم اللہ پڑھنا فرض ہے اگرچہ پوری پڑھنا فرض نہیں۔ جیسا کہ طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۲ میں ہے اما الاتیان بالبسملة فتارة یکون فرضاً کما عند الذبح وان کان لا یشترط هذا اللفظ بتمامه بل لا یسن وانما المنقول باسم اللہ اللہ اکبر اھ

② —— بیرون نماز کسی سورت کے شروع سے تلاوت کی ابتداء کے وقت وضو کے شروع میں۔ نماز کی ہر رکعت کے اول میں۔ اور ہر اہم کام جیسے کھانے۔ پینے اور مباشرت وغیرہ کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے جیسا کہ طحطاوی علی مراقی ص۳ پر ہے تارة یکون سنة کما فی الوضوء واول کل امر ذی بال ومنه الاکل والجماع ونحوها۔

③ —— خارج نماز درمیان سورت سے تلاوت کی ابتداء کے وقت بسم اللہ پڑھنا مستحب ہے۔ بہار شریعت حصہ سوم ص۱۱ میں ہے "اور سورۂ توبہ کے درمیان سے پڑھتے وقت بھی یہی حکم ہے !

④ —— اٹھنے۔ بیٹھنے کے ہر وقت۔ اور نماز میں سورۂ فاتحہ اور سورت کے درمیان بسم اللہ پڑھنا جائز و مستحسن ہے۔ جیسا کہ طحطاوی علی مراقی ص۳ میں ہے تارةً یکون

مباحاکما ھی بین الفاتحۃ والسورۃ علی الراجح وفی ابتداء المشی والقعود مثلا۔

⑤ —— شراب پینے، زنا کرنے، چوری کرنے، جوا کھیلنے کے وقت بسم اللہ پڑھنا کفر ہے یعنی جبکہ حرام قطعی کرتے وقت بسم اللہ پڑھنے کو حلال سمجھے بہار شریعت حصہ نہم ص۱۶۲ اور فتاوی عالمگیری جلد دوم ص۲۴۵ میں ہے الاتفاق علی انہ ان ممسک القدح وقال بسم اللہ وشربہ یصیر کافرا وھکذا ان بسمل وقت مباشرۃ الزنا وحال لعب القمار فانہ یصیر کافرا کذا فی الفصول العمادیۃ۔

⑥ —— حرام قطعی کرنے اور چوری وغیرہ کا ناجائز مال استعمال کرنے کے وقت بسم اللہ پڑھنا حرام ہے جبکہ پڑھنے کو حلال نہ سمجھے۔ اسی طرح حائضہ عورت سے ہمبستری کرتے وقت بھی پڑھنا حرام ہے اور وہ شخص کہ جس پر غسل فرض ہے اسے تلاوت کی نیت سے بسم اللہ پڑھنا حرام ہے۔ البتہ اسے ذکر و دعا کی نیت سے پڑھنا جائز ہے طحطاوی علی مراقی ص۳ میں ہے تارۃ یکون الاتیان بھا حراما کما عند الزنا ووطی الحائض وشرب الخمر واکل مغصوب اومسروق قبل الاستحلال واداء الضمان والصحیح انہ ان استحل ذلک عند فعل المعصیۃ کفر والا لا۔

⑦ —— سورہ برات کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے جبکہ سورہ انفال سے ملا کر پڑھے۔ اسی طرح حقہ، بیڑی، سگریٹ پینے اور لہسن، پیاز جیسی چیز کھانے کے وقت اور نجاست کی جگہوں میں بسم اللہ پڑھنا مکروہ ہے۔ اور شرمگاہ کھولنے کے وقت بھی پڑھنا مکروہ ہے طحطاوی علی مراقی الفلاح ص۳ پر ہے تارۃ یکون الاتیان بھا مکروھا کما فی اول سورۃ براءۃ دون اثنائھا فیستحب ومنہ شرب الدخان وفی محل النجاسات اھ تلخیصا اور شامی جلد اول ص۵ میں ہے تکرہ عند کشف العورۃ او محل النجاسات وفی اول سورۃ براءۃ اذا وصل قراءتھا بالانفال کما قیدہ بعض المشائخ قیل وعند شرب الدخان ای ونحوہ من کل ذی رائحۃ کریھۃ کاکل ثوم وبصل وتحرم عند استعمال محرم بل فی البزازیۃ وغیرھا یکفر من بسمل عند مباشرۃ کل حرام قطعی الحرمۃ وکذا تحرم علی الجنب ان لم یقصد بھا الذکر اھ

عقائد کی پہیلیاں

(۱) —— ایک شخص کلمہ نہ پڑھنے کے باوجود مسلمان ہوگیا اس کی کیا صورت ہے ؟

(۲) —— وہ کونسی صورت ہے کہ ایک شخص دل سے مذہب اسلام کو صحیح مانتا ہے اور زبان سے اقرار بھی کرتا ہے مگر اس کے باوجود کافر ہے ؟

(۳) —— زمین کا وہ کونسا حصہ ہے جو ہر جگہ سے افضل ہے ؟

(۴) —— کب سنت کو چھوڑ دینا کفر ہے ؟

(۵) —— کس صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے ؟

(۶) —— وہ کونسی بدعت ہے جس کا کرنا ضروری ہے اگر نہ کریں تو گنہ گار ہوں گے ؟

(۷) —— وہ کون سی چیز ہے کہ خدائے تعالیٰ کو اس کا خالق کہنا جائز نہیں ؟

(۸) —— وہ کون شخص ہے جو کافر اصلی سے بھی بدتر ہے ؟

(۹) نہ جانکاری میں کلمۂ کفر بک جائے تو کافر ہوگا یا نہیں ؟

جوابات عقائد کی پہیلیاں

(۱) —— جو شخص یہ کہے کہ میں نے فلاں مذہب کو چھوڑ کر دین اسلام قبول کرلیا تو وہ مسلمان ہوگیا اگرچہ اس نے کلمۂ طیبہ نہیں پڑھا۔ جیسا کہ فتاویٰ افریقہ لاہوری ص۱۵۴ میں ہے "اتنا کہنا کہ میں نے وہ مذہب چھوڑ کر دین محمدی قبول کرلیا اسلام کے لیے کافی ہے" اور ردالمحتار جلد سوم ص۲۸۶ میں ہے لوقال انا مسلم فھو مسلم وکذا لوقال علیٰ دین محمد اوعلی الحنیفیۃ اوعلیٰ دین الاسلام۔

(۲) —— اس کی صورت یہ ہے کہ وہ دل سے صحیح ماننے اور زبان سے اقرار کرنے کے ساتھ مذہب اسلام کو اپنا دین نہیں قرار دیتا اس سبب سے وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ کفر کی چار قسمیں ہیں (۱) کفر انکاری :- کہ نہ دل سے صحیح مانے اور نہ زبان سے اقرار کرے جیسے کہ فرعون وغیرہ کا کفر۔ (۲) کفر جحودی :- کہ دل سے صحیح مانے مگر زبان سے اعتراف نہ کرے جیسے کہ یہودی وغیرہ کا کفر۔ (۳) کفر نفاقی :- کہ دل سے صحیح نہ مانے مگر زبان سے اقرار کرے جیسے کہ اُبَی بن خلف وغیرہ کا کفر (۴) کفر عنادی :- کہ دل سے صحیح مانے اور زبان سے اعتراف بھی کرے مگر مذہب اسلام کو اپنا دین نہ قرار دے جیسے کہ ابوطالب وغیرہ کا کفر۔ تفسیر خازن جلد ا ص۳۱ رکوع اوّل کی آیت کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کے تحت ہے الکفر علی اربعۃ اضرب کفر انکار وھوان لایعرف اللّٰہ اصلا ککفر فرعون و ھو قولہ مَا عَلِمْتُ لَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرِیْ وکفر جحود وھوان یعرف اللّٰہ بقلبہ ولایقر بلسانہ ککفر ابلیس (وکفر الیھود) وکفر عناد وھوان یعرف

اللہ بقلبہ ویقر بلسانہ ولایذکوبہ ککفر امیۃ بن ابی الصلت و ابی طالب حیث یقول فی شعرلہ

ولقد علمت بان دین محمد ※ من خیرادیان البریۃ دینا

لولا الملامۃ اوالحذار مُسَبَّۃ ※ لوجدتنی سمحا بذاک مبینا

وکفرنفاق وھوان یقربلسانہ ولایعتقد صحۃ ذلک بقلبہ. فجمیع ھذہ الانواع کفر۔

(۳) —— زمین کا وہ حصہ جو سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعضائے مبارکہ سے لگا ہوا ہے وہ ہر جگہ سے افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ شریف اور عرش و کرسی سے بھی افضل ہے جیسا کہ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ تربت اطہر یعنی وہ زمین کہ جسم انور سے متصل ہے کعبہ شریف بلکہ عرش سے افضل ہے (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۶۸۷) اور درمختار مع شامی جلد دوم ص۲۵۶ میں ہے ما ضم اعضاءہ علیہ الصلاۃ والسلام فانہ افضل مطلقا حتی من الکعبۃ والعرش والکرسی۔

(۴) —— جبکہ سنت کو حق نہ سمجھے تو اس صورت میں سُنّت نماز کو چھوڑ دینا کفر ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۰۵ میں ہے رجل ترک سنن الصلاۃ ان لم یرالسنۃ حقا فقد کفر لانہ ترکھا استخفافا۔ اور غنیہ صفحہ ۳۶۲ میں ہے لوترک سنۃ الفجر والتی قبل الظہر والتی بعدھا ونحوھا من المؤکدۃ قیل لاتلحقہ الاساءۃ لان محمدا سماہ تطوعا الا۔ ان یستخفہ فیقول ھذا فعل النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وانا لا افعلہ فحینئذ یکفر۔

فائدہ: جبکہ سنت کا استخفاف کفر ہے تو جس کی سنت ہے یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا استخفاف بدرجۂ اولیٰ کفر ہے۔

(۵) —— جبکہ نماز کی تحقیر مقصود ہو مثلاً نماز ایسی کوئی مہتم بالشان چیز نہیں کہ جس کے لیے ٹوپی پہنی جائے تو اس نیت سے ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے۔

(درمختار ورد المحتار جلد اول ص۴۳۱، بہار شریعت جلد ۳ ص۱۴۶)

(۶) —— وہ بدعت بدعتِ واجبہ ہے جس کا کرنا مسلمان پر ضروری ہے اگر نہ کریں گے تو گنہگار ہوں گے کما ھو حکم الواجب. شامی جلد اول ص۳۷۶ میں ہے قدتکون البدعۃ واجبۃ کنصب الادلۃ للرد علی اھل الفرق الضالۃ وتعلم النحو المفھم للکتاب والسُّنۃ۔ یعنی بدعت کبھی واجب ہوتی ہے جیسے کہ گمراہ فرقے والوں پر رد کے دلائل قائم کرنا اور علم نحو کا سیکھنا جو قرآن وحدیث سمجھنے میں معاون ہوتا ہے۔ اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "بعض بدعتہاست کہ واجب ست چنانچہ تعلیم وتعلم صرف ونحو کہ بداں معرفت آیات واحادیث حاصل گردد وحفظ غرائب کتاب وسنت ودیگر چیزہائے کہ حفظ دین وملت برآں موقوف بود— یعنی بعض بدعتیں واجب ہیں جیسے کہ علم صرف ونحو کا سیکھنا، سکھانا کہ اس سے آیات واحادیث کریمہ کے مفاہیم ومطالب کی معرفت حاصل ہوتی ہے اور قرآن وحدیث کے غرائب کو محفوظ کرنا اور دوسری چیزیں کہ دین وملت کی حفاظت ان پر موقوف ہے (یہ سب بدعت واجبہ ہیں۔ اشعۃ اللمعات جلد اوّل صفحہ ۱۲۸)

(۷) —— خدائے تعالیٰ ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے لیکن اس کو خالق الخنزیر کہنا جائز نہیں۔ شرح عقائد نسفی کی شرح نبراس ص۱۶۳ میں ہے ان اللہ تعالیٰ خالق کل شی ویلزمہ ان یکون خالق الخنازیر مع انہ یجوز اطلاق الملزوم لا اللازم۔

(۸) —— وہ شخص جو کافر اصلی سے بھی بدتر ہے وہ مرتد ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم

مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں المرتد اقبح کفراً من الکافر الاصلی۔

(الاشباہ والنظائر صفہ)

⑨ — عام مشایخ کے نزدیک کافر ہو جائے گا اور نہ جانکاری کا عذر قبول نہیں کیا جائے گا جیساکہ الاشباہ والنظائر ص۳۴ میں ہے فی الخلاصۃ اذا تکلم بکلمۃ الکفر جاھلاً قال بعضھم لا یکفر وعامتھم علیٰ انہ یکفر ولا یعذر۔

وضو کی پہیلیاں

① — کب داڑھی میں خلال کرنا مکروہ ہے ؟

② — وضو میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا جائز نہیں اسکی صورت کیا ہے ؟

③ — پانی زیادہ ہونے کے باوجود اعضائے وضو کو تین تین بار دھونا جائز نہیں اس کی صورت کیا ہے ؟

④ — دوسرے کو وضو کے لئے پانی دینا جائز نہیں ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

⑤ — وہ کون شخص ہے کہ جس پر نماز فرض ہوتی ہے مگر اسے نماز پڑھنے کے لیے نہ وضو کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ تیمم کی ؟

⑥ — کسی صورت میں وضو کرنے والے کو پیر دھونا ضروری نہیں ؟

⑦ — وہ کون مسلمان ہے کہ چاہے جس طرح بھی سوئے نیند سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا ؟

⑧ — ہوا نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا ہے ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

⑨ — خون یا پیپ نکل کر بہا مگر وضو نہیں ٹوٹا ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

⑩ — مونھ بھر قے ہوئی اور وضو نہیں ٹوٹا ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

⑪ — بالغ آدمی رکوع وسجود والی نماز میں ٹھٹھا مار کر ہنسا اور وضو نہیں ٹوٹا ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

⑫ — دونوں طرف سلام پھیر دینے کے بعد بھی قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اس کی صورت کیا ہے ؟

⑬ — کن صورتوں میں وضو کرنا فرض ہے ؟

⑭ — کس صورت میں وضو کرنا واجب ہے ؟

١٥— کن صورتوں میں وضو کرنا سنت ہے؟

١٦— کن صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے؟

١٧— وضو کے بعد غیر معذور کے بدن سے نجاست نکلی مگر وضو کی دوبارہ حاجت نہیں. اس کی صورت کیا ہے؟

١٨— ظہر کے وقت میں پورا وضو کرنے کے بعد چمڑے کا موزہ پہنا مگر عصر کے وقت وضو کرنے میں وہ موزہ پر مسح نہیں کرسکتا. اس کی صورت کیا ہے؟

١٩— چمڑا کے ایک ہی موزہ میں پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار ٹخنے کے نیچے نظر آرہا ہے. اس کے باوجود اس موزہ پر مسح کرنا جائز ہے. اس کی صورت کیا ہے؟

١— جبکہ احرام باندھے ہو تو ایسے وقت میں داڑھی کا خلال مکروہ ہے جیساکہ الاشباہ والنظائر ص٩١ میں ہے تخلیل الشعر سنۃ فی الطہارۃ وبکرہ للمحرم

٢— جبکہ نماز کا وقت تنگ ہوگیا یا کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے سے فرائض وضو کے لئے پانی پورا نہیں ہوگا. تو ان صورتوں میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا وضو میں جائز نہیں جیساکہ الاشباہ والنظائر ص١١٧ میں ہے لوضاق الوقت اوالماء عن سنن الطہارۃ حرم فعلہا۔

٣— جبکہ جانتا ہو کہ اعضائے وضو کو تین تین بار دھونے سے نماز قضا ہوجائے گی تو اس صورت میں پانی زیادہ ہونے کے باوجود اعضائے وضو کو تین تین بار دھونا جائز نہیں۔ کما ھو الظاہر۔

٤— جبکہ نماز کا وقت ہوگیا اور کسی شخص کے پاس اتنا پانی ہے کہ جس سے صرف ایک آدمی کا وضو ہوسکتا ہے تو اس صورت میں اس شخص کو خود تیمم کرنا اور دوسرے کو وضو کے لیے پانی دینا جائز نہیں جیساکہ علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالے علیہ تحریر فرماتے ہیں لو دخل الوقت ومعہ ماء یتوضأ بہ فوہبہ لغیرہ لیتوضأ بہ لم یجز لا اعرف فیہ خلافا لان الایثار انما یکون فیما یتعلق بالنفوس لا فیما یتعلق بالقرب والعبادات۔ (الاشباہ والنظائر ص١١٩)

٥— جس شخص کے دونوں ہاتھ اور دونوں پاؤں کہنیوں اور ٹخنوں کے اوپر سے کٹے ہوں اور چہرہ زخمی ہو تو ایسے شخص پر نماز فرض ہوتی ہے مگر اس کو نماز پڑھنے کے لیے نہ وضو کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ تیمم کی جیساکہ نورالایضاح باب التیمم ص٤٢ میں ہے مقطوع الیدین والرجلین اذا کان بوجہہ جراحۃ یصلی بغیر طہارۃ

ولا بعید۔ اسی طرح درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۱۶۸ میں بھی ہے۔

(۶) —— جبکہ وضو کرنے کے بعد چمڑے کا موزہ پہنے ہو تو مقیم کے لیے ایک دن رات اور مسافر کے لیے تین دن تین راتیں وضو کرنے میں پیر کا دھونا ضروری نہیں بلکہ صرف مسح کافی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری وغیرہ)

(۷) —— وہ نبی ہے کہ چاہے جس طرح سوئے نیند سے اس کا وضو نہیں ٹوٹتا اور جو شخص کہ ریاح نکلنے کی بیماری کے سبب معذور ہو اس کا وضو بھی کسی طرح کی نیند سے نہیں ٹوٹتا۔ بہار شریعت حصہ سوم صـ۲۷ میں ہے "انبیاء علیہم السلام کا سونا ناقض وضو نہیں ان کی آنکھیں سوتی ہیں دل جاگتے ہیں"۔ —— اور بحر الرائق جلد اول صـ۳۹ میں ہے ان النوم مضطجعاً ناقض الا فی حق النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صرح فی القنیۃ بانہ من خصوصیاتہ ولھذا ورد فی الصحیحین ان النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نام حتی نفخ ثم قام الی الصلوۃ ولم یتوضأ —— اور سعایہ جلد اول صـ۲۳۶ میں ہے ان نومہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لیس بناقض لقولہ علیہ السلام تنام عینای ولاینام قلبی کما نص علیہ جمع ممن صنفوا علیہ فی الخصائص —— اور رد المحتار جلد اول صـ۹۵ میں ہے فی فتاوی ابن الشبلی قال سئلت عن شخص بہ انفلات ریح ھل ینقض وضوءہ بالنوم فاجبت بعدم النقض بناءً علی ما ھو الصحیح من ان النوم نفسہ لیس بناقض وانما الناقض ما یخرج۔

(۸) —— جبکہ ہوا عورت یا مرد کے آگے کے مقام سے نکلے تو اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹتا ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صـ۹ پر ہے الریح الخارجۃ من الذکر وفرج المرأۃ لاتنقض الوضوء علی الصحیح۔

(۹) —— خون یا پیپ نکل کر آنکھ یا کان میں بہا مگر ان سے باہر نہیں آیا تو وضو

نہیں ٹوٹتا۔ جیسا کہ فتح القدیر جلد اول صـ۳۴ میں ہے اذا کان فی عینہ قرحۃ ووصل الدم منھا الی جانب آخر من عینہ فلا ینقض وضوءہ لانہ لم یصل الی موضع یجب غسلہ فی الجملۃ۔

(۱۰) —— بلغم، کیڑا یا سانپ کی مونھ بھر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹتا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول صـ۹۴ میں ہے لاینقضہ قئ من بلغم علی المعتمد اصلا۔ اور فتاویٰ رضویہ جلد اول صـ۲۵ پر قنیہ سے ہے لو قاء دودا کثیرا او حیۃ ملأت فاہ لاینقض۔

(۱۱) —— نماز پڑھتے ہوئے سو گیا اور اسی حالت میں ٹھٹھا مار کر ہنسا تو اس صورت میں وضو نہیں ٹوٹتا اگرچہ رکوع وسجود والی نماز ہو۔ جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول صـ۴۲ میں ہے لونام فی الصلوۃ علی ای ھیأۃ فقھقھتہ لاینقض الوضوء۔

(۱۲) —— اگر سجدۂ سہو واجب ہو مگر سہو ہونا یاد نہ ہو اور دونوں طرف سلام پھیرے اس کے بعد کوئی فعل منافی نماز کرنے سے پہلے قہقہہ مار کر ہنسے پھر یاد آنے پر سجدۂ سہو کرے۔ تو اس صورت میں دونوں طرف سلام پھیر دینے کے بعد بھی قہقہہ مار کر ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول صـ۵۰۳ پر ہے سلام من علیہ سجود سھو یخرجہ من الصلاۃ خروجا موقوفا ان سجد عاد الیھا والا لا وعلی ھذا فیبطل وضوءہ بالقھقھۃ ان سجد للسھو۔

(۱۳) —— محدث کو ہر قسم کی نماز، نماز جنازہ، سجدۂ تلاوت اور قرآن مجید چھونے کے لئے اگرچہ ایک ہی آیت ہو وضو کرنا فرض ہے نور الایضاح صـ۳۴ میں ہے الاول فرض علی المحدث للصلوۃ ولو کانت نفلا ولصلاۃ الجنازۃ وسجدۃ التلاوت ولمس القرآن ولو آیۃ۔

(۱۴) —— کعبہ شریف کا طواف کرنے کے لئے وضو کرنا واجب ہے جیسا کہ مراقی الفلاح مع طحطاوی صـ۴۵ میں ہے القسم الثانی وضوء واجب وھو الوضوء

للطواف بالكعبة.

(۱۵) —— غسل جنابت سے پہلے. جنب کو کھانے پینے اور سونے کے لیے، اذان واقامت خطبۂ جمعہ وعیدین. حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضۂ مبارکہ کی زیارت. وقوف عرفہ اور صفا مروہ کے درمیان سعی. ان تمام کاموں کے لئے وضو کرنا سُنّت ہے

(بہار شریعت حصۂ دوم صـ۲۳)

(۱۶) —— سونے کے لئے اور سونے کے بعد، میت نہلانے یا اٹھانے کے بعد، جماع سے پہلے، غصہ کے وقت، زبانی قرآن مجید پڑھنے کے لئے، حدیث اور علم دین پڑھنے پڑھانے کے لئے، جمعہ وعیدین کے علاوہ باقی خطبوں کے لئے، دینی کتابیں چھونے کے لئے، ستر غلیظ چھونے کے بعد، جھوٹ بولنے گالی دینے اور فحش لفظ نکالنے کے بعد، صلیب یابُت چھونے اور کوڑھی یا سفید داغ والے سے بدن مس ہو جانے کے بعد، بغل کھجانے سے جبکہ اس میں بدبو ہو، غیبت کرنے، قہقہہ لگانے، لغو چیزیں پڑھنے اور اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد. کسی عورت کے بدن سے اپنا بدن بے حائل مَس ہوجانے کے بعد اور باوضو شخص کو نماز پڑھنے کے لئے. ان سب صورتوں میں وضو کرنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت حصہ دوم صـ۲۳)

(۱۷) --- وضو کے بعد مردہ کے بدن سے نجاست نکلی تو اس صورت میں وضو کی دوبارہ حاجت نہیں جیسا کہ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ۹۱ میں ہے لو خرجت منه (ای المیّت) نجاسة لم یعد وضوءه۔

(۱۸) —— معذور ظہر کے وقت میں اگرچہ پورا وضو کرنے کے بعد چمڑے کا موزہ پہنے مگر عصر کے وضو میں وہ موزہ پر مسح نہیں کرسکتا صرف اسی ایک وقت کے اندر مسح کرسکتا ہے کہ جس وقت میں پہنا ہو. ہاں اگر وضو کرنے یا موزہ پہننے کے وقت میں عذر نہیں پایا گیا تو اس کا حکم اس صورت میں تندرست

کے مثل ہے حاشیہ ہدایہ جلد اول صفحہ۴۱ پر نہایہ سے ہے الثنی سال دمها وقت الوضوء واللُبس اووقت الوضوء دون اللُبس او بالعکس فانها لا تمسح بعد خروج الوقت واما اذا کان منقطعا وقت الوضوء واللُبس فانها والصحیحة سواء۔

(۱۹) —— پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار ٹخنے کے نیچے موزہ کے زیادہ ڈھیلا ہونے کے سبب اوپر سے نظر آرہا ہے تو اس صورت میں اس موزہ پر مسح کرنا جائز ہے شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ۱۰۰ میں ہے لاباس بان یکون واسعا بحیث یری رجله من اعلی الخف۔

غسل کی پہیلیاں

①— کس غسل میں ہاتھ دھونے کی بجائے پہلے چہرہ دھونے کا حکم ہے ؟

②— زندہ اور مُردہ کے غسل میں کتنی باتوں کا فرق ہے ؟

③— وہ کونسا غسل ہے کہ جس میں صرف ایک ہی فرض ہے ؟

④— منی نکلنے سے کیوں غسل واجب ہوتا ہے جبکہ پیشاب سے واجب نہیں ہوتا۔ اس کی عقلی وجہ کیا ہے ؟

جوابات غسل کی پہیلیاں

①— مُردہ کے غسل میں ہاتھ دھونے کی بجائے پہلے چہرہ دھونے کا حکم ہے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اول بیان غسل میت صفحہ ۱۴۸ میں ہے یبدأ بغسل وجهه لا بغسل الیدین کذا فی المحیط۔

②— زندہ اور مُردہ کے غسل میں پانچ باتوں کا فرق ہے۔

① زندہ کو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا سُنّت ہے اور مُردہ کا پہلے چہرہ دھونا مستحب ہے ② زندہ کو کلی کرنا فرض ہے اور مُردہ کے غسل میں کلی نہیں، ③ زندہ کو ناک میں پانی ڈالنا فرض ہے اور مُردہ کے غسل میں منع ہے ④ زندہ کو حکم ہے کہ اگر پاؤں کے پاس دھوون کے جمع ہونے کا امکان ہو تو غسل کے وضو میں پاؤں نہ دھوئے بلکہ غسل سے فارغ ہو کر دوسری جگہ دھوئے مگر مُردہ کے غسل میں پاؤں کا دھونا موخر نہ کرے ⑤ زندہ اپنے غسل کے وضو میں سر کا مسح کرے اور مُردہ کے وضو میں ایک روایت کے مطابق سر کا مسح نہیں اور صحیح یہ ہے کہ اس کے بھی سر کا مسح کرے جیسا کہ تفسیر رُوح البیان جلد دوم صفحہ ۳۵۶ میں ہے الفرق بین غسل المیت والحی انه یستحب البدایة بغسل وجه المیت بخلاف الحی فانه یبدأ بغسل یدیه ولا یمضمض ولا یستنشق بخلاف الحی ولا یؤخر غسل رجلیه بخلاف الحی ان کان فی مستنقع الماء ولا یمسح راسه فی وضوء الغسل بخلاف الحی فی روایة کذا فی الاشباه ——— اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۴۸ پر غسل میت کے بیان میں ہے یبدأ بغسل وجهه لا بغسل الیدین کذا فی المحیط ولا یمضمض

ولا یستنشق کذا فی فتاویٰ قاضی خان - واختلفوا فی مسح راسہ والصحیح انہ
یمسح راسہ ولا یؤخر غسل رجلیہ کذا فی التبیین -

(۳) ——— وہ غسل میت کا ہے کہ جس میں پورے بدن پر پانی بہانا صرف یہی ایک
فرض ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۴۷ پر غسل میت کے بیان میں ہے
الواجب ھو الغسل مرۃ واحدۃ کذا فی البدائع -

(۴) ——— منی نکلنے سے غسل واجب ہوتا ہے اور پیشاب وغیرہ سے واجب نہیں
ہوتا اس کی عقلی وجہیں تین ہیں۔

(۱) انزال منی کے ساتھ قضاء شہوت میں ایسی لذت کا حصول ہوتا ہے کہ جس سے
پورا بدن متمتع ہوتا ہے اس لئے اس نعمت کے شکریہ میں پورے بدن کے غسل کا حکم
ہوا۔ اسی سبب سے وجوب غسل کے لئے خروج منی علیٰ وجہ الدفق والشہوۃ کی
قید ہے کہ بغیر ان کے لذت کا حصول نہیں ہوتا۔ اسی لئے اس صورت میں وضو واجب
ہوتا ہے نہ کہ غسل۔

(۲) جنابت پورے بدن کی قوت سے حاصل ہوتی ہے اسی لیے اس کی زیادتی کا
اثر پورے جسم سے ظاہر ہوتا ہے لہٰذا جنابت سے پورا بدن ظاہر و باطن بقدر
امکان دھونے کا حکم ہوا۔ اور یہ باتیں پیشاب وغیرہ میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

(۳) نماز یعنی بارگاہ الٰہی میں حاضری کے لئے کمال نظافت چاہئے اور کمال نظافت
پورے بدن کے غسل ہی سے حاصل ہوگا مگر پیشاب وغیرہ جس کا وقوع کثیر ہے اس
میں خدائے تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے بندوں کی آسانی کے لئے وضو کو غسل
کے قائم مقام کر دیا۔ اور جنابت کا وقوع چونکہ کم ہے اس لئے اس میں پورے بدن
کا دھونا لازم قرار دیا گیا ہے جیسا کہ تفسیر روح البیان جلد دوم ص۳۵۵ اور بدائع
الصنائع جلد اول ص۳۶ میں ہے انما وجب غسل جمیع البدن بخروج المنی

ولم یجب بخروج البول والغائط وانما وجب غسل الاعضاء المخصوصۃ
لاغیر بوجوہ۔ احدھا ان قضاء الشہوۃ بانزال المنی استمتاع بنعمۃ
یظہر اثرھا فی جمیع البدن وھو اللذۃ فامر بغسل جمیع البدن شکرا لھذہ
النعمۃ وھذا لا یتقرر فی البول والغائط - والثانی ان الجنابۃ تاخذ جمیع
البدن ظاہرہ و باطنہ لان الوطئ الذی ھو سببہ لا یکون الا باستعمال
لجمیع ما فی البدن من القوۃ حتی یضعف الانسان بالاکثار منہ ویقوی
بالامتناع فاذا اخذت الجنابۃ جمیع البدن الظاہر والباطن وجب غسل جمیع
البدن الظاہر والباطن بقدر الامکان ولا کذلک الحدث فانہ لا یاخذ الا
الظاہر من الاطراف لان سببہ یکون بظواہر الاطراف من الاکل والشرب
ولا یکونان باستعمال جمیع البدن فاوجب غسل ظواہر الاطراف لا جمیع البدن
والثالث :- ان غسل الکل او البعض وجب وسیلۃ الی الصلوٰۃ التی ھی
خدمۃ الرب سبحانہ وتعالیٰ والقیام بین یدیہ وتعظیمہ فیجب ان یکون
المصلی علی اطہر الاحوال وانظفھا لیکون اقرب الی التعظیم واکمل فی
الخدمۃ وکمال النظافۃ یحصل بغسل جمیع البدن وھذا ھو العزیمۃ فی
الحدیث ایضا الا ان ذلک مما یکثر وجودہ فاکتفی فیہ بالیسر النظافۃ
وھی تنقیۃ الاطراف التی تنکشف کثیرا وتقع علیہ الابصار ابدا واقیم
ذلک مقام غسل کل البدن دفعا للحرج وتیسیرا وفضلا من اللہ ونعمۃ
ولا حرج فی الجنابۃ لانھا لا تکثر فبقی الامر فیھا علی العزیمۃ -

پانی اور نجاست کی پہیلیاں

① دُنیا کے تمام پانیوں میں کون پانی سب سے افضل ہے ؟
② وہ کون سا پانی ہے کہ نجاست کے سبب بدبودار ہے مگر اس سے وضو اور غسل وغیرہ جائز ہے ؟
③ وہ کون سا پانی ہے کہ پاک ہے مگر اس سے وضو کرنا جائز نہیں ؟
④ وہ کون سا پانی ہے کہ اس سے وضو کرنا جائز ہے مگر اس کا پینا حرام ہے ؟
⑤ وہ کون سا پانی ہے کہ جب زیادہ ہو تو اس میں غسل جنابت جائز نہیں اور جب کم ہو جائے تو جائز ہے ؟
⑥ ایک حوض دہ دردہ ہے اور اس میں نجاست کا رنگ ، بو ، یا مزہ نہیں ہے مگر اس کا پانی ناپاک ہے اس کی صورت کیا ہے ؟
⑦ تھوڑا پانی ہے اس سے وضو کرے پھر وہی پانی وضو کے قابل رہے اس کی تدبیر کیا ہے ؟
⑧ بے وضو نے بڑے برتن یا چھوٹے حوض میں اپنا ہاتھ بغیر دھوئے ڈال دیا اور پانی مستعمل نہ ہوا اس کی صورت کیا ہے ؟
⑨ نماز پڑھنے سے پہلے اعضائے وضو کو دھویا اور پانی مستعمل نہ ہوا اس کی صورت کیا ہے ؟
⑩ ایک چوہا کوئیں میں گر کر مر جائے تو کل پانی نہیں نکالنا پڑے گا مگر وہ کونسی صورت ہے کہ زندہ نکل آیا اور کل پانی نکالنا پڑے گا ؟

⑪ — کوئیں میں بکری مر گئی جس میں کل پانی نکالنے کا حکم ہے مگر تھوڑا سا پانی نکالنے سے کل پانی پاک ہو جائے اس کی تدبیر کیا ہے ؟
⑫ — کس صورت کوئیں کا صرف ایک ڈول پانی نکالنا واجب ہے ؟
⑬ — مینڈک کوئیں میں مر کے پھول جائے تو کل پانی ناپاک ہو جائیگا اس کی صورت کیا ہے ؟
⑭ — تھوڑے پانی میں کتا اور سُور مر گئے مگر پانی نجس نہیں ہوا اس کی صورت کیا ہے ؟
⑮ — سانپ کوئیں میں مر گیا پھر پھول اور پھٹ کر اس کے اجزاء پانی میں بکھر گئے مگر پانی نجس نہیں ہوا اس کی صورت کیا ہے ؟
⑯ — دہ دردہ حوض میں کسی نے پاخانہ کر دیا جس نے پورے حوض میں پھیل کر اس کو نجس کر دیا پھر حوض کا کچھ پانی نہیں نکالا گیا مگر وہ پاک ہو گیا اس کی صورت کیا ہے ؟
⑰ — کس چیز کا پیشاب پاک ہے ؟
⑱ — کس صورت میں پاخانہ پیشاب نجاست نہیں ہوتے ؟
⑲ — وہ کونسا کپڑا ہے جو ناپاک نہیں ہے لیکن اگر وہ تھوڑے پانی میں پڑ جائے تو اسے ناپاک کر دے گا ؟
⑳ — وہ کونسی چیز ہے کہ اکٹھا ہے تو ناپاک ہے اور تقسیم کر دی گئی تو پاک ہے ؟
㉑ — وہ کونسی چیز ہے جو ایک کے لئے پاک ہے اور دوسرے کے لئے ناپاک ؟
㉒ — نجس چیزوں کے پاک ہونے کی کل کتنی صورتیں ہیں ؟
㉓ — کوئیں کا پانی نجس ہو گیا پھر نہ اس کا پانی نکالا گیا اور نہ بہا مگر کنواں پاک ہو گیا اس کی صورت کیا ہے ؟
㉔ — کوئیں کے کنارے یا ٹب سے غسل کرنے پر کس صورت میں نکا پانی نجس ہو جاتا ہے ؟
㉕ — ثواب حاصل کرنے کی نیت سے وضو پر وضو کیا مگر پانی مستعمل نہیں ہوا اس کی صورت کیا ہے ؟
㉖ — اوصاف و احکام کے اعتبار سے پانی کی کل کتنی قسمیں ہیں ؟

۲۷ — کتنے خون پاک ہوتے ہیں ؟

۲۸ — عورت کو ماہواری کا خون تین دن سے زیادہ آکر بند ہوگیا اور اس نے غسل بھی کر لیا مگر اس سے ہمبستری کرنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

۲۹ — وہ کون سی چیز ہے جو انسان کے بدن سے نکلتی ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر وہ نجس نہیں ہوتی۔

۳۰ — بالغہ عورت کو پورے تین دن خون آکر بند ہوا مگر وہ حیض نہیں بلکہ بیماری ہے۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

۳۱ — ایک شخص کو پیشاب کے قطرے آنے کی بیماری اس طرح سے ہے کہ وضو کر کے اس نے نماز پڑھ لی اور اس درمیان میں اسے قطرہ نہیں آیا مگر اس کے باوجود وہ صاحب عذر ہے۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

۳۲ — درخت کے پانی سے وضو کرنا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

۳۳ — عورت کے آگے کے مقام سے ہوا کے علاوہ کون سی چیز نکلی کہ اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

تذکرہ سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ

ناشر دار الکتب حنفیہ کھارادر کراچی ۲

جوابات پانی اور نجاست کی پہیلیاں

۱ — جو پانی کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مبارک انگلیوں سے نکلا وہ پانی دنیا کے تمام پانیوں سے افضل ہے الاشباہ والنظائر ص۳۹۴ میں ہے ما افضل المیاہ ؟ فقل ما نبع من اصابعہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

۲ — پانی کے قریب کہیں مرداری ہے جس کے سبب پانی بدبودار ہوگیا ہے مگر مرداری پانی سے متصل نہیں ہے تو اس سے وضو اور غسل وغیرہ کرنا جائز ہے۔
(تفسیر کبیر جلد ۶ ص۳۸۱)

۳ — ماء مستعمل پاک ہے مگر اس سے وضو کرنا جائز نہیں جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۲۷۲ پر ماء مستعمل کی بحث میں ہے قالوا انہ طاہر غیر طہور عند اصحابنا رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔

۴ — جس میں مینڈک یا کوئی دوسرا پانی کا جانور مرا ہو اور اس کے اجزاء پانی میں مل گئے ہوں تو اس پانی سے وضو کرنا جائز ہے مگر اس کا پینا حرام ہے جیسا کہ حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "پانی کا جانور یعنی وہ جو پانی میں پیدا ہوتا ہے اگر کوئیں میں مر جائے یا مرا ہوا گر جائے تو ناپاک نہ ہوگا اگرچہ پھولا پھٹا ہو مگر پھٹ کر اس کے اجزاء پانی میں مل گئے تو اس کا پینا حرام ہے (بہار شریعت حصہ دوم ص۵۲) اور اسی طرح الاشباہ والنظائر ص۲۹۴ میں بھی ہے

۵ — وہ ایسے حوض کا پانی ہے کہ جس کا اوپری حصہ دہ در دہ سے کم ہے اور نچلا حصہ دہ در دہ سے زیادہ ہے تو جب دہ در دہ سے کم میں پانی رہے گا تو اس میں

غسل جنابت جائز نہیں اور جب گھٹ کر دہ در دہ میں ہو جائے تو جائز ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۸ میں ہے ان کان اعلی الحوض اقل من عشر فی عشر واسفله عشر فی عشر او اکثر فوقعت نجاسة فی اعلی الحوض وحکم بنجاسة الاعلی ثم انتقص الماء وانتهی الی موضع هو عشر فی عشر فالاصح انه یجوز التوضؤ به والاغتسال فیه کذا فی المحیط ۔

(۶) ـــــ چھوٹے حوض کا پانی جو کسی نجاست کے پڑنے سے ناپاک ہو گیا تھا اسے نکال کر ایسے بڑے حوض میں کر دیا گیا جس میں پانی نہیں تھا تو اس صورت میں وہ دہ در دہ حوض ناپاک ہے اگرچہ اس میں نجاست کا اثر نہ ہو جیسا کہ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تحریر فرماتے ہیں ان کان الماء فی البیر فوقعت فیها نجاسة فنزح کلها وجعل الماء فی الحوض حتی انبسط وصار عشر فی عشر لم یطهر اعتبار ابحال الوقوع ۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۳۴۳)

اور جو حوض کہ اوپر سے دہ در دہ اور نیچے اس سے کم ہے اس صورت میں پانی جبکہ دہ در دہ سے کم میں ہو اگر اس وقت نجس ہو جائے اور پھر پھیل کر دہ در دہ میں ہو جائے تو ایسے دہ در دہ حوض کا پانی بھی نجس رہے گا اگرچہ اس میں نجاست کا رنگ، بو، یا مزہ نہ پایا جائے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۸ میں ہے الحوض اذا کان اقل من عشر فی عشر لکنه عمیق فوقعت فیه نجاسة ثم انبسط وصار عشراً فی عشر فهو نجس ۔

(۷) ـــــ اتنی چوڑی نالی کہ جس میں وضو ہو سکتا ہے اس کے نیچے کی جانب ایک برتن رکھدے اور پانی اونچے کی جانب سے ڈلوائے جب پانی نالی میں جاری ہو تو اس میں وضو کرے اس تدبیر سے جو پانی برتن میں جمع ہو گا وہ پھر وضو

کے قابل رہے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۳۵۸)

(۸) ـــــ جبکہ چھوٹا برتن وغیرہ نہ ہو کہ جس سے پانی نکالا جا سکے تو بدرجۂ مجبوری بڑے برتن یا چھوٹے حوض میں بے وضو نے اپنا ہاتھ بقدر ضرورت بغیر دھوئے ڈال دیا تو پانی مستعمل نہ ہو گا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۲۱ میں ہے اذا ادخل المحدث او الجنب او الحائض التی طهرت یده فی الماء ... للاغتراف لا یصیر مستعملا للضرورة کذا فی التبیین ۔

(۹) ـــــ باوضو شخص نے صرف ٹھنڈک حاصل کرنے کی نیت سے اعضاء وضو کو دھویا تو اس صورت میں پانی مستعمل نہ ہوا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۳۴۴)

(۱۰) ـــــ زخمی چوہا بلی سے چھوٹ کر کوئیں میں گرا تو اگرچہ زندہ نکل آیا کل پانی نکالنا پڑے گا لان الدم یخرج من جرحها فینزح الکل ۔ بلکہ زخمی نہ ہو مگر بلی سے بھاگ کر کوئیں میں گرا ہو تو اس صورت میں بھی کل پانی نکالنا پڑے گا جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۴ میں ہے ان کانت هاربة من الهرة فینزح کله والا لا ۔

(۱۱) ـــــ کوئیں کا گولا اگر زمین سے اونچا ہو اور وہاں تک پانی بھرا ہو یا بھر دیا گیا ہو پھر وہاں سوراخ کر کے کچھ پانی نکال دیا جائے تو سب پانی پاک ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل صفحہ ۳۶۲)

(۱۲) ـــــ جو کوآں کہ چوہا وغیرہ کے مرنے سے پاک کیا جا رہا تھا اس کا آخری ڈول دوسرے کوئیں میں ڈالدیا گیا تو اس صورت میں دوسرے کوئیں کا صرف ایک ڈول پانی نکالنا واجب ہو گا۔ (الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۴)

(۱۳) ـــــ جنگل کا بڑا مینڈک کہ جس میں بہنے کے قابل خون ہوتا ہے وہ اگر کوئیں میں مر کے پھول جائے۔ تو اس صورت میں کل پانی ناپاک ہو جائے گا ـــــ اور خشکی کے مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے درمیان جھلّی نہیں ہوتی اور

پانی کے مینڈک میں جھلی ہوتی ہے۔ ایسا ہی بہارِ شریعت حصۂ دوم ص۵۳ و درمختار مع شامی جلد اوّل ص۱۲۴ مین ہے۔ اور ردالمحتار میں ہے، ما جزم بہ فی الھدایہ من عدم الافساد بالضفدع البری وصححہ فی السراج محمول علی ما لادم لہ سائل کما فی البحر والنھر عن الحلیۃ۔

(۱۴) —— پانی کا کتا اور سوئر اگر تھوڑے پانی میں مر گئے تو اس صورت میں پانی نجس نہیں ہوا۔ ایسا ہی درمختار و ردالمحتار جلد اوّل ص۱۲۴ میں ہے —— اور بحر الرائق جلد اوّل ص۹۰ میں ہے قال فی الخلاصۃ الکلب المائی والخنزیر المائی اذا مات فی الماء اجمعوا انہ لایفسد الماء۔

(۱۵) —— پانی کا سانپ کوئیں میں مرگیا پھر پھول اور پھٹ کر اس کے اجزاء پانی میں بکھر گئے تو اس صورت میں اگرچہ اس کا پینا حرام ہے مگر پانی نجس نہیں ہوا۔ لان الحیۃ المائیۃ لاتفسد الماء مطلقاً ھکذا فی الجزء الاول من ردالمحتار ص۱۲۴۔

(۱۶) —— نجاست نیچے بیٹھ گئی اور پانی بالکل صاف ہوگیا یہاں تک کہ اس میں نجاست کا کوئی اثر باقی نہیں رہ گیا تو اس طرح پانی نکالے بغیر وہ حوض خود بخود پاک ہوگیا لان الحوض الکبیر الحق بالماء الجاری علی کل حال لاجل الضرورۃ

(فتاویٰ رضویہ جلد اوّل ص۳۵۰)

(۱۷) —— چمگادڑ کا پیشاب پاک ہے جیسا کہ درمختار میں ہے بول الخفاش وخرءہ طاھر۔ اسی کے تحت ردالمحتار جلد اوّل ص۲۱۲ میں ہے فی البدائع وغیرہ بول الخفاش وخرء ھا لیس بنجس لتعذر صیانۃ الثوب والاوانی عنھا لانھا تبول من الھواء۔

(۱۸) —— پیشاب، پاخانہ جب تک کہ جسم کے اندر ہوتے ہیں نجاست نہیں ہوتے جسم سے نکلنے کے بعد نجاست ہوتے ہیں۔ اگر ایسا نہ ہو تو پیشاب، پاخانہ کی معمولی حاجت میں بھی نماز باطل ہوجائے اس لئے کہ نجاست کو لئے ہوئے نماز جائز نہیں ہوتی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۳۶)

(۱۹) —— جس کپڑے پر پیشاب کی باریک بندکیاں مثل سوئی کی نوک کے پڑگئیں وہ کپڑا ناپاک نہیں ہے (بہار شریعت حصہ دوم ص۵) لیکن اگر وہ تھوڑے پانی میں پڑجائے تو اسے ناپاک کردے گا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل ص۲۱۴ میں ہے عفی بول انتضح کرؤس ابر لکن لو وقع فی ماء قلیل نجسہ فی الاصح اھ تلخیصاً

(۲۰) —— مائش کے وقت جانوروں نے پیر میں پیشاب کیا تو اس کا غلہ جب تک کہ اکٹھا ہے ناپاک ہے اور جب چند شریکوں میں تقسیم کردیا گیا یا اسی میں سے مزدوری دی گئی یا کچھ غلہ خیرات کیا گیا تو وہ پاک ہوگیا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری ص۴۲ میں ہے الحنطۃ تداس بالحمر تبول وتروث ویصیب بعض الحنطۃ ویختلط ما اصیب منھا بغیرہ قالوا لو عزل ووھبہ من انسان اوتصدق بہ علیہ ایحتنا ولھا کذا فی الذخیرۃ۔ تلخیصاً

(۲۱) —— وہ شہید کا خون ہے جو خود اس کے لئے پاک ہے اور دوسرے کے لئے ناپاک ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص۸۶ میں ہے دم الشھید طاھر فی حق نفسہ نجس فی حق غیرہ۔

(۲۲) —— نجس چیزوں کے پاک ہونے کی کئی صورتیں ہیں (۱) ہر وہ بہنے والی چیز کہ جو نچوڑنے نچڑ جائے جیسے پانی اور سرکہ وغیرہ اس سے کپڑا پاک ہوجاتا ہے (۲) جوتے میں پاخانہ وغیرہ لگ کر سوکھ جائے تو وہ زمین پر رگڑنے سے پاک ہوجاتا ہے لیکن اگر پیشاب سے ناپاک ہوا اور مٹی وغیرہ سے دلدار ہوئے بغیر سوکھ گیا تو اس صورت میں

بغیر دھوئے پاک نہ ہوگا — ہدایہ جلد اول ص۵۶، فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۴۹۲ (۳) زمین دھوپ ہوا۔ اور آگ سے سوکھنے پر زمین پاک ہو جاتی ہے بشرطیکہ نجاست کا اثر جاتا رہے مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں (۴) آئینہ اور چھری جب کہ اس میں زنگ اور کھردرا پن نہ ہو تو پونچھنے سے پاک ہو جاتے ہیں جبکہ چھری ناپاک پانی میں نہ بجھائی گئی ہو (۵) لکڑی چھیلنے سے پاک ہو جاتی ہے (۶) سوکھی منی کو کھرچنے سے کپڑا پاک ہو جاتا ہے (۷) پچھنا لگانے کے اوزار ایسے کپڑے سے پونچھنے پر پاک ہو جاتے ہیں کہ جو پانی سے تر ہوں (۸) اور آگ میں جلانے سے بھی پاک ہو جاتے ہیں۔ (۹) شراب سرکہ ہونے سے اور لید و گوبر راکھ ہونے سے پاک ہو جاتے ہیں (۱۰) سوئر کے سوا ہر جانور کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے (۱۱) جمے ہوئے گھی سے مرا ہوا چوہا اور اس کے ارد گرد تھوڑا گھی نکال دینے سے وہ پاک ہو جاتا ہے (۱۲) سوئر کے سوا ہر جانور حلال ہو یا حرام جبکہ ذبح کے قابل ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے پاک ہو جاتا ہے۔ مگر حرام جانور ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوتا حرام ہی رہتا ہے (۱۳) ناپاک کوآں پانی نکالنے سے یا سوکھنے سے پاک ہو جاتا ہے (۱۴) پانی کا ایک جانب سے داخل ہونا اور دوسری جانب سے نکلنا اسے پاک کر دیتا ہے بشرطیکہ نجاست کا رنگ، بو یا مزہ نہ پایا جائے (۱۵) ناپاک زمین کو کھود کر اوپر کی مٹی نیچے اور نیچے کی مٹی اوپر کر دینے سے وہ پاک ہو جاتی ہے۔

حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں

المطہرات للنجاسۃ خمسۃ عشر المائع الطاھر القالع و دلک النعل بالارض وجفاف الارض بالشمس ومسح الصقیل ونحت الخشب وفرک المنی من الثوب ومسح المحاجم بالخرق المبتلۃ بالماء والنار وانقلاب العین والدباغۃ والتقور فی الفارۃ اذا ماتت فی السمن الجامد والذکاۃ اذا کانت

من الاھل فی المحل ونزح البیر ودخول الماء من جانب وخروجہ من جانب اٰخر وحفر الارض بقلب الاعلیٰ اسفل۔

(الاشباہ والنظائر ص۱۶)

(۲۳) —— نجس ہونے کے بعد کوآں سوکھ گیا اور پھر پانی واپس آگیا تو اس صورت میں نہ اس کا پانی نکالا گیا اور نہ بہا مگر کوآں پاک ہو گیا جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص۳۱۹ میں ہے جفت الارض بالشمس ثم اصابہا ماء لاتعود النجاسۃ فی الاصح وکذا البیر اذا غار ماءھا ثم عاد۔

(۲۴) —— کوئیں کے کنارے یا ٹب سے غسل کرنے میں اگر بدن پر نجاست حقیقیہ ہو اور اس کے پانی کی چھینٹ کوئیں یا ٹب میں گرے تو اس صورت میں ان کا پانی نجس ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد اول ص۵۵۷)

(۲۵) —— جبکہ وضو کے بعد کوئی ایسی عبادت نہ کی ہو کہ جس کے لیے وضو لازم ہے اور نہ مجلس بدلی ہو تو اس صورت میں ثواب حاصل کرنے کی نیت سے بھی وضو پر وضو کرنے سے پانی مستعمل نہیں ہوگا (مراقی الفلاح مع طحطاوی ص۱۴)

(۲۶) —— اوصاف و احکام کے اعتبار سے پانی کی کل پانچ قسمیں ہیں۔

اوّل:۔ پاک اور ایسا پاک کرنے والا جو مکروہ نہیں جیسے آسمان، زمین، سمندر، ندی اور کنواں وغیرہ کا پانی —— اور ان چیزوں کی طرف اضافت سے پانی مقید نہیں بلکہ مطلق ہی ہے اس لئے کہ ان پانیوں کے لیے یہ کہنا صحیح ہے کہ یہ پانی ہے۔ اور گلاب وغیرہ کے پانی کے لیے عرف اور لغت کسی اعتبار سے یہ کہنا صحیح نہیں کہ یہ پانی ہے۔ اس لیے وہ مقید ہے (مراقی الفلاح وطحطاوی ص۱۳)

دوم:۔ پاک اور پاک کرنے والا مگر مکروہ۔ اس پانی کے ہوتے ہوئے تیمم کرنا جائز نہیں۔ اور وہ ایسا تھوڑا پانی ہے جو اڑنے والے شکاری جانور

جیسے چیل اور کوا وغیرہ یا گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چھپکلی اور چوہا وغیرہ کا جھوٹا ہو۔ (نور الایضاح. بہارِ شریعت حصہ دوم صفحہ ۵۶)

سوم:- پاک مگر پاک کرنے والا نہیں اور وہ ایسا پانی ہے جو حدث اکبر یا حدث اصغر دور کرنے یا وضو پر وضو کرکے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے استعمال کیا گیا ہو۔ (مراقی الفلاح وطحطاوی صفحہ ۱۴)

چھارم:- نجس۔ اور وہ ایسا تھوڑا پانی ہے جس میں نجاست پڑ گئی ہو اگرچہ اس کا اثر یعنی رنگ، بو یا مزہ ظاہر نہ ہو۔ لیکن وہ دہ در دہ یا اس سے زیادہ پانی ہو تو نجاست کا اثر ظاہر ہونے پر نجس ہوگا۔ (نور الایضاح)

پنجم:- پاک ہے مگر پاک کرنے والا ہونے میں مشکوک ہے اور وہ ایسا تھوڑا پانی ہے جس میں گدھا یا خچر نے پیا ہو۔ اگر صرف یہی پانی ہو تو وضو اور تیمم دونوں کرنا ضروری ہے۔ (شرح وقایہ جلد اوّل صفحہ ۹۶)

اور حضرت علامہ امام فخر الدین رازی رضی اللہ تعالٰی عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ آسمان سے برسنے والے پانی میں اگر زمین پر کسی قسم کی بظاہر تبدیلی نہ ہو تو ماءِ مستعمل کے علاوہ ہر پانی سے وضو وغسل جائز ہے۔ اور اگر اس میں کسی قسم کی تبدیلی ہوئی تو وہ تبدیلی یا تو خود ہوگی یا دوسری چیز کے سبب ہوگی اگر خود تبدیلی ہوئی تو اس سے وضو وغسل جائز ہے جیسے کہ زیادہ دنوں سے ٹھہرا ہوا پانی۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بیر قضاعہ کے پانی سے وضو فرمایا جو مہندی بھگائے ہوئے پانی کے مثل تھا۔ اور اگر پانی کی تبدیلی کسی دوسری چیز کے سبب ہوئی۔ تو وہ چیز پانی سے متصل ہوگی یا نہ ہوگی —— اگر پانی سے متصل نہ ہوگی تو اس سے وضو وغسل جائز ہے جیسے کہ پانی کے قریب میں کہیں مرداری وغیرہ ہو جس کے سبب پانی بدبودار ہوگیا ہو (تفسیر کبیر جلد ششم صفحہ ۳۷)

اور جو چیز کہ پانی میں ملی ہو وہ یا تو پاک ہوگی یا ناپاک۔ اگر پاک ہے تو اس سے وضو وغسل جائز ہے بشرطیکہ پانی کا نام اور رقت وسیلان باقی ہو اگرچہ اس کا رنگ، بو اور مزہ سب بدل گیا ہو جیسے درخت کے پتے، مٹی یا ریت ملا ہوا پانی یا تھوڑا صابون اور زعفران ملا ہوا پانی۔ ہاں اگر صابون وغیرہ کے ملنے سے رقت وسیلان جاتا رہے اور پانی ستو کے مثل گاڑھا ہوجائے۔ یا زعفران کا رنگ اس میں اتنا آجائے کہ کپڑا رنگنے کے قابل ہوجائے تو اس سے وضو وغسل جائز نہیں۔ اسی طرح چائے، شربت اور شوربا وغیرہ سے جائز نہیں کہ پانی کا نام باقی نہ رہا۔ (درمختار۔ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۱۲۵)

اور جو چیز کہ پانی میں مل گئی اگر وہ نجاست ہو تو دو صورتیں ہیں۔ یا تو وہ پانی جاری ہوگا یا جاری نہ ہوگا۔ اگر جاری ہو یعنی اس میں تنکا ڈال دیں تو بہ جائے یا کم سے کم سو ہاتھ مربع پانی ہو تو جب تک نجاست کے سبب رنگ، بو یا مزہ نہ بدل جائے اس سے وضو وغسل جائز ہے۔ اور اگر پانی جاری نہیں۔ یا سو ہاتھ مربع سے کم ہے اگرچہ کتنا ہی گہرا ہو نجاست پڑنے سے نجس ہوجائے گا۔ چاہے رنگ، بو یا مزہ بدلے یا نہ بدلے۔

(درمختار، ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۱۲۴ وعالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۷)

(۲۷) —— دس خون پاک ہوتے ہیں (۱) —— شہید کا خون (۲) —— وہ خون جو ذبح کے بعد گوشت میں رہ گیا (۳) —— وہ خون جو ذبح کے بعد رگوں میں باقی رہ گیا (۴) —— جگر اور تلی کا خون (۵) —— دل کا خون (۶) —— وہ خون جو انسان کے بدن سے بہا نہیں (۷) —— کھٹمل کا خون (۸) —— پسو کا خون (۹) —— کلنی کا خون (۱۰) —— مچھلی کا خون جیسا کہ الاشباہ والنظائر

صفحہ ۱۶۷ میں ہے الدماء کلها نجسة الا دم الشهید والدم الباقی فی اللحم المهزول اذا قطع والباقی فی العروق والباقی فی الکبد والطحال و دم قلب الشاة وما لم یسل من بدن الانسان علی المختار و دم البق و دم البراغیث ودم القمل ودم السمك فالمستثنی عشرة ۔

(۲۸) ــــ خون تین دن سے زیادہ آکر جبکہ عادت سے پہلے بند ہوگیا۔ تو اس صورت میں اگرچہ عورت نے غسل کر لیا مگر عادت کا وقت گذرنے سے پہلے ہمبستری کرنا جائز نہیں ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۴۸ میں ہے لو کان انقطع الدم دون عادتها فوق الثلث لم یقربها حتی تمضی عادتها وان اغتسلت ۔ اسی طرح بہار شریعت حصّہ دوم صفحہ ۹۱ میں بھی ہے۔

(۲۹) ــــ ریاح انسان کے بدن سے نکلتی ہے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے مگر وہ نجس نہیں ہوتی۔ رد المحتار جلد اوّل صفحہ ۹۲ میں ہے الصحیح ان عینها طاهرة حتی لو لبس سراویل مبتلة او ابتل من الیتیه الموضع الذی تمر به الریح فخرج الریح لا یتنجس وهو قول العامة ۔

(۳۰) ــــ حاملہ عورت کو جو خون آیا تو اگرچہ وہ پورے تین دن آکر بند ہوا مگر وہ حیض نہیں بلکہ بیماری ہے۔ اسی طرح پچپن سال کی عمر کے بعد اگرچہ تین دن خون آئے بیماری ہے۔ ہاں اگر اس عمر کی عورت کو خالص خون آئے جیسا پہلے آتا تھا ویسے ہی آئے تو حیض ہی ہے تنویر الابصار میں ہے ما تراه حامل استحاضة ۔ اور درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۲۰۲ میں ہے ما رأته بعدها ای المدة المذکورة فلیس بحیض فی ظاهر المذهب الا اذا کان دما خالصا فحیض ۔ اور اسی کے تحت شامی میں فتح القدیر سے ہے لو لم یکن خالصا وکانت عادتها کذلك قبل الایاس یکون حیضا ۔

(۳۱) ــــ صاحب عذر قرار دیے جانے کے لیے صرف ابتدا میں استیعاب وقت شرط ہے یعنی پیشاب کے قطرہ وغیرہ کی بیماری کے سبب پورے ایک وقت میں اتنا موقع نہیں ملا کہ وضو کر کے فرض نماز پڑھ سکے تو صاحب عذر قرار دیا جائے گا۔ اور جب صاحب عذر ہو گیا اس کے بعد پیشاب کے قطرہ کی بیماری اس طرح ہو گئی کہ وضو کر کے نماز پڑھ لی مگر اس کے باوجود صاحب عذر ہے جبکہ ایک دو بار ہر وقت میں قطرہ آجاتا ہے۔ اور یہی حکم اس قسم کی تمام بیماریوں میں ہے۔ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۲۲۳ میں ہے صاحب عذر من به سلس بول لا یمکنه امساکه او استطلاق بطن او انفلات ریح او استحاضة ان استوعب عذره تمام وقت صلاة مفروضة بان لا یجد فی جمیع وقتها زمنا یتوضأ ویصلی فیه خالیا من الحدث ولو حکما لان الانقطاع الیسیر ملحق بالعدم ۔ وهذا شرط العذر فی حق الابتداء وفی حق البقاء کفی وجوده فی جزء من الوقت ولو مرة وفی حق الزوال یشترط استیعاب الانقطاع تمام الوقت حقیقة اه ۔

(۳۲) ــــ درخت کا ایسا پانی کہ جو خود ٹپکتا ہو اس سے وضو کرنا جائز ہے ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱۶ میں ہے اما الماء الذی یقطر من الکرم فیجوز التوضی به لانه ماء خرج من غیر علاج ذکره فی جوامع ابی یوسف

(۳۳) ــــ عورتوں کے آگے کے مقام سے ہوا کے علاوہ بغیر خون ملی ہوئی خالص رطوبت نکلی تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا اور نہ وہ نجس ہوتی ہے۔
(بہار شریعت حصّہ دوم صہ ۲۴)

تیمم کی پہیلیاں

(۱) —— وہ کونسی جگہ ہے کہ جہاں مصلیٰ بچھائے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے مگر اس زمین سے تیمم کرنا جائز نہیں ؟

(۲) —— پانی کے استعمال پر قادر ہے اس کے باوجود تیمم کرنا جائز ہے اس کی صورت کیا ہے ؟

(۳) —— آدمی کے پاس اپنا پانی ہے اور اسے نقصان بھی نہیں کرتا ہے اور نہ اسے پیاس کا خوف ہے اس کے باوجود اس نے تیمم کرکے نماز پڑھ لی اور نماز ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۴) —— ولی کو کس صورت میں جنازہ کے چھوٹ جانے کے خوف سے تیمم کرنا جائز ہے ؟

(۵) —— وہ کون سا تیمم ہے کہ اس سے کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں ؟

(۶) —— وہ کون سا تیمم ہے کہ اس سے ایک نماز کے بعد دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں ؟

(۷) —— صرف ایک آدمی کے وضو بھر کا پانی ہے مگر اس کے سبب ہزاروں آدمیوں کا تیمم ٹوٹ گیا اس کی صورت کیا ہے ؟

(۸) —— سفر میں جنب، حائضہ اور میت کو غسل کی ضرورت ہے مگر پانی اتنا ہے جو صرف ایک کے لئے کافی ہے۔ تو اس صورت میں وہ پانی کس کے غسل میں خرچ کیا جائے گا اور کون تیمم کرے گا ؟

(۹) —— وہ کون سا چونا ہے کہ اس سے تیمم کرنا جائز نہیں ؟

(۱۰) —— زمین کی جنس پر ہاتھ نہیں مارا اور ایسے ہی مونھ اور ہاتھ پر مسح کرلیا

اور تیمم ہوگیا۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۱۱) —— پانی کے مالک نے ایک شخص کے وضو کرنے بھر کا پانی تیمم کرنے والی ایک جماعت کو دیا۔ ان لوگوں نے اس پانی پر قبضہ کرنے کے بعد ایک تیمم کرنے والے کو دیدیا جو پانی کے استعمال پر قادر ہے اور اس نے قبضہ بھی کرلیا مگر اس کا تیمم نہیں ٹوٹا۔ اس مسئلہ کی صورت کیا ہے ؟

جوابات تیمم کی پہیلیاں

(۱) —— نجس زمین جو دھوپ یا ہوا سے پاک ہوئی ہو اس پر مصلّٰی بچھائے بغیر نماز پڑھنا جائز ہے۔ مگر اس زمین سے تیمم کرنا جائز نہیں۔ شرح وقایہ جلد اول مجیدی باب التیمم صفحہ ۹۰ میں ہے۔ لا یجوز علی مکان کان فیہ نجاسۃ وقد زال اثرہا مع انہ یجوز الصلاۃ فیہ۔

(۲) —— جبکہ نماز عیدین یا نماز جنازہ کے چھوٹ جانے کا خوف ہو تو پانی کے استعمال پر قادر ہونے کے باوجود تیمم کرنا جائز ہے مگر نماز جنازہ میں ولی کو ایسا کرنا جائز نہیں جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۲۹ میں ہے یجوز التیمم اذا حضرتہ جنازۃ والولی غیرہ فخاف ان اشتغل بالطہارۃ ان تفوتہ الصلاۃ ولا یجوز للولی وھو الصحیح ھکذا فی الھدایۃ —— اور شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۹۰ میں ہے اذا خاف فوت صلاۃ العید جاز لہ ان یتیمم ویشرع فیہا ھذا بالاتفاق۔

(۳) —— آدمی کے پاس پانی ہے مگر وہ جانتا نہیں یا بھول گیا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی تو اس صورت میں اس کی نماز ہو جائے گی جیسا کہ فتاوٰی عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۹ میں ہے تیمم وفی رحلہ ماء لا یعلم بہ او نسیہ فصلی اجزأتہ عندھما خلافا لابی یوسف رحمہ اللہ تعالی کذا فی محیط السرخسی۔

(۴) —— جبکہ ولی نے دوسرے کو نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دیدی تو اس صورت میں ولی کو بھی نماز جنازہ کے چھوٹ جانے کے خوف سے تیمم کرنا جائز ہے جیسا کہ

بحر الرائق جلد اوّل صفحہ ۱۵۲ میں ہے یجوز للولی التیمم اذا اذن لغیرہ بالصلاۃ لانہ حینئذ لاحق لہ فی الاعادۃ فیخاف فوتہا۔

(۵) —— جو کام کہ عبادت مقصودہ نہ ہو اور بغیر وضو کے صحیح ہو جائے جیسے کہ مسجد میں داخل ہونا۔ قرآن مجید کا پڑھنا۔ اور اذان واقامت وغیرہ اگر ایسے کاموں کی نیت سے تیمم کیا تو ان کاموں کا کرنا جائز ہے مگر اس تیمم سے کسی نماز کا پڑھنا جائز نہیں جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۹۱ میں ہے ان تیمم لمس المصحف او دخول المسجد لا تصح بہ الصلوۃ لانہ لم ینو بہ قربۃ مقصودۃ لکن یحل لہ مس المصحف ودخول المسجد —— اور درمختار میں ہے لو تیمم لدخول مسجد او لقراءۃ ولو من مصحف او مسہ او کتابتہ او تعلیمہ او لزیارۃ قبور او عیادۃ مریض او دفن میت او اذان او اقامۃ او اسلام او سلام او ردہ لم تجز الصلاۃ بہ عند العامۃ —— علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں قولہ لم تجز الصلاۃ بہ ای لفقد الشرط وھو امران کون المنوی عبادۃ مقصودۃ وکونہا لا تحل الا بالطہارۃ۔

(ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۱۶۳)

(۶) —— عیدین یا نماز جنازہ چھوٹنے کے خوف سے جو تیمم کیا گیا اس سے دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں۔ لانہ اذا تیمم لصلاۃ الجنازۃ مع وجود الماء لخوف الفوت فان تیممہ یبطل بفراغہ منہا۔ اور عوام میں جو مشہور ہے کہ "جو بھی وضو نماز جنازہ کے لیے کیا گیا اس سے دوسری نماز پڑھنا جائز نہیں" غلط ہے۔ (فتاوٰی رضویہ جلد اوّل صفحہ ۵۸۲)

(۷) —— پانی کے مالک نے لوگوں سے کہا کہ تم میں سے جو شخص چاہے اس

پانی سے وضو کرے۔ تو اگرچہ وہ ہزاروں کی تعداد میں ہوں اس صورت میں سب لوگوں کا تیمم ٹوٹ جائے گا جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل صفحہ ۹۶ میں ہے ان قال صاحب الماء لجماعة من المتيممين ليتوضأ بهذ الماء ايكم شاء على الانفراد والماء يكفي لكل واحد منفردا ينتقض تيمم كل واحد۔

(۸) — اگر اس پانی کا ایک آدمی مالک ہے تو اسی کے غسل میں وہ پانی خرچ کیا جائے گا۔ باقی لوگوں کے لیے تیمّم ہے اور اگر سب مالک ہیں تو کسی کے غسل میں نہیں خرچ کیا جائے گا بلکہ اس صورت میں سب کے لیے تیمم ہے اور اگر اس پانی کا مالک کوئی نہیں ہے یعنی وہ مباح ہے تو اس کو جُنب استعمال کرے گا اور حائضہ و میّت کے لیے تیمّم ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۳۶ میں ہے جنب حائض وميت وثمه ماء يكفي لاحدهم۔ فان كان الماء ملكا لاحدهم فهو اولى به۔ وان كان لهم جميعا لا يصرف لاحدهم ويجوز التيمم للكل۔ وان كان الماء مباحا كان الجنب اولى به لان غسله فريضة وغسل الميت سنة والرجل يصلح اماما للمرأة فيغتسل الجنب وتتيمم المرأة وييمم الميت — ومراده من قوله ان غسل الميت سنة ان وجوبه بها بخلاف غسل الجنب فانه في القرآن۔

(۹) — موتی، گھونگھے اور سیپ کے چونے سے تیمّم کرنا جائز نہیں۔ بہارِ شریعت حصّہ دوم صفحہ ۶۹)

(۱۰) — جھاڑو دینے، دیوار گرانے یا کسی اور صورت سے مونھ اور ہاتھوں پر گرد پڑی۔ اس صورت میں زمین کی جنس پر ہاتھ مارے بغیر یوں ہی تیمّم کی نیت سے مونھ اور ہاتھ پر مسح کر لیا تو تیمّم ہو گیا (بہارِ شریعت حصّہ دوم ص...)

اور شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۹۱ میں ہے لو كنس دارا او هدم حائطا او كال حنطة فاصاب على وجهه وذراعيه غبار لا يجزيه حتى يمر يده عليه۔

(۱۱) — جبکہ اس پانی کو جماعت نے آپس میں تقسیم کئے بغیر شخص مذکور کو دیدیا تو قبضہ کرنے کے باوجود اس صورت میں اس کا تیمم نہیں ٹوٹے گا۔ اس لئے کہ جو چیز تقسیم کے بعد بھی قابلِ انتفاع رہے تو ایسی چیز کا تقسیم سے پہلے قبضہ کرنے کے باوجود ہبہ صحیح نہیں۔ اور جب ہبہ صحیح نہیں تو ان لوگوں کا اس شخص کو دینا بھی صحیح نہیں۔ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۹۶ میں ہے اذا قال هذا الماء لكم وقبضوا لا ينتقض تيممهم۔ ثم ان اباحوا واحد العينه ينتقض تيممه عندهما لا عنده لانه لما لم يملكوه لا يصح اباحتهم۔ ملخصًا۔

قانونِ شریعت

فاضلِ جلیل حضرت علامہ شمس الدین صاحب

دار الکتب حنفیہ کراچی

نماز کے اوقات کی پہیلیاں

(۱) ——— کس صورت میں عصر کی نماز کو ظہر ہی کے وقت میں پڑھ لینے کا حکم ہے؟

(۲) ——— وہ کونسی صورت ہے کہ مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھنے کا حکم ہے؟

(۳) ——— کب مغرب کی نماز مغرب کے وقت میں پڑھنا گناہ ہے؟

(۴) ——— وہ کونسی نماز ہے جسے طلوع وغروب اور زوال کے وقت پڑھنا جائز ہے؟

(۵) ——— دو نمازوں کو جمع کرنا کس صورت میں جائز ہے؟

(۶) ——— فجر کی نماز کب اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے؟

(۷) ——— کن لوگوں کو فجر کی نماز ہمیشہ اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے؟

جوابات نماز کے اوقات کی پہیلیاں

(۱) ——— جبکہ حاجی میدان عرفات میں عرفہ کے دن سلطان یا اس کے نائب کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھے تو عصر کی نماز کو ظہر ہی کے وقت میں پڑھ لینے کا حکم ہے جیساکہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۷۳ میں ہے صلی بھم الظھر والعصر باذان واقامتین فی وقت الظھر۔ ملخصًا۔

(۲) ——— جبکہ حاجی عرفہ کے دن رات میں مزدلفہ پہونچے تو اس کو مغرب کی نماز عشاء کے وقت میں ادا کی نیت سے پڑھنے کا حکم ہے (بہار شریعت جلد ۶ صفحہ ۹۶) اور فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۲۱۵ میں ہے اذا دخل وقت العشاء یؤذن المؤذن ویقیم فیصلی الامام بھم صلاۃ المغرب فی وقت صلاۃ العشاء۔

(۳) ——— عرفہ کے دن مزدلفہ میں حاجیوں کو مغرب کی نماز مغرب کے وقت میں پڑھنا گناہ ہے۔ (بہار شریعت جلد ۶ صفحہ ۹۶)

(۴) ——— نماز جنازہ طلوع وغروب اور زوال کے وقت پڑھنا جائز ہے بلکہ تاخیر مکروہ ہے جبکہ جنازہ انھیں وقتوں میں لایا گیا ہو۔ ہاں اگر پہلے سے تیار موجود ہو تو ان وقتوں میں نماز جنازہ بھی پڑھنا جائز نہیں جیساکہ فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۴۹ میں ہے اذا وجبت صلاۃ الجنازۃ وسجدۃ التلاوۃ فی وقت مباح واخرتا الی ھذا الوقت فانہ لایجوز قطعًا۔ اما لو وجبتا فی ھذا الوقت وادیتا فیہ جاز لانھا ادیتا ناقصۃ کما وجبت کذا فی السراج الوھاج۔ وھکذا فی الکافی والتبیین لکن الافضل فی سجدۃ التلاوۃ تاخیرھا وفی صلوۃ الجنازۃ

التاخیر مکروہ ھکذا فی التبیین۔

(۵) ——— دو نمازوں کو جمع کرنا یعنی ظہر کو اس کے آخر وقت میں پڑھنا پھر اس کے ختم پر وقت عصر آگیا تو اس کو پڑھنا ——— اور اسی طرح مغرب و عشاء میں کرنا مریض و مسافر کو ضرورۃً جائز ہے۔ اسے جمع صوری اور جمع فعلی کہتے ہیں لیکن جمع وقتی اور حقیقی جیسے کہ عرفات میں ظہر کے وقت عصر پڑھی جاتی ہے اور مزدلفہ میں عشاء کے وقت مغرب پڑھی جاتی ہے۔ اس طرح کسی اور صورت میں جائز نہیں ———

قدوری باب صلاۃ المسافر صفحہ ۳۸ پر ہے الجمع بین الصلاتین للمسافر یجوز فعلا ولا یجوز وقتا۔ اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۲۵۵ میں ہے ولا جمع بین فرضین فی وقت بعذر سفر ومطر فان جمع فسد لو قدم الفرضین علی وقتہ وحرم لو عکس الا للحاج بعرفۃ ومزدلفۃ۔ اھ تلخیصًا۔

(۶) ——— مزدلفہ میں حاجیوں کو فجر کی نماز اول وقت میں پڑھنا مستحب ہے جیساکہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۷۱ میں ہے الاسفار بالفجر افضل الا بمزدلفۃ للحاج۔

(۷) ——— عورتوں کو فجر کی نماز ہمیشہ اوّل وقت میں پڑھنا مستحب ہے (درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۲۴۵، بہار شریعت حصۂ سوم صفحہ ۱۹)

بہار شباب

ناشر: دارالکتب حنفیہ کھارادر کراچی

اَذَانْ کی پہیلیاںْ

(۱) ——— وہ کون لوگ ہیں کہ فرض نماز جماعت سے پڑھیں تو ان کو اذان واقامت کہنا مکروہ ہے؟

(۲) ——— وہ کونسی نمازیں ہیں کہ جماعت سے پڑھی جاتی ہیں مگر ان کے لیے اذان واقامت نہیں؟

(۳) ——— کب دو فرض نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھنے کا حکم ہے؟

(۴) ——— کب دو فرض نمازوں کو ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت سے پڑھنے کا حکم ہے؟

(۵) ——— نماز کی وہ کونسی اذان ہے کہ جس کا جواب دینا ضروری نہیں؟

جوابات اذان کی پہیلیاں

(۱) —— وہ معذور لوگ ہیں جن پر جمعہ فرض نہیں ہے۔ اگر وہ لوگ شہر میں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھیں تو ان کو اذان واقامت کہنا مکروہ ہے جیسا کہ غنیہ صفحہ ۳۵۸ میں ہے ویستثنیٰ من سنیتھما الجماعة جماعة المعذورین للظھر یوم الجمعة فی المصر فان اداءہ بھما مکروہ روی ذٰلک عن علی رضی اللہ تعالٰی عنہ وکذا جماعة النساء وحدھن۔

(۲) —— وہ عید، بقرعید اور جنازہ کی نمازیں ہیں ان کے لیے اذان و اقامت نہیں جیسا کہ فتاویٰ قاضی خاں جلد اول ص۷۸ میں ہے لیس لغیر المکتوبة نحو الوتر وصلاة العیدین وصلاة الجنازة اذان واقامة۔ اھ

(۳) —— عرفہ کے دن میدان عرفات میں ظہر وعصر کی دو فرض نمازوں کو ایک اذان اور دو اقامت سے پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۷۳ میں ہے صلی بھم الظھر والعصر باذان واقامتین۔

(۴) —— عرفہ کے دن مزدلفہ میں مغرب اور عشاء دو فرض نمازوں کو ایک ہی اذان اور ایک ہی اقامت سے پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۷۶ میں ہے صلی العشائین باذان واقامة۔

(۵) —— نماز کی چند اذانیں سنے تو پہلی اذان کا جواب دینا ضروری ہے۔ باقی اذانوں کا جواب ضروری نہیں۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ سب کا جواب دے۔

(ردالمحتار جلد اول صفحہ ۲۶۸، بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۳۶)

شرائط نماز کی پہیلیاں

(۱) —— ایک شخص نے ہندوستان میں پچھم کی بجائے پورب منھ نماز پڑھی اور نماز ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۲) —— وہ کونسی صورت ہے کہ ایک شخص نے ہمارے ملک میں چاروں طرف نماز پڑھی اور صحیح ہو گئی؟

(۳) —— وہ کونسی صورت ہے کہ نمازی نے جان بوجھ کر قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی اور اس کی نماز ہو گئی؟

(۴) —— کس صورت میں قبلہ کی طرف سے سینہ کے پھیرنے پر نماز نہیں ٹوٹے گی؟

(۵) —— کس صورت میں امام کی پیٹھ کی طرف مقتدی کو پیٹھ کرنا جائز ہے؟

(۶) —— قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی مگر استقبال قبلہ نہیں پایا گیا اور نماز نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۷) کس صورت میں جس طرف بھی چاہے متوجہ ہو کر نماز پڑھنا جائز ہے؟

(۸) —— امام نے دوسری طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی اور مقتدیوں نے دوسری طرف مگر اقتداء صحیح ہوئی اور نماز سب کی ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۹) —— ایک درہم سے زائد بدن پر نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہے مگر اسی حالت میں نماز پڑھ لی اور نماز ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۱۰) —— کس صورت میں نجاست لگے ہوئے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے؟

جوابات شرائط نماز کی پہیلیاں

(۱) ـــــ اس کی صورت یہ ہے کہ وہ شخص کسی طرح سمت قبلہ کو شناخت نہ کرسکا۔ اور نہ وہاں کوئی آدمی تھا کہ جس سے وہ معلوم کرتا تو اس نے تحری کی یعنی غور وفکر کیا جدھر قبلہ ہونے پر دل جما اسی طرف اس نے نماز پڑھی بعد کو معلوم ہوا کہ اس نے پورب نماز پڑھی تو دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔ کہ اس حالت میں پورب منھ نماز اس کی ہوگئی۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری ص۵۹ میں ہے ان اشتبهت علیه القبلة ولیس بحضرته من یسئله عنها اجتهد وصلی کذا فی الهدایة. فان علم انه اخطأ بعد ما صلی لایعدها۔

(۲) ـــــ وہ صورت یہ ہے کہ اس شخص پر قبلہ مشتبہ ہوگیا اور کسی طرح قبلہ کی سمت وہ معلوم نہ کرسکا تو جس طرف اس کا دل جما اس طرف اس نے نماز شروع کردی تھوڑی دیر بعد اس کی رائے بدل گئی تو فوراً دوسری طرف گھوم گیا اسی طرح تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد اس کی رائے بدلتی رہی اور فوراً گھومتا رہا یہاں تک کہ اس نے چاروں طرف نماز پڑھی اس کے باوجود نماز صحیح ہوگئی۔ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۲۹۱ میں ہے ان علم به فی صلاته او تحول رایه استدار وبنی حتی لوصلی کل رکعة لجهة جاز۔

(۳) ـــــ نفل نماز مسافر نے سواری پر جان بوجھ کر قبلہ کی طرف نہیں پڑھی بلکہ جس رخ کو سواری جارہی تھی اسی طرف پڑھی تو اس صورت میں نماز ہوگئی کہ سفر میں نفل نماز کے لئے استقبال قبلہ شرط نہیں جیسا کہ ہدایہ جلد اول صفحہ ۱۳۰ میں ہے من کان خارج المصر یتنفل علی دابة الی ای جهة توجهت

یومی ایماء لحدیث ابن عمر رضی الله تعالی عنه قال رأیت رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم یصلی علی حمار وهو متوجه الی خیبر یومی ایماءً۔

(۴) ـــــ نمازی کو حدث کا گمان ہوا تو اس نے قبلہ کی طرف سے سینہ پھیرلیا پھر اسے اپنے گمان کی غلطی ظاہر ہوئی اس صورت میں اگر مسجد سے خارج نہ ہوا تو سینہ پھیرنے پر نماز نہیں ٹوٹے گی۔ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۴۲۱ میں ہے لوظن حدثه فاستدبر القبلة ثم علم عدمه ان قبل خروجه من المسجد لاتفسد۔

(۵) ـــــ جبکہ کعبہ شریف کے اندر جماعت سے نماز پڑھ رہے ہوں تو امام کی پیٹھ کی طرف مقتدی کو پیٹھ کرنا جائز ہے جیسا کہ قدوری باب الصلوة فی الکعبہ میں ہے ان صلی الامام فیها بجماعة فجعل بعضهم ظهره الی ظهر الامام جاز۔

(۶) ـــــ جبکہ قبلہ مشتبہ ہوجائے تو جہت تحری قبلہ ہے اس صورت میں بغیر تحری اگرچہ قبلہ کی طرف متوجہ ہوکر نماز پڑھی مگر استقبال قبلہ نہیں پایا گیا اور نماز نہیں ہوئی جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۸ میں ہے ان شرع بلا تحر لم یجز وان اصاب لان قبلته جهة تحریه ولم توجد۔

(۷) ـــــ جبکہ کعبہ شریف کی عمارت کے اندر یا اس کی چھت پر نماز پڑھے تو جس طرف بھی چاہے متوجہ ہوکر نماز پڑھنا جائز ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۵۹ میں ہے لوصلی فی جوف الکعبة او علی سطحها جاز الی ای جهة توجه. هکذا فی المحیط۔

(۸) ـــــ کچھ لوگوں پر قبلہ مشتبہ ہوا انھوں نے اندھیری رات میں جماعت

سے نماز پڑھی تو ہر ایک نے تحری کی اور جہت تحری کو اپنا قبلہ بنایا لیکن کسی نے یہ نہیں جانا کہ امام کس طرف متوجہ ہوا۔ ہاں ہر ایک نے اتنا جانا کہ امام اس کے پیچھے نہیں ہے تو اس صورت میں امام نے دوسری طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھی اور مقتدیوں نے دوسری طرف مگر اقتداء صحیح ہوئی اور نماز سب کی ہو گئی جیساکہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۸ میں ہے صلی قوم فی لیلۃ مظلمۃ بالجماعۃ وتحروا القبلۃ وتوجہ کل واحد الی جھۃ تحریہ ولم یعلم احد ان الامام الی ای جھۃ توجہ لکن یعلم کل واحد ان الامام لیس خلفہ جازت صلاتھم۔

⑨ —— بدن پر ایک درہم سے زائد نجاست غلیظہ لگی ہوئی ہے مگر ایسی کوئی چیز نہیں پاتا ہے کہ جس سے نجاست دور کرے تو اسی حالت میں نماز پڑھنے سے ہو جائے گی۔ جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول صفحہ ۱۳۷ میں ہے عادم مزیل النجس صلی معہ ولم یعد۔

⑩ —— جبکہ کپڑا چوتھائی سے کم پاک ہو اور نجاست دور کرنے کے لیے پانی وغیرہ نہ ہو اور نہ دوسرا کپڑا ہو تو اس صورت میں ننگے نماز پڑھنے سے نجاست لگے ہوئے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا افضل ہے جیساکہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۳۷ میں ہے ان صلی عاریا وربع ثوبہ طاھر لم یجز وفی اقل من ربعہ الافضل صلاتہ فیہ۔

صِفَۃُ الصَّلٰوۃ کی پہیلیاں

① —— قیام پر قدرت کے باوجود فرض نماز کو بھی بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

② —— وہ کونسی صورت ہے کہ قعدۂ اولیٰ میں بھول کر سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد بھی بیٹھ جانا واجب ہے؟

③ —— ایک مقتدی کو مغرب کی نماز میں چودہ ۱۴ بار تشہد یعنی التحیات پڑھنا پڑا اس کی کیا صورت ہے؟

④ —— چار رکعت کی نماز میں بغیر کسی سہو کے چار بار التحیات پڑھنا پڑے اس کی صورت کیا ہے؟

⑤ —— فرض نماز میں فرض کی نیت کرنے کے باوجود فرض نماز نہیں ہوگی اس کی صورت کیا ہے؟

⑥ —— وہ کونسی صورت ہے کہ نمازی سلام پھیرنے کے باوجود نماز سے باہر نہیں ہوتا؟

⑦ —— وہ کون سے نمازی ہیں کہ ان کو سلام نہیں پھیرنا ہے؟

⑧ —— جس وقت کی نیت سے نماز پڑھی اس کے بجائے دوسرے وقت کی نماز ہو گئی اس کی صورت کیا ہے؟

⑨ —— رکوع وسجود اور قیام پر قدرت کے باوجود فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے اس کی صورت کیا ہے؟

(۱۰) —— پنج وقتی نماز اور عیدین وجمعہ میں کب آخری صف میں شامل ہونا افضل ہے؟

(۱۱) —— وہ کونسی چار رکعت والی نماز ہے کہ جس کی تیسری رکعت میں ثنا اور تعوذ پڑھنے کا حکم ہے؟

(۱۲) —— کس رکوع کی تکبیر کہنا واجب ہے؟

(۱۳) —— نماز میں ثناء، تعوذ اور تسمیہ پڑھنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۱۴) —— کس شخص کو رکوع میں تکبیر کہنے کا حکم ہے؟

جوابات صفۃ الصلاۃ کی پہیلیاں

(۱) —— جبکہ نمازی کے پاس کپڑا وغیرہ نہ ہو کہ جس سے بدن کو چھپا سکے تو ننگا نماز پڑھنے کی صورت میں قیام پر قدرت رکھنے کے باوجود فرض نماز کو بھی بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۵۵ میں ہے من لم یجد ثوبا صلی قاعدا یومی بالرکوع والسجود او قائما برکوع و سجود والاول افضل ھکذا فی الکافی۔

(۲) —— صرف مقتدی قعدۂ اولیٰ میں بھول کر سیدھا کھڑا ہو جائے تو امام کی متابعت کے لئے اس پر بیٹھ جانا واجب ہے۔ اور نوافل میں بھی جب تک کہ تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو لوٹ آئے کہ نفل کا ہر قعدہ قعدۂ اخیرہ ہے۔ مراقی الفلاح مع طحطاوی صفحہ ۲۵۳ میں ہے اذا سھا المقتدی فحکمہ کالمتنفل اذا قام یعود ولو استتم قائما۔ اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۴۹۹ میں ہے اما النفل فیعود مالم یقید بالسجدۃ۔

(۳) —— ایک مقتدی کو مغرب کی نماز میں چودہ بار تشہد پڑھنے کی صورت یہ ہے کہ مقتدی نے قعدۂ اولیٰ میں امام کو پاکر پہلی بار تشہد پڑھا پھر امام کے ساتھ اس کی تیسری رکعت پر دوسری بار تشہد پڑھا۔ اور امام پر سجدۂ سہو واجب تھا تو سجدۂ سہو کے بعد امام کے ساتھ تیسری بار تشہد پڑھا۔ پھر امام کو یاد آیا کہ نماز میں آیت سجدہ تلاوت کی ہے اور سجدہ نہیں کیا ہے تو سجدۂ تلاوت کے بعد پھر چوتھی بار امام کے ساتھ تشہد پڑھا کہ سجدۂ تلاوت قعدۂ اخیرہ کو ختم کر دیتا ہے پھر امام نے سجدۂ سہو دوبارہ کرنے کے بعد تشہد پڑھ کر سلام پھیرا تو مقتدی

کو پانچویں بار امام کے ساتھ تشہد پڑھنا پڑا۔ اس لیے کہ سجدۂ تلاوت کے سبب امام کا پہلا سجدۂ سہو بیکار ہو گیا تھا۔

اب مقتدی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پوری کرنے کے لئے کھڑا ہوا تو اپنی دوسری رکعت کے قعدہ میں چھٹی بار تشہد پڑھا۔ پھر اپنی تیسری رکعت میں ساتویں بار تشہد پڑھا۔ اور اس سے بھی کوئی واجب بھول کر چھوٹ گیا تھا تو سجدۂ سہو کے بعد آٹھویں بار تشہد پڑھا۔ اس کے بعد اسے بھی سجدۂ تلاوت یاد آیا تو سجدۂ تلاوت کے بعد نویں بار تشہد پڑھا اور چونکہ سجدۂ تلاوت کے سبب سہو بیکار ہو گیا اس لیے سجدۂ سہو کے بعد دسویں بار تشہد پڑھکر سلام پھیرا۔ (ردالمحتار جلد اول ۳۱۳)

اور درمختار کے مختصر الفاظ یہ ہیں قد یتکرر عشرا کمن ادرك الامام فی تشهدی المغرب وعليه سهو فسجد معه وتشهد ثم تذكر سجود تلاوة فسجد معه وتشهد ثم سجد لسهو وتشهد معه ثم قضى الركعتين بتشهدين ووقع له كذلك

اور جب مقتدی امام کے ساتھ پانچویں بار تشہد پڑھ چکا اگر اس کے بعد امام کو یاد آیا کہ ہم نے نماز کی کسی رکعت کا ایک ہی سجدہ کیا ہے تو نماز کا چھوٹا ہوا سجدہ کرنے کے بعد امام کے ساتھ مقتدی کو چھٹی بار تشہد پڑھنا پڑا اور نماز کے سجدہ نے چونکہ پھر سجدۂ سہو کو باطل کر دیا اس لئے امام نے پھر تیسری بار سجدۂ سہو کرنے کے بعد تشہد پڑھکر سلام پھیرا۔ تو مقتدی کو امام کے ساتھ کل سات بار تشہد پڑھنا پڑا۔ اور اگر مقتدی کو بھی اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کے پڑھنے میں اسی قسم کا معاملہ پیش آیا یعنی اس سے بھی نماز کا سجدہ بھول کر چھوٹ گیا تو مقتدی کو تین رکعت کی نماز میں کل چودہ (۱۴) مرتبہ تشہد پڑھنا پڑے گا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۳۱۳ میں ہے مثل التلاوية

تذكرة الصلبية فلو فرضنا تذكرها ايضا لهما زيد اربع اخر۔

(۴) ——— اگر چار رکعت کی نماز میں مقیم نے ایک رکعت ہو جانے کے بعد مسافر امام کی اقتداء کی تو اس صورت میں بغیر سہو کے اُسے چار بار التحیات پڑھنا پڑے گا۔ ایک بار امام کے ساتھ پھر ان دونوں رکعتوں پر کہ جیسے وہ بغیر قراءت پڑھے گا اور چوتھی بار آخری رکعت میں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۲۹۵)

(۵) ——— فرض نماز میں اگر فرض کی نیت کرے مگر یہ نہ جانے کہ فرض کسے کہتے ہیں تو فرض نماز نہیں ہوگی جیسا کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔ اگر کوئی شخص نماز فرض میں فرض کی نیت تو کرے مگر یہ نہ جانے کہ فرض کسے کہتے ہیں نماز نہ ہوگی کہ صلاۃ فریضہ میں نیت فرض بھی ضروری تھی جب وہ معنی فرض سے غافل ہے تو لفظ فرض کا خیال ہوا نہ نیت فرض کہ فرض تھی فی الاشباه عن العناية انه ينوى الفريضة فى الفرض الخ ثم نقل عن القنية ينوى الفرض ولا يعلم معناه لا يجزيه۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۲۶)

(۶) ——— جس پر سجدۂ سہو واجب ہو مگر سہو ہونا یاد نہ ہو تو اس صورت میں سلام پھیرنے کے باوجود نماز کے باہر نہیں ہوتا بشرطیکہ سجدۂ سہو کرلے لہٰذا جب تک کہ کوئی فعل منافی نماز نہ کیا ہو اسے حکم ہے کہ سجدۂ سہو کرے اور تشہد وغیرہ پڑھکر نماز پوری کرے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۰۲ میں ہے سلام من عليه سجود سهو يخرجه من الصلاة خروجا موقوفا ان سجد عاد اليها والا لا۔

(۷) ——— امام تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد ٹھٹھا مار کر ہنسا، یا قصداً وضو توڑ دیا تو ان صورتوں میں اس کے مقتدیوں کو سلام نہیں پھیرنا ہے

جیسا کہ شامی جلد اول صفحہ ۴۱۱ میں ہے لو قہقہ امامهم او احدث عمداً
فانهم يقومون بلا سلام۔ اور جوہرہ نیرہ جلد اول صفحہ ۶۵ میں ہے لو
ان الامام قهقه بعد ما قعد قدر التشهد او احدث متعمدا فان
القوم يذهبون من غير سلام۔

(۸) ——— اس خیال سے کہ ابھی رات باقی ہے تہجد کی نیت سے دو رکعت
نماز پڑھی بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو چکی تھی۔ تو اس صورت میں تہجد کی نیت
سے پڑھی ہوئی نماز اس کے بجائے فجر کی دو رکعت سنت ہو گئی جیسا کہ الاشباہ
والنظائر صفحہ ۳۲ میں ہے لو صلی رکعتین علی ظن انها تهجد لظن بقاء
الليل فتبين بعد طلوع الفجر كانت عن السنة على الصحيح۔

(۹) ——— کشتی یا جہاز میں سر چکرانے کے خوف سے رکوع و سجود اور قیام پر
قدرت کے باوجود فرض نماز بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری
رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں جواز صلاة الفرض في السفينة قاعداً
مع القدرة على القيام لخوف دوران الراس۔
(الاشباہ والنظائر صفحہ ۷۹)

(۱۰) ——— جبکہ یہ جانتا ہو کہ آگے کی صف میں شامل ہو گا تو رکعت چھوٹ جائے
گی تو اس صورت میں آخری صف میں شامل ہونا افضل ہے جیسا کہ حضرت علامہ
ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ تحریر فرماتے ہیں اذا ادرك الامام راكعا
فشروعه لتحصيل الركعة في الصف الاخير افضل من وصل الصف
الاول مع فوتها۔ (الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۶۸)

(۱۱) ——— فرض اور ظہر و جمعہ کے پہلے چار رکعت والی سنت کے علاوہ ہر چار
رکعت والی نماز کی تیسری رکعت میں ثنا اور تعوذ پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ درّ

مع شامی جلد اول صفحہ ۴۵۴ اور فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۶۹ میں ہے لا يصلي
على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم في القعدة الاولى في الاربع قبل
الظهر والجمعة ولا يستفتح اذا قام الى الثالثة منها وفي البواقي
من ذوات الاربع يصلي على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم ويستفتح
ويتعوذ ولو نذرا لان كل شفع صلاة۔

(۱۲) ——— نماز عیدین کی آخری رکعتوں کے رکوع کی تکبیر کہنا واجب ہے جیسا کہ
مراقی الفلاح مع طحطاوی صفحہ ۱۳۷ میں ہے يجب تكبيرة الركوع في ثانية
اي الركعة الثانية من العيدين۔

(۱۳) ——— جبکہ وقت ختم ہونے سے نماز کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہو تو اس
صورت میں ثناء، تعوذ اور تسمیہ پڑھنا جائز نہیں بلکہ پورا درود شریف بھی نہ پڑھے
صرف اللهم صل على سيدنا محمد پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر اتنی
بھی گنجائش نہ ہو تو صرف تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے۔ شرح وقایہ جلد اول
مجیدی صفحہ ۱۸۱ میں ہے اذا ضاق الوقت بترك السنة۔ اور الاشباہ
والنظائر صفحہ ۳۶۲ میں ہے لو ضاق الوقت عن سنن الطهارة او الصلاة
تركها وجوبا۔

(۱۴) ——— جو شخص عیدین کی نماز میں اس وقت شامل ہوا جبکہ امام رکوع
میں ہے اور وہ حالت قیام میں تکبیرات زوائد کہہ کر امام کو رکوع میں نہیں پا
سکتا ہے تو اس شخص کو بغیر ہاتھ اٹھائے رکوع میں تکبیر کہنے کا حکم ہے ایسا ہی
بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۰۸ میں ہے اور نور الانوار صفحہ ۲۹ میں ہے
من ادرك الامام في صلاة العيد في الركوع وفاتت عنه التكبيرات
الواجبة فانه يكبر في الركوع عندنا من غير رفع يد۔

قراءت کی پہیلیاں

① —— امام کو عشاء کی آخری رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قراءت کرنے کا حکم ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

② —— وہ کونسی صورت ہے کہ فرض کی چاروں رکعتوں میں قراءت فرض ہے؟

③ —— وہ کونسا نمازی ہے کہ جس کو پنج وقتی نماز میں الحمد شریف پڑھنا حرام ہے؟

④ —— وہ کونسی آیتیں ہیں کہ جن کو بعض نمازوں میں پڑھنا مکروہ ہے؟

⑤ —— کس نماز میں کم قراءت کرنا زیادہ قراءت کرنے سے افضل ہے؟

⑥ —— جہری نماز میں آہستہ قراءت کی مگر نہ سجدۂ سہو واجب ہوا اور نہ اعادہ۔ اس مسئلہ کی صورت کیا ہے؟

⑦ —— فرض کی پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد جو سورت پوری پڑھی دوسری رکعت میں بھی اسی صورت کے پڑھنے کا حکم ہے؟

جوابات قراءت کی پہیلیاں

① —— اگر عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گیا تو اس صورت میں عشاء کی آخری دو رکعتوں میں بھی امام کو سورۂ فاتحہ اور سورت بلند آواز سے پڑھنے کا حکم ہے جیساکہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۴۹ میں ہے ان ترک سورۃ اولی العشاء قرأها بعد فاتحة اخريیه وجهر بهما ان ام۔

② —— فرض کی چاروں رکعتوں میں قراءت کے فرض ہونے کی صورت یہ ہے کہ دو رکعت فرض نماز پڑھانے کے بعد امام کا وضو ٹوٹ گیا تو اس نے باقی نماز پڑھانے کے لیے ایک ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جس کی دو رکعتیں چھوٹ گئی تھیں اور اشارہ کیا کہ میں پہلی دو رکعتوں میں قراءت بھول گیا تو اس صورت میں خلیفہ پر چاروں رکعتوں میں قراءت کرنا فرض ہے جیساکہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳۰۰ میں ہے قد تفرض القراءة فی جمیع رکعات الفرض الرباعی کما لو استخلف مسبوقا برکعتین واشار له انه لم یقرأ فی الاولیین۔

③ —— مقتدی کو الحمد شریف پڑھنا حرام ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۳ صفحہ ۲۴۷)

④ —— سجدہ کی آیتیں عیدین وجمعہ اور ہر وہ نماز کہ جن میں قراءت آہستہ کی جاتی ہے امام کو پڑھنا مکروہ ہے جیساکہ غنیہ صفحہ ۴۷۳ میں ہے یکرہ للامام ان یقرأ ایة السجدة فی صلاة یخافت فیها وکذا فی نحو الجمعة والعید لانه ان ترک السجود لها فقد ترک واجبا وان سجد یشتبه علی المقتدین الا ان تکون السجدة فی اخر السورة او قریبا منه بحیث تؤدی برکوع الصلاة او سجودها۔

۵ —— فجر کی دو رکعت سنت میں کم قرات کرنا زیادہ قرات کرنے سے افضل ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں تقلیل القراءۃ فی سنۃ الفجر افضل من تطویلہا۔ حدیث شریف میں ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم فجر کی سنت میں قل یاایہا الکفرون اور قل ھو اللہ احد پڑھتے تھے۔

(بہار شریعت بحوالہ ابویعلیٰ)

اور مغرب کی نماز میں بھی زیادہ قرات کرنے سے کم قرات کرنا افضل ہے (درمختار بہار شریعت وغیرہ)

۶ —— منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے نے جہری نماز میں آہستہ قرات کی تو نہ سجدۂ واجب ہوا اور نہ اعادہ (بہار شریعت حصہ چہارم ص۵۴ بحوالہ درمختار)

۷ —— جبکہ پہلی رکعت میں پوری قل اعوذ برب الناس پڑھی۔ یا دوسری میں بلاقصد وہی پہلی رکعت والی سورت شروع کردی۔ یا دوسری سورت یاد نہیں آتی۔ تو ان صورتوں میں دوسری رکعت میں بھی اسی سورت کے پڑھنے کا حکم ہے (بہار شریعت حصہ سوم ص۱۰۰ بحوالہ ردالمحتار)

عقائد اہلسنت وجماعت

ناشر: دارالکتب حنفیہ کھارادر کراچی

امامت و اقتدا کی پہیلیاں

۱ —— ایک امام نے ایک وقت کی ادا فرض کو تین مسجدوں میں پڑھایا اور سب مقتدیوں کی فرض نماز ہوگئی اس کی صورت کیا ہے؟

۲ —— جماعت سے نماز پڑھی گئی۔ امام اور مقتدی سب لوگوں کی نماز مکمل طور پر ہوگئی پھر امام نے کون سا ایسا کام کیا کہ صرف اس کو نماز دوبارہ پڑھنی پڑی؟

۳ —— امام نے دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ اس کے بعد کسی نے امام کی اقتدا کی اور اقتدا صحیح ہوگئی اس کی صورت کیا ہے؟

۴ —— نماز کی وہ کونسی جماعت ہے کہ جس میں نیا آنے والا مقتدی نہیں شریک ہوسکتا؟

۵ —— امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوجانا جائز ہے اس کی صورت کیا ہے؟

۶ —— مقتدی نماز کی حالت میں تھا۔ امام نے اسے آگے نہیں بڑھایا مگر اس کے باوجود مقتدی امام بن گیا اور امام مقتدی ہوگیا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۷ —— کب تین مقتدی نہ ہوں تو جماعت نہیں ہوسکتی؟

جوابات امامت و اقتداء کی پہیلیاں

(۱) —— اس کی صورت یہ ہے کہ دیہات کے ایک امام نے گاؤں کی مسجد میں لوگوں کو ظہر نماز کی ادا فرض پڑھائی پھر وہ شہر میں جمعہ کی نماز پڑھنے کی نیت سے چلا تو اس کی فرض نماز ظہر کی باطل ہو گئی۔ راستہ میں کسی نے اس کو بتایا کہ شہر میں جمعہ کی نماز ہو گئی تو اس نے گاؤں کی دوسری مسجد میں لوگوں کو پھر ظہر نماز کی ادا فرض پڑھائی۔ اور جب شہر میں پہونچا تو معلوم ہوا کہ ابھی جمعہ کی نماز نہیں ہوئی ہے تو وہ جمعہ پڑھنے کے لئے چلا تو پھر اس کی فرض نماز ظہر کی باطل ہو گئی اور جب جمعہ پڑھنے کیلئے امام کے پیچھے کھڑا ہوا تو جمعہ کے امام کا پہلی رکعت میں وضو ٹوٹ گیا تو اس نے اسی دیہات کے رہنے والے امام کو خلیفہ بنایا۔ اس نے سب کو نماز جمعہ پڑھائی اس طرح تینوں مسجد کے مقتدیوں کی فرض نماز ایک ہی امام کے پیچھے ہو گئی جیسا کہ غنیہ صفحہ ۵۷۶ میں ہے فی العتابیۃ الامام القروی اذا ام الناس فی القریۃ ثم سعیٰ الی المصر للجمعۃ فاخبرہ رجل فی الطریق ان الامام قد فرغ من الصلاۃ قام فی الظہر ثانیا بقوم اٰخرین ثم لما قدم المصر وجد الامام فی الجمعۃ فدخل معہ فاحدث الامام وقدمہ فصلی الجمعۃ جازت صلاۃ الاقوام کلھم۔ فھذا رجل ام فی الصلاۃ فی وقت ثلث مرات وقد جاز الکل۔

(۲) —— نماز مکمل طور پر ہو جانے کے بعد امام مرتد ہو گیا (العیاذ باللہ تعالٰی) اور اسی نماز کے وقت میں پھر مسلمان ہو گیا تو صرف امام کو نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۴۹ میں ہے لو ارتد الامام والعیاذ باللہ تعالٰی

ثم اسلم فی الوقت یلزمہ الاعادۃ دون القوم۔

(۳) —— امام پر سجدۂ سہو واجب تھا مگر سہو ہونا اسے یاد نہ رہا اور اس نے دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ پھر کوئی فعل منافی نماز کرنے سے پہلے اسے یاد آیا اور اس نے سجدۂ سہو کر لیا تو اس صورت میں امام کے دونوں طرف سلام پھیر دینے کے بعد اگر کسی نے امام کی اقتداء کی تو اقتداء صحیح ہو گئی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۰۳ میں ہے سلام من علیہ سجود سہو یخرجہ من الصلاۃ خروجا موقوفا ان سجد عاد الیھا والا لا وعلی ھذا فیصح الاقتداء بہ

(۴) —— فرض چھوٹنے کے علاوہ اگر کسی دوسرے سبب سے جماعت دوبارہ ہو رہی ہو تو اس جماعت میں نیا آنے والا مقتدی نہیں شریک ہو سکتا۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "نماز اگر ترک فرض کے سبب دُہرائی جائے تو نیا شخص شریک ہو سکتا ہے ورنہ نہیں"

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۳۱۹)

(۵) —— جبکہ جانتا ہو کہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہونے میں نماز فجر جمعہ یا عیدین کا وقت نکل جائے گا تو اس صورت میں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے ہی مسبوق کو اپنی چھوٹی ہوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جانا جائز ہے مراقی الفلاح کی عبارت یسن انتظار المسبوق فراغ الامام لوجوب المتابعۃ کے تحت حضرت علامہ سید طحطاوی رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں فان قام قبلہ کرہ تحریما وقد یباح لہ القیام لضرورۃ کما لو خشی ان انتظرہ یخرج وقت الفجر او الجمعۃ او العید۔ (طحطاوی صفحہ ۱۵۰)

(۶) —— امام صرف ایک مقتدی مرد کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ امام کو حدث لاحق ہو گیا اور اس نے بعد وضو بنا کیا۔ تو اس صورت میں اگرچہ امام نے مقتدی

کو آگے نہیں بڑھایا مگر وہ امام بن گیا اور امام مقتدی ہو گیا۔ بشرطیکہ مقتدی اس کا امام بننے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ (در مختار مع شامی جلد اوّل ص۴۱۲)

(۷) ـــــ جمعہ میں تین مرد مقتدی نہ ہوں تو جمعہ کی نماز نہیں ہو سکتی اور نہ اس کی جماعت۔ در مختار مع شامی جلد اوّل ص۵۴۵ پر شرائط جمعہ میں سے ہے و السادس الجماعة واقلها ثلاثة رجال سوی الامام۔ تلخیصًا۔

مفسداتِ نماز کی پہیلیاں

(۱) ـــــ کس صورت میں آمین کہنے سے نماز ٹوٹ جائے گی؟

(۲) ـــــ آیتِ کریمہ پڑھنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے اس کی صورت کیا ہے؟

(۳) ـــــ وہ کونسی نماز ہے کہ جس کے سبب پڑھی ہوئی نمازیں پھر سے پڑھنی پڑیں گی؟

(۴) ـــــ فرض نماز پڑھنے کے بعد نمازی نے کون سا ایسا کام کیا کہ اس کی پڑھی ہوئی فرض نماز بے کار ہو گئی؟

(۵) ـــــ ایک شخص نے نماز پڑھی اور حقیقت میں نماز کے سارے شرائط و فرائض پائے گئے مگر اس کے باوجود اس شخص کی نماز بالکل نہیں ہوئی اس کی کیا صورت ہے؟

(۶) ـــــ کس صورت میں امام کے ساتھ سلام پھیرنے سے نماز جاتی رہے گی؟

(۷) ـــــ کپڑا پاک و صاف ہے مگر اسے پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں اس کی صورت کیا ہے؟

(۸) ـــــ کس صورت میں کھنکھارنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے؟

(۹) ـــــ کس طرح کھجلانے سے نماز جاتی رہتی ہے؟

(۱۰) ـــــ کس صورت میں لقمہ دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

(۱۱) ـــــ کس صورت میں الحمد للہ کہنے سے نماز جاتی رہتی ہے؟

(۱۲) ـــــ کس طرح سجدہ کرنے سے نماز نہیں ہوتی ہے؟

(۱۳) ـــــ کس طرح سجدہ کرنے سے نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہے؟

(۱۴) ـــــ کس صورت میں عینک لگا کر نماز پڑھنا جائز نہیں؟

(۱۵) — کس طرح تکبیر تحریمہ کہنے سے مقتدی کی نماز نہیں ہوتی ؟

(۱۶) — کس طرح اللہ اکبر کہکر نماز شروع کرنے سے نماز نہیں ہوتی ہے ؟

(۱۷) — کس قسم کی دُعا پڑھنے سے نماز خراب ہوجاتی ہے ؟

(۱۸) — کس طرح اللہ اکبر کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ؟

(۱۹) — کس صورت میں درود شریف پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے ؟

(۳۰) — وہ کونسی صورت ہے کہ مسبوق نے امام کے ساتھ سجدۂ سہو کیا تو اس کی نماز بیکار ہوگئی ؟

(۲۱) — حالت نماز میں سجدۂ تلاوت واجب ہوا مگر سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہوگئی اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۲) — امام نے سجدۂ سہو کیا تو مقتدیوں کی نماز باطل ہوگئی اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۳) — وہ کونسی صورت ہے کہ نمازی نے چار رکعت فرض کی نیت باندھی اور دو رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ سہو کرنے کے باوجود اس کی فرض نماز نہیں ہوتی ؟

(۲۴) — دو شخص آواز کے ساتھ اس طرح روئے کہ حروف پیدا ہوئے جس کے سبب ایک کی نماز فاسد ہوگئی اور دوسرے کی نہیں فاسد ہوئی اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۵) — زید قرارت کرتے ہوئے رُک گیا آگے نہیں پڑھ سکا تو نماز پڑھانے کیلئے دوسرے کو خلیفہ بنایا اس کی نماز ہوگئی اور بکر نے ایسا ہونے پر دوسرے کو خلیفہ بنایا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۶) — امام نے غلط پڑھا اور مقتدی نے لقمہ صحیح دیا اس کے باوجود مقتدی کی نماز فاسد ہوگئی اور جب امام نے لقمہ لے لیا تو امام اور سب مقتدیوں کی نماز

فاسد ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۷) — کس طرح کلام کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی ہے ؟

(۲۸) — نماز کے اندر ہاں کہا اور نماز نہیں فاسد ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۹) — وہ کونسی صورت ہے کہ امام کو قعدۂ اولیٰ کے کرنے کا خیال نہ رہا مگر مقتدی لقمہ دے گا تو اس کی نماز برباد ہوجائے گی اور جب امام لقمہ لے لے گا تو امام اور مقتدی سب کی نماز خراب ہوجائے گی ؟

(۳۰) — وہ کونسی باجماعت نماز ہے کہ عورت اس میں مرد کے محاذی ہوجائے تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی اگرچہ امام نے اس کی امامت کی نیت کی ہو۔

(۳۱) — وہ کونسا مقتدی ہے کہ جس کی اقتداء کے سبب امام اور مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہوجائے گی ؟

(۳۲) — ایک شخص وضو، مکمل غسل اور کپڑے وغیرہ کی طہارت کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا مگر اس نے پانی دیکھا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۳۳) — قرآن کی آیت کریمہ پڑھی مگر کسی کے جواب میں یا غلط لقمہ دینے کے لیے نہیں پڑھی۔ اس کے باوجود نماز فاسد ہوگئی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

جوابات مفسدات نماز کی پہیلیاں

(١) —— نماز پڑھنے والے کو چھینک آئی تو دوسرے نے کہا یرحمک اللہ۔ اس پر چھینکنے والے نے آمین کہا۔ تو اس صورت میں آمین کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے غنیہ صفحہ ۴۱۷ میں ہے لو عطس رجل فی الصلاۃ فقال لہ اٰخر یرحمک اللہ فقال المصلی العاطس اٰمین تفسد صلاتہ۔

(٢) —— کسی نے پوچھا تیرے پاس کیا کیا مال ہیں؟ تو نماز پڑھنے والے نے جواب میں یہ آیت کریمہ تلاوت کی اَلْخَیْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِیْرَ۔ یعنی گھوڑے خچر اور گدھے (پ ۱۴ ع ۷) —— یا کسی نے پوچھا آپ کہاں سے آئے؟ تو جواب میں اس نے یہ آیت کریمہ پڑھی وَبِئْرٍ مُّعَطَّلَةٍ وَّقَصْرٍ مَّشِیْدٍ۔ یعنی بہت سے کوئیں جو بیکار پڑے ہیں اور بہت سے محل جو گچ کئے ہوئے ہیں (پ ۱۷ ع ۱۳) تو اس طرح ان آیات کے پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۱۷ میں ہے یفسدھا کل قصد بہ الجواب کان قیل ما مالک فقال الخیل والبغال والحمیر۔ او من این جئت فقال وبئر معطلۃ وقصر مشید۔

(٣) —— صاحب ترتیب نے اگر قضا نماز کے یاد ہونے اور وقت میں گنجائش ہونے کے باوجود قضا نہیں پڑھی اور وقتی نمازیں پڑھتا رہا پھر پانچویں نماز پڑھنے سے پہلے قضا پڑھ لی تو اس نماز کے سبب قضا کے بعد پڑھی ہوئی نمازیں پھر سے پڑھنی پڑیں گی۔ ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۹۱ میں ہے ولو فاتتہ صلاۃ ولو وترا فکلما صلی بعدھا وقتیۃ وھو ذاکر لتلک الفائتۃ فسدت

تلک الوقتیۃ فسادا موقوفا علی قضاء تلک الفائتۃ فان قضاھا قبل ان یصلی بعدھا خمس صلوات صار الفساد باتا وانقلبت الصلوات التی صلاھا قبل قضاء المقضیۃ نفلا۔

(٤) —— شہر میں کسی نے جمعہ کی نماز ہونے سے پہلے بلا عذر شرعی ظہر کی فرض نماز پڑھ لی تو اگرچہ وہ گنہ گار ہوا مگر اس کی نماز ہوگئی۔ پھر وہ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے چلا تو اس کی پڑھی ہوئی فرض نماز بے کار ہوگئی جیسا کہ غنیہ صفحہ ۵۲۱ میں ہے من صلی الظہر یوم الجمعۃ قبل صلوۃ الامام الجمعۃ ولا عذر لہ صحت ظہرہ عندنا وان کان عاصیا۔ ثم اذا بدالہ ان یصلی الجمعۃ بعد ذلک فتوجہ الیھا قبل الفراغ منہا بطلت ظہرہ التی صلاھا بمجرد السعی سواء ادرک الجمعۃ او لم یدرکہا عند ابی حنیفۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

(٥) —— نمازی نے یہ گمان کیا کہ فلاں شرط نہیں پائی جارہی ہے اور اسی حالت میں اس نے نماز پڑھ لی حالانکہ حقیقت میں وہ شرط پائی جارہی تھی تو اس صورت میں اس کی نماز بالکل نہ ہوئی جیسا کہ بہار شریعت حصہ سوئم صفحہ ۳۹ میں ہے "کسی شخص نے اپنے کو بے وضو گمان کیا اور اسی حالت میں نماز پڑھ لی بعد کو ظاہر ہوا کہ بے وضو نہ تھا نماز نہ ہوئی" —— اور ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۲۹۲ میں ہے لو صلی وعندہ انہ محدث او ان ثوبہ نجس او ان الوقت لم یدخل فبان بخلاف ذلک لا یجزیہ فی ذلک کلہ لان عندہ ان ما فعلہ غیر جائز اھ۔

(٦) —— مسبوق یعنی جس کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی ہیں وہ اگر امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرے تو اس کی نماز جاتی رہے گی۔

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۵۲)

(۷) —— چرایا ہوا کپڑا یا دھوبی وغیرہ کے یہاں بدلا ہوا کپڑا اگرچہ پاک وصاف ہو مگر اسے پہن کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔ (فتاوی رضویہ وغیرہ)

(۸) —— کھنکھارنے میں جبکہ دو حرف ظاہر ہوں تو نماز ٹوٹ جاتی ہے بشرطیکہ نہ کوئی عذر ہو اور نہ کوئی صحیح غرض۔ لھذا اگر عذر سے ہو مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لئے ہو جیسے آواز صاف کرنے کے لئے یا امام سے کوئی غلطی ہو گئی ہے اس لیے کھنکھارتا ہے کہ درست کرلے یا اس لیے کھنکھارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اس کا نماز میں ہونا معلوم ہو جائے تو ان صورتوں میں نماز نہیں ٹوٹے گی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۴۱۵ باب ما یفسد الصلاۃ میں ہے التنحنح بحرفین بلا عذر اما به فان نشأ من طبعه فلا. او بلا غرض صحیح۔ فلو لتحسین صوته او لیهتدی امامه او للاعلام انه فی الصلاۃ فلا فساد علی الصحیح۔

(۹) —— ایک رکن میں تین بار کھجلانے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ یعنی اس طرح کہ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا پھر ہٹایا اسی طرح تین بار کیا اور اگر ایک مرتبہ ہاتھ رکھ کر کئی بار حرکت دی تو یہ ایک ہی مرتبہ کھجلانا کہا جائے گا۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۹۷ میں ہے اذا حك ثلاثا فی رکن واحد تفسد صلاته هذا اذا رفع یده فی کل مرة اما اذا لم یرفع فی کل مرة فلا تفسد کذا فی الخلاصة۔

(۱۰) —— غلط لقمہ دینے سے لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر امام نے ایسا لقمہ لے لیا تو امام کی اور اس کے ساتھ سب کی نماز خراب ہو جاتی ہے (فتاوی رضویہ جلد سوم صفحہ ۴۱۳)

(۱۱) —— خوشی کی خبر سن کر الحمد للہ کہنے سے نماز جاتی رہتی ہے فتاوی عالمگیری

جلد اول صفحہ ۹۳ میں ہے اخبر بما یسرہ فحمد اللہ تعالی واراد به جوابه تفسد صلاته اھ تلخیصا۔

(۱۲) —— اس طرح سجدہ کرنا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہیں نماز نہیں ہوتی ہے اس لیے کہ سجدہ میں کم از کم پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ زمین سے لگنا فرض ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۵۵۶) اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۳۰۰ میں ہے وضع اصبع واحدۃ منهما شرط۔

(۱۳) —— سجدہ کرنے میں اگر ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہیں لگا۔ یا ناک ہڈی تک نہ دبی تو ان صورتوں میں نماز کا دوبارہ پڑھنا ضروری ہے۔ (فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۵۵۶، بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۷۱)

(۱۴) —— اگر عینک کا فریم سونا چاندی کا ہو یا اس کے سبب سجدہ میں ناک ہڈی تک نہ دبتی ہو تو ان صورتوں میں عینک لگا کر نماز پڑھنا جائز نہیں۔
(فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۵۵۶۔ جلد سوم صفحہ ۴۲۷ و بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۷۱)

(۱۵) —— مقتدی نے اگر تکبیر تحریمہ میں لفظ اللہ امام کے ساتھ کہا اور اکبر کو امام سے پہلے ختم کر دیا تو نماز نہیں ہوگی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۳۲۲ میں ہے لو قال اللہ مع الامام واکبر قبله لم یصح فی الاصح اھ تلخیصًا۔

(۱۶) —— اگر بطور تعجب اللہ اکبر کہا یا مؤذن کے جواب میں کہا اور اسی تکبیر سے نماز شروع کر دی تو اس طرح اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع کرنے سے نماز نہیں ہوتی ہے۔ ایسا ہی بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۶۷ پر ہے۔ اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۳۲۳ میں ہے لو اراد بتکبیرہ التعجب او متابعة المؤذن لم یصر شارعًا۔

(۱۷) —— ایسی دُعا کہ جس کا سوال بندوں سے کیا جا سکتا ہے مثلاً اللھم اطعمنی یا اللھم زوجنی تو اس قسم کی دُعا پڑھنے سے نماز خراب ہو جاتی ہے ایسا ہی بہارِ شریعت حصّہ سوم صفحہ ۱۵۰ میں ہے اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۹۴ میں ہے۔ لو دعا بما لا یستحیل سؤاله من العباد مثل قوله اللھم اطعمنی۔ او اقض دینی او زوجنی فانه یفسد۔

(۱۸) —— لفظِ اللہ کو آللہ یا اکبر کو آکبر یا اکبار کہنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے بلکہ ان کے معانی فاسدہ سمجھ کر قصداً کہنا کفر ہے۔ ایسا ہی بہارِ شریعت حصّہ سوم صفحہ ۶۷ میں ہے اور درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۳۲۳ میں ہے اذ مد احد الھمزتین مفسد و تعمده کفر وکذا الباء فی الاصح۔

(۱۹) —— کسی سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مبارک نام سنے تو اس کے جواب میں درود شریف پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۹۳ میں ہے ان سمع اسم النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فقال جوابا له تفسد صلاته۔

(۲۰) —— امام کے ساتھ سجدۂ سہو کرنے سے مسبوق کی نماز کے بیکار ہونے کی صورت یہ ہے کہ امام پر سجدۂ سہو واجب تھا مگر اسے سہو ہونا یاد نہ تھا اور اس نے نماز ختم کرنے کی نیّت سے دونوں طرف سلام پھیر دیا اب مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کو پڑھنے کے لئے کھڑا ہوا یہاں تک کہ اس نے سجدہ بھی کر لیا۔ اس کے بعد امام کو سہو ہونا یاد آیا۔ اور ابھی تک اس نے کلام وغیرہ کوئی فعل منافی نماز نہ کیا تھا تو اس نے سجدۂ سہو کیا اور مسبوق اپنی نماز چھوڑ کر امام کے ساتھ سجدۂ سہو میں شریک ہو گیا تو اس کی نماز بیکار ہو گئی جیسا کہ نور الایضاح و مراقی الفلاح باب ما یفسد الصلاۃ میں ہے یفسد ھامتابعة الامام فی

سجود السھو للمسبوق اذا تاکد انفراده بان قام بعد سلام الامام وقید رکعته بسجدة فتذکر الامام سجود سھو فتابعه فسدت صلاته اھ ملخصًا۔

(۲۱) —— اس کی صورت یہ ہے کہ ایک شخص جو نماز میں نہیں تھا اس نے آیتِ سجدہ پڑھی۔ اور سجدۂ تلاوت کیا تو ایک نمازی نے اس سے آیت سجدہ سنی اور تلاوت کرنے والے کے ساتھ بہ نیّتِ اتباع سجدہ کیا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی
(بہارِ شریعت حصّہ چہارم صفحہ ۶۶ بحوالہ غنیہ و عالمگیری)

(۲۲) —— امام پر سجدۂ سہو واجب نہیں تھا مگر اس نے سجدہ کیا اور سب مقتدیوں نے اس کی اتباع کی تو مسبوق یعنی جن لوگوں کی کچھ رکعتیں چھوٹ گئی تھیں ان مقتدیوں کی نماز فاسد ہو گئی جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۳۴ میں ہے کہ ”اگر سجدۂ سہو میں مسبوق اتباع امام کرے بعد کو معلوم ہو کہ یہ سجدہ بے سبب تھا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور طحطاوی علی مراقی مطبوعہ قسطنطنیہ صفحہ ۲۵۳ میں ہے لو تابعه المسبوق ثم تبین ان لا سھو علیه ان علم ان لا سھو علی امامه فسدت وان لم یعلم انه لم یکن علیه فلا تفسد وھو المختار کذا فی المحیط۔

(۲۳) —— مسافر جس کو دو رکعت پڑھنا ضروری تھا اس نے چار رکعت فرض کی نیّت باندھی اور دو رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا تو سجدۂ سہو کرنے کے باوجود اس کی فرض نماز نہیں ہوئی۔ جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۸۶ میں ہے۔ ان صلی اربعا ولم یقعد فی الثانیة قدر التشھد بطلت صلاته اھ تلخیصًا

(۲۴) —— ایک شخص درد اور مصیبت کی وجہ سے رویا اس کی نماز فاسد ہو گئی اور دوسرا جنت یا جہنم کے ذکر سے رویا اس لیے اس کی نماز نہیں فاسد ہوئی

جیساکہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۹۴ میں ہے لو بکی فارتفع بکاءہ فحصل لہ حروف فان کان من ذکر الجنۃ او النار فصلاتہ تامۃ وان کان من وجع او مصیبۃ فسدت صلاتہ۔

(۲۵) —— زید بقدر واجب قرأت نہیں کر سکا تھا اس حال میں دوسرے کو خلیفہ بنایا تو اس کی نماز ہو گئی۔ اور بکر نے سورۂ فاتحہ اور تین چھوٹی آیت کی مقدار پڑھنے کے بعد خلیفہ بنایا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی ایسا ہی شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۶۱ میں ہے۔

(۲۶) —— جبکہ مقتدی نے دیوار وغیرہ پر لکھے ہوئے قرآن کو دیکھ کر لقمہ دیا۔ تو اس صورت میں صحیح لقمہ دینے کے باوجود اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور ایسا لقمہ امام نے لے لیا تو سب کی نماز خراب ہو جائے گی جیساکہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل صفحہ ۱۶۴ میں ہے لو فتح المقتدی امامہ اخذا عن المصحف تفسد صلاتہ وصلاۃ الامام ایضًا ان اخذ فتحہ اھ۔

(۲۷) —— سر یا ہاتھ کے اشارہ سے کلام کرنے پر نماز نہیں ٹوٹتی ہے جیساکہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۴۳۳ پر ہے لا باس بتکلم المصلی واجابتہ براسہ کما لو طلب منہ شیٔ او ارٰی درھما وقیل اجید فاوما بنعم اولا۔ او قیل کم صلیتم فاشار بیدہ انھم صلوا رکعتین۔

(۲۸) —— امام کا پڑھنا پسند آیا اس پر رونے لگا اور زبان سے ہاں نکلا تو اس صورت میں نماز نہیں فاسد ہوگی۔ اور اگر خوش گلوئی کے سبب کہا تو نماز جاتی رہے گی۔ (بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۵۰)

(۲۹) —— جبکہ امام کے سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد قعدۂ اولیٰ کے لیے مقتدی لقمہ دے گا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اس لیے کہ سیدھا کھڑا ہو جانے کے بعد بیٹھنا گناہ ہے اور گناہ کرنے کے لیے لقمہ دینے سے نماز برباد ہو جاتی ہے

پھر امام اگر مقتدی کے لقمہ دینے سے بیٹھ جائے گا تو کسی کی نماز نہیں ہوگی۔ اس لیے کہ امام اس مقتدی کے بتانے سے لوٹا جو نماز سے خارج ہو گیا تو امام کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اور امام کی نماز باطل ہونے کے سبب مقتدیوں کی نماز بھی خراب ہو جائے گی۔"[1] درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۰۰ میں ہے ان استقام قائما لایعود فلو عاد الی القعود تفسد وقیل لاتفسد لکنہ یکون مسیئًا وھو الاشبہ کما حققہ الکمال وھو الحق بحر اھ ملخصًا۔ شامی میں ہے قولہ لکنہ یکون مسیئًا ای ویاثم کما فی الفتح۔

(۳۰) —— وہ نماز جنازہ ہے کہ جس میں عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی اگرچہ امام نے اس کی امامت کی نیت کی ہو ایسا ہی بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۵۶ میں ہے۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۵۳ میں ہے تفسد صلاۃ الجنازۃ بما تفسد بہ سائر الصلوات الا محاذاۃ المرأۃ کذا فی الزاھدی۔

(۳۱) —— قاری یعنی جو مایجوز بہ الصلاۃ قرأت کرتا ہے اگر وہ اقتدا کرے اُمّی کی یعنی جو مایجوز بہ الصلاۃ قرأت نہیں کرتا تو ایسے مقتدی کی اقتدا کے سبب امام اور مقتدی دونوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جیساکہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۶۸ پر ہے اقتدیٰ قاری بامی فصلاتھما فاسدۃ۔

(۳۲) —— وہ شخص تیمم کرنے والے امام کی اقتدا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس صورت میں جب اس نے پانی دیکھا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی جیساکہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۵ میں ہے ای مصل متوضئ اذا رأی الماء فسدت صلاتہ؛ فقل المقتدی بامام متیمم اذا راٰہ دون امامہ۔

(۳۳) —— نماز میں ایسا حدث لاحق ہوا جس سے بنا کر سکتا تھا۔ مگر مسجد

[1] فتاویٰ رضویہ ج ۳ صفحہ ۳۲۵

سے نکلتے ہوئے اس نے قرآن کی تلاوت کی۔ تو اس صورت میں اگرچہ اس نے کسی کے جواب میں یا غلط لقمہ دینے کے لئے آیت کریمہ نہیں پڑھی مگر اس کے باوجود نماز فاسد ہوگئی اب بنا نہیں کرسکتا الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۴ میں ہے ای مصل تفسد صلاتہ بقراءۃ القرآن ، فقل من سبقہ الحدث فقرأ فی ذھابہ۔

مسجد کی پہیلیاں

① ——— ایک مسلمان نے اپنی زمین میں مسجد بنائی اسے وقف کیا اور اپنی ملک سے الگ بھی کیا اس کے باوجود مسجد نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

② ——— کافر نے اپنے مال سے مسجد بنائی اور شرعاً وہ مسجد ہے اس کی صورت کیا ہے؟

③ ——— ایک مسجد بنائی گئی جس میں کئی سال تک نمازیں پڑھی گئیں پھر اس مسجد کو کرایہ کا مکان بنانا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

④ ——— کس صورت میں مسجد کے اندر بچوں کو پڑھانا جائز نہیں؟

⑤ ——— کس شخص کو مسجد میں کھانا پینا جائز نہیں؟

⑥ ——— وہ کون سا تیل ہے جسے مسجد میں جلانا حرام ہے؟

⑦ ——— داخل مسجد وہ کونسی جگہ ہے کہ جس میں نماز پڑھنا مکروہ ہے؟

⑧ ——— مسجد میں خرید و فروخت جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

جوابات مسجد کی پہیلیاں

① —— اگر مسجد ایسی جگہ بنائی کہ وہ آباد نہیں ہو سکتی اور نہ وہ مسجد کام میں آئے گی تو وقف کرنے کے باوجود وہ مسجد نہ ہوئی جیسا کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "جبکہ یہ صحیح ہو کہ وہ جگہ آباد نہیں ہو سکتی اور وہ مسجد کام میں بھی نہیں آئے گی تو وہ مسجد نہ ہوئی"۔ عالمگیری میں ہے رجل بنی مسجدا الی مفازۃ حیث لا یسکنہا احد وقل ما یمر بہ انسان لم یصر مسجدا لعدم الحاجۃ الی صیرورتہ مسجدا کذا فی الغرائب
(فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۴۷۸)

② —— مسجد منہدم ہو گئی تھی اسے کافر نے اپنے مال سے بنایا تو شرعاً وہ مسجد ہے جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۴۶۰ میں ہے لو انہدم مسجد فاعاد بناءہ کافر بمالہ لم یخرج عن المسجدیۃ

③ —— جبکہ متولی نے ایسے مکان کو مسجد بنایا جو مسجد کے نام وقف تھا تو اگرچہ اس میں کئی سال تک نمازیں پڑھی گئیں اس مسجد کو کرایہ کا مکان بنانا جائز ہے (بہار شریعت حصہ دہم صفحہ ۷۷) اور فتاویٰ عالمگیری جلد دوم مصری صفحہ ۲۵۶ میں ہے متولی مسجد جعل منزلا موقوفا علی المسجد مسجدا وصلی الناس فیہ سنین ثم ترک الناس الصلاۃ فیہ فاعید منزلا مستقلا جاز لانہ لم یصح جعل المتولی ایاہ مسجدا کذا فی الواقعات الحسامیۃ)

④ —— جب کہ بچے ناسمجھ ہوں خصوصاً اگر پڑھانے والا اجرت لے کر پڑھاتا ہو تو اس صورت میں اور بھی زیادہ ناجائز ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۶ صفحہ ۴۴۴) اور

الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۷۰ میں ہے تکرہ الصناعۃ فیہ من خیاطۃ وکتابۃ باجر وتعلیم صبیان باجر لا بغیرہ۔

⑤ —— معتکف اور پردیسی کے سوا کسی کو مسجد میں کھانا پینا اور سونا جائز نہیں جیسا کہ درمختار احکام المسجد میں ہے یکرہ اکل ونوم الا لمعتکف وغریب ملخصا۔ لہذا جب کھانے پینے اور سونے کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں جائے کچھ ذکر و نماز کے بعد کھا پی سکتا ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۴۴۴ میں ہے اذا اراد ذلک ینبغی ان ینوی الاعتکاف فیدخل ویذکر اللہ تعالیٰ بقدر ما نوی او یصلی ثم یفعل ما شاء۔ فتاویٰ ہندیہ۔ اور حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "بعضوں نے صرف معتکف کا استثناء کیا اور یہی راجح ہے لہذا غریب الوطن بھی نیت اعتکاف کرے کہ خلاف سے بچے۔
(بہار شریعت جلد ۳ صفحہ ۱۸۰)

⑥ —— مٹی کا تیل مسجد میں جلانا حرام ہے مگر جبکہ اس کی بو بالکل دور کر دی جائے تو جائز ہے۔
(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۵۹۸)

⑦ —— جس جگہ کو اپنے لئے خاص کر لیا ہو مسجد کی اس جگہ میں نماز پڑھنا مکروہ ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے ای مکان فی المسجد تکرہ الصلوۃ فیہ؟ فقل ما عینہ لصلاتہ دون غیرہ۔

⑧ —— جبکہ خرید و فروخت بقصد تجارت نہ ہو بلکہ اپنی یا بال بچوں کی ضرورت سے ہو تو اسطرح معتکف کو مسجد میں خرید و فروخت جائز ہے بشرطیکہ وہ چیز مسجد میں نہ ہو یا ہو تو تھوڑی ہو کہ جگہ نہ گھیرے (بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۵۲) اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۳۴ میں ہے خص المعتکف باکل وشرب ونوم وعقد احتاج الیہ لنفسہ او عیالہ فلو لتجارۃ کرہ۔

دُعائے قنوت کی پہیلیاں

(۱) ـــــ کس شخص کو وتر کی نماز میں دُعائے قنوت پڑھنا منع ہے ؟

(۲) ـــــ کس صورت میں دُعائے قنوت کی تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھانا منع ہے ؟

(۳) ـــــ وتر کی دُو رکعتوں میں دُعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۴) ـــــ کب وتر کی تین رکعتوں میں دعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے ؟

(۵) ـــــ فجر کی نماز میں دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے اس کی صورت کیا ہے ؟

جوابات دُعائے قنوت کی پہیلیاں

(۱) ـــــ جو شخص کہ وتر کی جماعت میں تیسری رکعت کے رکوع میں شامل ہوا اس شخص کو دعائے قنوت پڑھنا منع ہے ۔ (بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۰۳ میں ہے ۔ اذا ادرکه فی الرکعة الثالثة فی الرکوع ولم یقنت معه لم یقنت فیما یقضی کذا فی المحیط

(۲) ـــــ جبکہ نماز وتر قضا ہو گئی اور لوگوں کے سامنے پڑھتا ہو تو اس صورت میں دُعائے قنوت کی تکبیر کے لیے ہاتھ اٹھانا منع ہے (بہارِ شریعت جلد چہارم صفحہ) اور رد المحتار جلد اوّل باب الوتر صفحہ ۴۴ میں ہے رافعا یدیه لو فی الوقت اما فی القضاء عند الناس فلا یرفع حتی لا یطلع احد علی تقصیره ا ھ ملخصًا ۔

(۳) ـــــ جبکہ وتر میں شک ہوا کہ دوسری ہے یا تیسری تو اس صورت میں وتر کی دو رکعتوں میں دُعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے ۔ ایک اسی رکعت میں اور ایک قعدہ کے بعد والی رکعت میں جیسا کہ بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۵ میں ہے کہ " وتر میں شک ہوا کہ دوسری ہے یا تیسری تو اس میں قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے ۔ اور اس میں بھی قنوت پڑھے ۔ اور سجدۂ سہو کرے " اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۲۳ میں ہے لو شك فی الوتر وهو قائم انها ثانیة ام ثالثة یتم تلك الرکعة ویقنت

فیھا ویقعد ثم یقوم فیصلی رکعۃ اخریٰ ویقنت فیھا ایضًا ھو المختار ھکذا فی الخلاصۃ۔

④ —— جبکہ وتر پڑھنے والے کو شبہہ ہوا کہ وہ پہلی رکعت کے قیام میں ہے کہ دوسری یا تیسری رکعت کے۔ تو اس صورت میں جس رکعت میں وہ ہے اس میں بھی دعائے قنوت پڑھے پھر قعدہ کرے اور کھڑا ہو کر دو رکعت دو قعدہ کے ساتھ پڑھے اور ہر ایک میں دعائے قنوت بھی پڑھے۔ اس طرح وتر کی تین رکعتوں میں دعائے قنوت پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۴ میں ہے لو شك انه فی الاولی او الثانیۃ او الثالثۃ فانہ یقنت فی الرکعۃ التی ھو فیھا ثم یقوم فیصلی رکعتین بقعد تین و یقنت فیھما۔ و فی قول آخر لا یقنت فی الکل اصلا والاول اصح۔

⑤ —— جبکہ بہت بڑا کوئی حادثہ پیش آئے تو اس صورت میں فجر کی نماز میں بھی دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے۔ (درمختار و رد المحتار جلد اول صفحہ ۴۵۱ و بہارِ شریعت حصہ چہارم صفحہ ۔)

سجدۂ سہو کی پہیلیاں

① —— کن صورتوں میں سجدۂ سہو دوبارہ کرنے کا حکم ہے؟

② —— وہ کونسا واجب ہے کہ جس کے چھوٹنے پر سجدۂ سہو نہیں؟

③ —— وہ کونسی صورت ہے کہ نماز کا واجب ترک ہوا مگر اس کے باوجود سجدۂ سہو نہیں؟

④ —— نماز میں قرآن مجید پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اس کی کیا صورت ہے؟

⑤ —— نماز میں تشہد پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اس کی کیا صورت ہے؟

⑥ —— کس صورت میں رکوع کرنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے؟

⑦ —— ایک رکعت میں دو بار سورۂ فاتحہ پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا اس کی صورت کیا ہے؟

⑧ —— قعدہ میں الحمد شریف پڑھنے سے سجدۂ سہو نہیں واجب ہوا اس کی صورت کیا ہے؟

جوابات سجدۂ سہو کی پہیلیاں

(۱) —— قعدۂ اخیرہ میں سجدۂ سہو کرنے کے بعد دو رکعت اور ملادی۔ یا مسافر نے سجدۂ سہو کرنے کے بعد ختم نماز سے پہلے اقامت کی نیت کرلی۔ یا نماز کا کوئی سجدہ چھوٹ گیا تھا یا سجدۂ تلاوت رہ گیا تھا جنھیں سجدۂ سہو کرنے کے بعد ادا کیا تو ان صورتوں میں سجدۂ سہو کے دوبارہ کرنے کا حکم ہے۔ درمختار مع ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۰۳ میں ہے اذا صلی رکعتین فرضا او نفلا وسہا فیہما فسجد له بعد السلام ثم اراد بناء شفع علیه لم یکن له ذلك البناء ای یکره له تحریما لئلا یبطل سجوده بلا ضرورة بخلاف المسافر اذا نوی الاقامة لانه لو لم یبن بطلت ولو فعل ما لیس له من البناء صح بناءه لبقاء التحریمة ویعید هو والمسافر سجود السهو علی المختار۔ اور شامی جلد اوّل صفحہ ۵۱۲ میں ہے مثل التلاوية تذكر الصلبية ای فی ابطال القعدة قبلها واعادة سجود السهو۔

(۲) —— قرآن مجید کی سورتوں کے پڑھنے میں ترتیب واجب ہے مگر اس کے چھوٹنے پر سجدۂ سہو نہیں اس لیئے کہ وہ واجبات تلاوت سے ہے واجبات نماز سے نہیں ہے ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۵۰۳ میں ہے یجب الترتیب فی فی سور القرآن فلو قرأ منکوسا اثم لکن لا یلزمه سجود السهو لان ذلك من واجبات القراءة لا من واجبات الصلاة كما ذكره فی البحر فی باب السهو۔

(۳) —— جمعہ اور عیدین کی نماز میں واجب ترک ہوا اور جماعت کثیر ہے

تو سجدۂ سہو نہیں۔ اور مقتدی سے بحالت اقتدا سہو واقع ہوا مثلاً قعدۂ اولی میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھ دیا تو اس صورت میں اس پر سجدۂ سہو نہیں۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۲۰ میں ہے لا یسجد للسهو فی العیدین والجمعة لئلا یقع الناس فی فتنة كذا فی المضمرات ناقلا عن المحیط۔ اور جوہرہ نیرہ جلد اول صفحہ ۷۸ میں ہے ان سها المؤتم لم یلزم الامام ولا المؤتم السجود۔

(۴) —— غیر قیام میں قرآن مجید پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے بہار شریعت حصۂ چہارم صفحہ ۵۳ میں ہے "قعدہ، رکوع و سجود میں قرآن پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہے"۔ اور ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۹۸ میں ہے لو قرأ (القرآن هنا ای فی التشهد) او فی الركوع یلزمه السهو۔

(۵) —— حالت قیام میں تشہد پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔ (ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۴۹۸)

(۶) بقدر واجب قرات کرنے سے پہلے رکوع کرنے پر سجدۂ سہو واجب ہوگا۔ اور قراءت پوری کرنے کے بعد اس رکوع کا دوبارہ کرنا فرض ہے اگر نہیں کرے گا تو نماز باطل ہو جائے گی۔ فتاوی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۱۹ میں ہے لو قدم الركوع علی القراءة لزمه السجود لكن لا یعتد بالركوع فیفرض اعادہ بعد القراءة كذا فی البحر الرائق۔

(۷) —— الحمد کے بعد سورت پڑھی اس کے بعد پھر الحمد پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔ یوں ہی فرض کی پچھلی رکعتوں میں فاتحہ کی تکرار سے مطلقاً سجدۂ سہو واجب نہیں۔ (بہار شریعت حصۂ چہارم صفحہ ۵۰، اور فتاوی عالمگیری

جلد اول مصری صفحہ ۱۱۸ میں ہے لو کررہا فی الاولیین یجب علیہ سجود السھو بخلاف مالو اعادھا بعد السورۃ او کررھا فی الاخریین کذا فی التبیین۔

(۸)——— اگر قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول کر الحمد شریف پڑھ دیا تو اس صورت میں سجدۂ سہو نہیں واجب ہوگا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۱۹ میں ہے اذا فرغ من التشہد وقرأ الفاتحۃ سھوا فلا سھو علیہ کذا روی عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فی الواقعات الناطفیۃ۔ اھ ملخصاً۔

○ سجدۂ تلاوت کی پہیلیاں ○

(۱)——— نہ آیتِ سجدہ پڑھی اور نہ سنی مگر سجدۂ تلاوت واجب۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۲)——— حافظ نے تراویح میں پورے قرآن کی تلاوت کی اور کبھی سجدۂ تلاوت نہ کیا مگر اس پر ایک بھی سجدۂ تلاوت واجب نہ رہا اس کی کیا صورت ہے؟

(۳)——— وہ کون سی صورت ہے کہ آیتِ سجدہ تلاوت کرنے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں؟

(۴)——— سجدۂ تلاوت واجب ہوا مگر ادا نہیں کیا اور گنہ گار بھی نہیں اس کی صورت کیا ہے؟

(۵)——— امام سے آیتِ سجدہ سننے کے باوجود سجدۂ تلاوت ادا کرنا واجب نہیں اس کی صورت کیا ہے؟

(۶)——— آیتِ سجدہ پڑھی پھر مجلس بدل کر اسی آیت کو دوبارہ پڑھی مگر ایک ہی سجدہ واجب ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۷)——— وہ کون شخص ہے کہ جس نے آیتِ سجدہ سنی مگر اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوا؟۔

جوابات سجدۂ تلاوت کی پہیلیاں

(۱) ــــ امام نے آیتِ سجدہ پڑھی تو اس صورت میں اگرچہ مقتدی نے آیتِ سجدہ نہ پڑھی اور نہ سنی مگر امام کے ساتھ اس پر بھی سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۲۴ میں ہے اذا تلا الامام اٰیۃ السجدۃ سجدھا وسجد الماموم معہ سواء سمعھا منہ ام لا۔

(۲) ــــ اس کی صورت یہ ہے کہ سجدہ کی آیتوں کو پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیتوں سے زیادہ نہ پڑھی اور رکوع کر کے سجدہ کیا تو اگرچہ سجدۂ تلاوت کی نیّت نہ ہو ادا ہو گیا۔ اب اس کے ذمہ سجدۂ تلاوت واجب نہیں رہا (بہارِ شریعت حصّہ چہارم صہ ۶۹)

اور فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۵۴ میں ہے "سجدۂ نماز جب فی الفور کیا جائے تو اس سے سجدۂ تلاوت خود بخود ادا ہو جاتا ہے اگرچہ نیت نہ ہو فی ردالمحتار (جلد اوّل صہ ۵۱۹) لو رکع وسجد للصلاۃ فوراً ناب سجود المقتدی عن سجود التلاوۃ بلانیۃ تبعا لسجود امامہ لما مر انفا انھا تؤدی بسجود التلاوۃ فورًا وان لم ینو۔ بلکہ ہمارے علماء بحالتِ کثرتِ جماعت یا اخفائے قراءت اسی طریقہ کو مطلقاً افضل ٹھہراتے ہیں کہ آیتِ سجدہ پڑھ کر فوراً نماز کے رکوع و سجود کر لے تاکہ تلاوت کے لیے جدا سجدہ کی حاجت نہ پڑے جس کے باعث جہال کو اکثر التباس ہو جاتا ہے مراقی الفلاح (مع طحطاوی صفحہ ۲۶۴) میں ہے ینبغی ذٰلک للامام

مع کثرۃ القوم او حال المخافتۃ حتی لا یؤدی الی التخلیط۔ اھ ملخصا۔

(۳) ــــ مقتدی نے آیتِ سجدہ تلاوت کی تو اس صورت میں اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں یہاں تک کہ امام اور ساتھ کے مقتدیوں نے سنا تو ان پر بھی واجب نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۲۴ میں ہے ان تلا الماموم لم یلزم الامام ولا المؤتم السجود لا فی الصلاۃ ولا بعد الفراغ منھا کذا فی السراج الوھاج اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۱۷ میں ہے لا تجب من المؤتم لو کان السامع فی صلاتہ ای صلاۃ المؤتم بخلاف الخارج۔

(۴) ــــ عورت نے نماز میں آیتِ سجدۂ تلاوت کی اور ابھی سجدۂ تلاوت نہیں کیا کہ حیض آ گیا تو اس صورت میں سجدۂ تلاوت واجب ہوا مگر ادا نہیں کیا اور گنہ گار بھی نہیں جیسا کہ شامی جلد اوّل صفحہ ۵۱۷ میں ہے اذا قرأت اٰیۃ السجدۃ ولم تسجد لھا حتی حاضت سقطت لان الحیض ینافی وجوبھا ابتداءً فکذا ابقاءً۔

(۵) ــــ جبکہ امام سے آیتِ سجدہ سنی پھر امام کے سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد اسی رکعت میں جماعت کے اندر شامل ہوا تو اس صورت میں امام سے آیتِ سجدہ سننے کے باوجود سجدۂ تلاوت کرنا واجب نہیں۔ لیکن اگر دوسری رکعت میں شامل ہو گا تو نماز سے فارغ ہو کر سجدۂ تلاوت کرے گا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۲۴ میں ہے سمع من امام فدخل فی صلاۃ الامام بعد ما سجدھا الامام لا یسجدھا وھذا اذا ادرکہ فی اٰخر تلک الرکعۃ اما لو ادرکہ فی الرکعۃ الاخرٰی یسجدھا بعد الفراغ کذا فی الکافی۔ اھ ملخصًا۔

(٦) —— آیتِ سجدہ تلاوت کی پھر نماز شروع کی جس سے مجلس بدل گئی اور نماز میں اسی آیتِ سجدہ کو دوبارہ پڑھی تو مجلس بدلنے کے باوجود اس صورت میں صرف ایک ہی سجدہ واجب ہوگا جیسا کہ شرحِ وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ١٩٢ میں ہے تلاھا ثم شرع فی الصلاۃ واعادھا کفتہ سجدۃ لان غیر الصلاتیۃ صارت تبعا للصلاتیۃ وان لم یتحد المجلس۔ اھ ملخصًا۔

(٧) —— حائضہ نے آیتِ سجدہ سنی تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ٣٦ میں ہے فی الصغریٰ الحائض اذا سمعت آیۃ السجدۃ لا سجدۃ علیھا کذا فی التتارخانیۃ۔

نمازِ مسافر کی پہیلیاں

(١) —— جس مقام پر اقامت کی نیت کرنا صحیح ہے مسافر نے وہاں اقامت کی نیت کی مگر اس پر چار رکعت پڑھنا واجب نہ ہوا بلکہ دو ہی رکعت پڑھنا واجب رہا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(٢) —— وہ کون سی صورت ہے کہ مسافر ایک شہر میں کئی مہینہ ٹھہرا مگر اس پر چار رکعت والی نماز کو دو ہی پڑھنا واجب رہا؟

(٣) —— وہ صورت کیا ہے کہ ایک مسلمان ساری دنیا میں گھوم آیا مگر اس پر نماز کا قصر کرنا واجب نہ ہوا؟

(٤) —— وہ کون سا حاجی ہے کہ مکہ شریف میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت سے حاضر ہوا اس کے باوجود نماز کا قصر کرنا واجب رہا؟

(٥) —— وہ کون لوگ ہیں کہ ایک جگہ انھوں نے پندرہ دن قیام کی نیت کی مگر اس کے باوجود وہ مسافر ہی رہے۔ چار رکعت والی فرض ان کو دو ہی پڑھنا پڑے گا؟

(٦) —— کس صورت میں شرعی مسافر کو چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے؟

(٧) —— وہ کون سی آبادی ہے کہ مسافر اس میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت سے نہیں داخل ہوا اس کے باوجود اس پر چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے؟

(٨) —— کس صورت میں مسافر مقیم کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا؟

(٩) —— مسافر نے مقیم کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی مگر چار رکعت پڑھنا اس پر لازم نہیں ہوا اس مسئلہ کی صورت کیا ہے؟

⑩ —— کس صورت میں مسافر کے پیچھے مقیم کی نماز نہیں ہوگی ؟

⑪ —— وہ کون سی چار رکعت والی نماز ہے جسے مسافر کو قصر کرنا منع ہے ؟

⑫ —— شرعی مسافر کو مقیم کی اقتدار کے بغیر حالتِ سفر میں چار رکعت والی فرض کو چار ہی پڑھنا ضروری ہے ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

⑬ —— ایک مسافر ایسے پانچ شہر میں داخل ہوا کہ جن کے درمیان سو سو کلومیٹر کا فاصلہ ہے مگر مسافر نے کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی اس کے باوجود وہ ہر شہر میں مقیم رہا اس کی صورت کیا ہے ؟

⑭ —— مسافر ایک ایسے شہر میں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت سے داخل ہوا کہ جہاں اس کا وطن اصلی نہیں ہے پھر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کے بغیر وہ مقیم ہوگیا اس کی صورت کیا ہے ؟

⑮ —— مسافر اپنے شہر میں داخل ہوا مگر اس پر چار رکعت پڑھنا واجب نہ ہوا بلکہ دو ہی رکعت فرض پڑھنا واجب رہا ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

جوابات نمازِ مسافر کی پہیلیاں

① —— مسافر نے مسافر کی اقتدار کی پھر اسے حدث لاحق ہوا تو وہ وضو بنانے کے لیے گیا کسی سے کلام نہیں کیا اور اقامت کی نیت کر لی ۔ پھر جب واپس ہوا تو امام نماز سے فارغ ہو چکا تھا ۔ تو اس صورت میں اقامت کی نیت کے باوجود بنا کرنے میں مسافر پر چار رکعت پڑھنا واجب نہ ہوا بلکہ دو ہی رکعت پڑھنا واجب رہا جیسا کہ نور الانوار صفحہ ۳۶ میں ہے مسافر اقتدی بمسافر ثم احدث فذھب الی مصرہ للتوضی او نوی الاقامۃ فی موضعھا ثم جاء حتی فرغ الامام ولم یتکلم وشرع فی اتمام الصلاۃ فلا یتم اربعا بل یصلی رکعتین ۔

② —— اس کی صورت یہ ہے کہ مسافر کسی کام کے لیے تیرہ چودہ روز کی نیت سے کسی شہر میں ٹھہرا ۔ مگر اتنے روز میں کام نہ ہوا ۔ تو پھر بارہ تیرہ روز کی نیت سے ٹھہرا اور پھر اتنے روز میں کام نہ ہوا ۔ تو پھر تیرہ چودہ روز کی نیت سے ٹھہرا ۔ اس طرح کئی مہینہ بلکہ کئی برسیں گذر جائیں جب بھی اس پر چار رکعت والی فرض نماز کو دو ہی پڑھنا واجب رہے گا ۔ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۳۱ میں ہے لو بقی فی المصر سنین علی عزم انہ اذا قضی حاجتہ یخرج ولم ینو الاقامۃ خمسۃ عشر یوما قصر کذا فی التھذیب ۔

③ —— وہ مسلمان گھر سے یہ ارادہ کر کے نکلا کہ ۹۲ کلومیٹر سے کم کی راہ مثلاً ۷۵ کلومیٹر پر پہونچ کر کچھ کام کرنا ہے پھر وہاں سے ۸۰ کلومیٹر کی دوری

پر جانا ہے پھر وہاں سے ۸۵ کلومیٹر پر جاکے کچھ کرنا ہے اسی طرح وہ ساری دنیا گھوم آیا مگر اس پر قصر کرنا واجب نہ ہوا۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "اگر دو سو میل کے ارادہ پر چلا مگر ٹکڑے کرکے یعنی بیس۲۰ میل جاکر یہ کام کروں گا وہاں سے تیس۳۰ میل جاؤں گا وہاں سے پچیس میل وعلیٰ ہذا القیاس مجموعہ دو سو میل تو وہ مسافر نہ ہوا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۶۷)

(۴) —— وہ ایسا حاجی ہے جو مکہ شریف میں اس وقت حاضر ہوا کہ یوم الترویہ یعنی ۸ ذی الحجہ پندرہ دن سے کم رہ گیا تو وہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت سے حاضر ہونے کے باوجود مقیم نہ ہوا بلکہ مسافر ہی رہا جیسا کہ بدائع الصنائع جلد اول ص۹۸ میں ہے ذکر فی کتاب المناسك ان الحاج اذا دخل مكة فی ايام العشر ونوی الاقامة خمسة عشر يومًا او دخل قبل ايام العشر لكن بقی الی يوم التروية اقل من خمسة عشر يومًا ونوی الاقامة لا يصح لانه لا بد له من الخروج الی عرفات فلا تتحقق نية اقامة خمسة عشر يومًا فلا يصح۔

(۵) —— اسلامی لشکر کسی جنگل میں پڑاؤ ڈال کر باغیوں کا محاصرہ کرے تو پندرہ دن قیام کی نیت کے باوجود چار رکعت والی فرض اس کو دو ہی پڑھنا پڑے گا۔ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۲۹ میں ہے یصلی رکعتین عسکر حاصر اهل البغی فی دارنا فی غير مصر مع نية الاقامة مدتها۔ اھ ملخصًا۔

(۶) —— مسافر جبکہ مقیم کی اقتدا کرے تو اس کو چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۳۳ میں ہے ان اقتدی مسافر بمقيم اتم اربعا كذا فی التبيين۔

(۷) —— مسافر نے اپنے وطنِ اصلی میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی اس کے باوجود اس پر چار رکعت فرض پڑھنا ضروری ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اول ص۱۳۲ میں ہے اذا دخل المسافر مصره اتم الصلاة وان لم ينو الاقامة فيه كذا فی الجوهرة النيرة۔

(۸) —— چار رکعت والی قضا نماز مسافر مقیم کے پیچھے نہیں پڑھ سکتا جیسا کہ درمختار میں ہے اما اقتداء المسافر بالمقيم فيصح فی الوقت ويتم ولا بعده۔ اور شامی جلد اول صفحہ ۵۳۱ میں ہے قوله لا بعده ای لا يصح اقتداءه بعد خروج الوقت لعدم تغيره لانقضاء السبب وهذا اذا كانت فائتة فی حق الامام والماموم۔

(۹) —— مسافر نے مسافر کی اقتداء کی تو امام کو حدث لاحق ہوگیا اس نے مقیم کو خلیفہ بنادیا تو اس صورت میں مسافر نے مقیم کے پیچھے ظہر کی نماز پڑھی مگر چار رکعت پڑھنا اس پر لازم نہیں ہوا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۹۱ میں ہے مسافر اقتدی بمسافر فاحدث الامام فاستخلف مقيما لم يلزم المسافر الاتمام كذا فی محيط السرخسی۔

(۱۰) —— جبکہ مسافر نے چار رکعت پڑھادی تو اس صورت میں مقیم کی نماز اس کے پیچھے نہیں ہوگی اگرچہ اس نے قعدۂ اولیٰ کیا ہو اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "مسافر اگر بے نیتِ اقامت چار رکعت پوری پڑھے گا گنہگار ہوگا اور مقیمین کی نماز اس کے پیچھے باطل ہوجائے گی اگر دو رکعت اولیٰ کے بعد اس کی اقتدار باقی رکھیں گے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۶۹)

(۱۱) —— وہ چار رکعت نماز سنت ہے جسے مسافر کو قصر کرنا منع ہے موقع ہو تو

پوری چار رکعت پڑھے ورنہ سب معاف ہے۔ حضرت صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ "سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائے گی البتہ خوف اور رواروی کی حالت میں معاف ہیں (بہار شریعت حصۂ چہارم صفحہ ۸۰) اور فتاوی عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۳۰ میں ہے بعضھم جوز وللمسافر ترک السنن والمختار انہ لا یاتی بھا فی حال الخوف و یاتی بھا فی حال القرار والامن ھکذا فی الوجیز للکردری۔

(۱۲) —— مقیم ہونے کی حالت میں چار رکعت والی فرض نماز قضا ہو گئی تو حالت سفر میں بھی اس فرض کو چار رکعت ہی پڑھنا ضروری ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۱۳ میں ہے یقضی مسافر فی السفر ما فاتہ فی الحضر من الفرض الرباعی اربعاً اھ۔

(۱۳) —— ان شہروں میں سے ایک شہر میں تو اس کا ایسا وطن ہے کہ جہاں سے وہ ہجرت کا ارادہ نہیں رکھتا اور باقی چار شہروں میں اس کی چار بیویاں مستقل طور پر رہتی ہیں تو اس صورت میں ان پانچ شہروں میں داخل ہوا اور کسی جگہ اس نے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں کی مگر اس کے باوجود وہ ہر شہر میں مقیم ہی رہا ہے درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۳۲ میں ہے الوطن الاصلی ھو موطن ولادتہ او تاھلہ او توطنہ —— اور بہار شریعت حصۂ چہارم صفحہ ۸۳ میں ہے "دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہوں تو دونوں جگہ پہونچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔ اور علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ غنیہ ص ۵۰۵ پھر علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۵۳۲ میں تحریر فرماتے ہیں لو کان لہ اھل ببلدتین فایتھما دخلھا صار مقیماً۔

(۱۴) —— اس شہر میں مسافر نے ایسی عورت سے شادی کر لی جس کی سکونت وہاں

مستقل ہے تو اس صورت میں پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کئے بغیر وہ مقیم ہو گیا جیسا کہ حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "مسافر نے کہیں شادی کر لی اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مقیم ہو گیا" (بہار شریعت جلد ۴ صفحہ ۸۳) اور غنیہ صفحہ ۵۰۵ ورد المحتار جلد ۱ صفحہ ۵۳۲ میں ہے لو تزوج المسافر ببلد ولم ینو الاقامۃ بہ فقیل لا یصیر مقیما وقیل یصیر مقیما وھو الاوجہ۔

(۱۵) —— مسافر نے مسافر کی اقتدار کی پھر اسے حدث ہوا تو وہ اپنے شہر میں وضو بنانے کے لیے گیا۔ کسی سے کلام نہیں کیا اور جب واپس ہوا تو امام نماز سے فارغ ہو چکا تھا تو اس صورت میں اپنے شہر میں داخل ہونے کے باوجود بنا کرنے میں مسافر پر اس نماز کا چار رکعت پوری کرنا واجب نہ ہوا بلکہ دو ہی رکعت پڑھنا واجب رہا جیسا کہ رئیس الفقہا حضرت ملاجیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں مسافر اقتدی بمسافر ثم احدث فذھب الی مصرہ للتوضی ثم جاء حتی فرغ الامام ولم یتکلم وشرع فی اتمام الصلاۃ فلا یتم اربعا بل یصلی رکعتین (نور الانوار ص ۳۶)

جمعہ کی پہیلیاں

① ——— کن شہروں میں جمعہ وعیدین کی نماز جائز نہیں ؟

② ——— دار الاسلام کے شہر کی وہ کون سی مسجد ہے جس میں جمعہ جائز نہیں ؟

③ ——— کس صورت میں جمعہ کی نماز تنہا پڑھ کر پوری کرنے سے جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے ؟

④ ——— جبکہ جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو تو اس حالت میں کونسی نماز پڑھنے کا حکم ہے ؟

جوابات جمعہ کی پہیلیاں

① ——— روس ، فرانس ، جرمن ، پرتگال وغیرہ کے شہروں میں جمعہ اور عیدین کی نماز جائز نہیں ۔ جیسا کہ اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تحریر فرماتے ہیں " جہاں سلطنت اسلامی کبھی نہ تھی نہ اب ہے وہ اسلامی شہر نہیں ہو سکتے نہ وہاں جمعہ وعیدین جائز ہوں اگرچہ وہاں کے کافر سلاطین شعائر اسلام کو نہ روکتے ہوں۔ اگرچہ وہاں مساجد بکثرت ہوں اذان واقامت جماعت علی الاعلان ہوتی ہو اگرچہ عوام اپنے جہل کے باعث جمعہ وعیدین بلامزاحمت ادا کرتے ہوں جیسے کہ روس ، فرانس جرمن ، پرتگال وغیرہا اکثر بلکہ شاید کل سلطنت ہائے یورپ کا یہی حال ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۷۱۶)

② ——— دار الاسلام کے شہر کے قلعہ کی مسجد میں جمعہ کی نماز جائز نہیں جبکہ قلعہ میں فوج وغیرہ ہونے کے سبب ہر مسلمان کو اس کی مسجد میں آنے کا اذن عام نہ ہو اور یہی حکم ہر کارخانے اور ہر پولیس لائن کی مسجد کا ہے ۔ اگر اس میں ہر مسلمان کو بلاروک ٹوک آنے کی اجازت نہ ہو تو اس میں جمعہ جائز نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۳۹ میں ہے ان جماعۃ لو اجتمعوا فی الجامع واغلقوا ابواب المسجد علی انفسھم وجمعوا لم یجز۔

③ ——— جبکہ پہلی رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد مقتدی لوگ چلے گئے ہوں تو اس صورت میں جمعہ کی نماز تنہا پڑھ کر پوری کرنے سے جمعہ کی نماز ہو جاتی ہے

جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ میں ہے ان نفر وا لعد ما قید الرکعۃ بالسجدۃ صلی الجمعۃ عند علمائنا الثلاثۃ کذا فی المضمرات۔

(۴) —— جبکہ جمعہ کا خطبہ ہو رہا ہو تو اس حالت میں صاحبِ ترتیب کو قضا نماز پڑھنے کا حکم ہے اور جو نماز کہ خطبہ کے پہلے شروع کر چکا ہے اسے جلد پوری کر لینے کا حکم ہے ردّ المحتار جلد اوّل صفحہ ۴۸۷ میں ہے لو تذکر انہ لم یصل الفجر یصلیھا ولو کان الامام یخطب۔ اور درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۵۰ میں ہے لو خرج وھو فی السنۃ او بعد قیامہ لثالثۃ النفل یتم فی الاصح۔

متفرقاتِ نماز کی پہیلیاں

(۱) —— کون سی نماز کس نبی نے سب سے پہلے پڑھی؟

(۲) —— وضو ٹوٹنے کے سبب فرض نماز باطل ہونے سے بچ جائے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۳) —— ایک رکعت نماز مسجد میں پڑھی اور ایک رکعت نماز اپنے گھر جا کر پڑھی مگر نماز ہو گئی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۴) —— سُنّت نماز پڑھنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۵) —— قعدۂ اخیرہ کے علاوہ نماز میں کب درود شریف پڑھنا مستحب ہے؟

(۶) —— قعدۂ اخیرہ کے علاوہ نماز میں کب درود شریف پڑھنا سُنّت ہے؟

(۷) —— کس صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا واجب ہے؟

(۸) —— کس صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا مستحب ہے؟

(۹) —— کس صورت میں ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے؟

(۱۰) —— ظہر اور مغرب کی فرض نماز پڑھنے کے بعد کب نفل و سُنّت پڑھنا مکروہ ہے؟

(۱۱) —— کس صورت میں ظہر کی دو رکعت سنت کو ظہر کی چار رکعت سُنّت سے پہلے پڑھنا افضل ہے؟

(۱۲) —— وہ کون سی نماز ہے کہ اسے لوگوں پر ظاہر کرنا گناہ ہے؟

(۱۳) —— عشاء کی نماز پڑھ کر سویا پھر بیدار ہونے پر اسی نماز کا دوبارہ پڑھنا فرض ہے اس کی صورت کیا ہے؟

۱۴ —— کس حالت میں تراویح جماعت سے پڑھنے کی اجازت نہیں ؟

۱۵ —— ایک شخص پر نماز فرض ہوئی مگر اس نے نہیں پڑھی اور گنہ گار بھی نہیں اس کی صورت کیا ہے ؟

۱۶ —— کس نماز میں پچھلی صف افضل ہے ؟

۱۷ —— وہ کون سا مسلمان ہے کہ اس کو عشاء کی فرض نماز چار رکعت پڑھنا گناہ ہے ؟

۱۸ —— وہ کون سا نمازی ہے کہ جس سے چار رکعت فرض کا قعدۂ اخیرہ چھوٹ گیا اور پانچویں کا سجدہ کرلیا مگر اس کا فرض باطل ہو کر نفل نہیں ہوا ؟

۱۹ —— ایک نماز قضا ہوئی جس کے سبب پانچ نمازوں کے پڑھنے کا حکم ہے اس کی صورت کیا ہے ؟

۲۰ —— عشاء اور وتر کی نماز نہیں پڑھی تو کس صورت میں فجر کی نماز سے پہلے صرف وتر کی قضا پڑھنے کا حکم ہے ؟

۲۱ —— وہ کون سی نفل نماز ہے کہ توڑ دینے سے اس کی قضا واجب نہیں ؟

۲۲ —— نماز پڑھنے والے کو کس حالت میں نماز کا توڑ دینا ضروری ہے کہ اگر نہ توڑے تو گنہ گار ہو گا ؟

۲۳ —— کس صورت میں فرض نماز کو توڑ دینے کا حکم ہے ؟

۲۴ —— دو آدمیوں کو ایک نمازی کے سامنے سے گذرنا ہے اور سترہ کے لیے کوئی چیز نہیں تو گذرنے کی صورت کیا ہے ؟

۲۵ —— کس حالت میں نمازی کے سامنے سے گذرنا جائز ہے ؟

۲۶ —— وہ کون سے نمازی ہیں کہ ان کے سامنے سے گذرنا جائز ہے ؟

۲۷ —— وہ کونسی نماز ہے کہ جس کا پڑھنا فرض عین ہے لیکن اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا پڑھنا حرام ہے ؟

۲۸ —— وہ کون سی نماز ہے جو کسی عذر کے سبب فوت ہو گئی مگر اس کی قضا صرف دوسرے روز پڑھی جائے گی۔ اس کے بعد نہیں پڑھی جائے گی۔

۲۹ —— وہ کون سی نماز ہے کہ اگر وہ چھوٹ جائے تو دوسرے روز اس کی قضا پڑھی جائے گی۔ اور دوسرے روز بھی نہ پڑھے تو تیسرے روز پڑھی جائے گی۔ اور تیسرے روز کے بعد پھر اس کی قضا کبھی نہیں پڑھی جائیگی۔

۳۰ —— عید کی نماز پڑھنے کے لیے لوگ جمع ہوئے تو سورج گرہن لگ گیا اور جنازہ بھی آگیا۔ تو ان تینوں میں سے کون سی نماز پہلے پڑھی جائے گی ؟

۳۱ —— وتر اور تراویح کے وقت اگر چاند گرہن لگ جائے تو کون سی نماز پہلے پڑھنی چاہیئے ؟

۳۲ —— اپنے ماں باپ کی نماز اور روزے کا فدیہ دینا چاہتا ہے لیکن مالدار نہیں ہے تو اس کے لیے کون سی ترکیب اختیار کی جائے ؟

۳۳ —— حیض و نفاس کے علاوہ نماز کے معاف ہونے کی صورت کیا ہے ؟

جواباتِ متفرقا نماز کی پہیلیاں

(۱) —— سب سے پہلے فجر کی نماز حضرت آدم علیہ السلام، ظہر کی نماز حضرت داؤد علیہ السلام، عصر کی نماز حضرت سلیمان علیہ السلام، مغرب کی نماز حضرت یعقوب علیہ السلام اور عشاء کی نماز حضرت یونس علیہ السلام نے ادا کی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم مطبوعہ لائل پور صفحہ ۱۷۵)

نوٹ:- اس کے بارے میں چار قول ہیں لیکن اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک اس قول کو سب پر ترجیح ہے۔

(۲) —— بھول سے فرض نماز کا قعدۂ اخیرہ چھوڑ کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ جب سجدہ میں گیا تو اس کا وضو ٹوٹ گیا۔ اس صورت میں اگر چاہے تو وضو کرے پھر قعدہ کے بعد سجدۂ سہو کر کے فرض نماز پوری کرے۔ اس طرح وضو ٹوٹنے کے سبب فرض نماز باطل ہونے سے بچ جائے گی۔ اس لیے کہ اگر سجدہ میں وضو نہ ٹوٹتا تو سر اٹھاتے ہی فرض نماز باطل ہو کر نفل ہو جاتی۔

ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۹ میں ہے اذا سبقہ الحدث فی السجود بنی عند محمد خلافا لابی یوسف ۔ اسی کے تحت فتح القدیر جلد اوّل صفحہ ۴۴۴ میں ہے قولہ فی السجود ای سجود الخامسۃ بنی ای علی الفرض ای لسبب ذلک الحدث أمکنہ اصلاح فرضہ بان یتوضأ و یاتی فیقعد یتشہد ویسلم ویسجد لسہو لان الرفع حصل مع الحدث فلا یکون مکملا للسجدۃ لیفسد الفرض بہ ۔ اور غنایہ میں ہے قال فخر الاسلام

المختار للفتویٰ قول محمد۔

(۳) —— کسی نے تنہا ایک رکعت نماز مسجد میں پڑھی پھر وضو ٹوٹ گیا اور قریب میں کہیں پانی نہ تھا تو اپنے گھر جا کر وضو بنایا پھر ایک رکعت وہاں پڑھی اور اس درمیان میں کسی سے کلام نہ کیا تو اس طرح ایک رکعت نماز مسجد میں اور ایک رکعت نماز اپنے گھر پڑھی مگر نماز ہو گئی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے من قاء او رعف فی صلاتہ فلینصرف ولیتوضا ولیبن علیٰ صلاتہ مالم یتکلم (شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۵۹)

(۴) —— جبکہ جانتا ہو کہ سُنّت پڑھنے سے فرض نماز قضا ہو جائے گی تو اس صورت میں سُنّت پڑھنا جائز نہیں۔ شرح وقایہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۱ میں ہے اذا ضاق الوقت یترک السنۃ ویؤدی الفرض حذرًا عن التفویت

(۵) —— قعدۂ اخیرہ کے علاوہ نماز میں دعائے قنوت کے بعد درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔ (ردّ المحتار جلد ۱ صفحہ ۳۴۸)

(۶) —— قعدۂ اخیرہ کے علاوہ نماز جنازہ میں بھی دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھنا سُنّت ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری وغیرہ)

(۷) —— مرد کو حالت احرام میں ننگے سر نماز پڑھنا واجب ہے۔ (کتب عامّہ)

(۸) —— خشوع وخضوع کی نیّت سے ننگے سر نماز پڑھنا مستحب ہے۔ (بہار شریعت حصّہ سوم صفحہ ۱۶۷)

(۹) —— جبکہ نماز کی تحقیر مقصود ہو مثلاً نماز کوئی ایسی مہتم بالشان چیز نہیں کہ جس کے لیے ٹوپی پہنی جائے تو اس نیّت سے ننگے سر نماز پڑھنا کفر ہے۔ (درمختار ردّ المحتار جلد اوّل صفحہ ۴۲۱، بہار شریعت حصّہ سوم صفحہ ۱۶۷)

(۱۰) —— عرفات میں جبکہ ظہر و عصر اور مزدلفہ میں مغرب وعشاء کی نماز ملا کر

پڑھتے ہیں اس صورت میں ظہر اور مغرب کی فرض نماز پڑھنے کے بعد نفل و سنت پڑھنا مکروہ ہے (بہار شریعت حصۂ سوم صفحہ ۲۳، بحر الرائق جلد ا صفحہ ۲۵۳)

(۱۱) —— جبکہ ظہر کی چار رکعت سنت کو فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا ہو تو اس صورت میں ظہر کی دو رکعت سنت کو ظہر کی چار رکعت سنت سے پہلے پڑھنا افضل ہے لان سنة الظهر القبلية فاتت عن وقتها فلاحاجة فی قضائها الی ان یغیر وقت السنة البعدیة ویشهد له ماروی الترمذی عن عائشة رضی الله تعالٰی عنها انه صلی الله تعالٰی علیه وسلم اذا فاتته الاربع قبل الظهر قضاها بعد الرکعتین هکذا فی عمدة الرعایة حاشیة شرح الوقایة ج ۱ ص ۱۸۰

(۱۲) —— قضا نماز کا لوگوں پر ظاہر کرنا گناہ ہے اس لیے کہ نماز کا ترک کرنا گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا بھی گناہ ہے جیسا کہ رد المحتار جلد اول صفحہ ۴۹۵ میں ہے اظهار المعصية معصية.

(۱۳) —— نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سویا اور اسے رات میں احتلام ہوا تو بیدار ہونے پر اسے عشاء کی نماز دوبارہ پڑھنا فرض ہے اور اگر لڑکی احتلام سے بالغ ہوئی تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۱۳ میں ہے صبی صلی العشاء ثم نام واحتلم وانتبه قبل طلوع الفجر یقضی العشاء۔

(۱۴) —— اگر سب لوگ عشاء کی جماعت ترک کر دیں تو اس حالت میں تراویح جماعت سے پڑھنے کی اجازت نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۰۹ میں ہے لو ترکوا الجماعة لیس لهم ان یصلوا التراویح بجماعة۔ اور درمختار میں ہے لو ترکوا الجماعة فی الفرض لم یصلوا التراویح جماعة اسی کے تحت رد المحتار جلد اول ص ۴۷۵ میں ہے لان جماعتها تبع لجماعة الفرض فانها لم تقم الا بجماعة

الفرض فلو اقیمت بجماعة وحدها کانت مخالفة للوارد فیها فلم تکن مشروعة۔

(۱۵) —— عورت پر ابتداء وقت میں نماز فرض ہوئی مگر اس نے نہیں پڑھی یہاں تک کہ آخر وقت میں وہ نفاس یا حیض میں مبتلا ہو گئی تو اس صورت میں وہ گنہ گار نہیں جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۳۶ میں ہے اذا حاضت فی الوقت او نفست سقط فرضه بقی من الوقت ما یمکن ان تصلی فیه او لا هکذا فی الذخیرة۔

(۱۶) —— نماز جنازہ میں پچھلی صف افضل ہے اعلٰی حضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالٰی عنہ تحریر فرماتے ہیں "صلاۃ مطلقہ میں سب سے افضل صف اول ہے اور نماز جنازہ میں سب سے افضل صف آخر"

(فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۸۰)

(۱۷) —— وہ مسلمان شرعی مسافر ہے کہ جو ۹۲ کلومیٹر کی راہ تک جانے کے ارادے سے اپنی بستی سے باہر ہوا اس کو عشاء کی فرض نماز صرف دو رکعت پڑھنا واجب ہے چار رکعت پڑھنا گناہ ہے بشرطیکہ مقیم کی اقتداء نہ کی ہو —— اسی طرح ظہر اور عصر کی فرض نماز کو بھی اس پر دو ہی رکعت پڑھنا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوا بلکہ پوری نماز نفل ہو گئی —— اور اگر دو رکعت پر قعدہ کر لیا تو فرض ادا ہو گئے اس صورت میں بھی صرف پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں۔ درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۲۷ میں ہے صلی الفرض الرباعی رکعتین وجوبا لقول ابن عباس ان الله فرض علی لسان نبیکم صلاة المقیم اربعا والمسافر رکعتین —— اور فتاوی عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۳۰ میں ہے فرض المسافر رباعیة رکعتان کذا فی الهدایة۔ والقصر واجب عندنا

كذا فى الخلاصة ۔ فان صلى اربعا و قعد فى الثانية قدر التشهد اجزأته والاخريان نافلة و يصير مسيئا لتاخير السلام وان لم يقعد فى الثانية قدرها بطلت كذا فى الهداية ۔

(۱۸) —— امام جس سے چار رکعت فرض کا قعدۂ اخیرہ چھوٹ گیا تھا وہ پانچویں کا رکوع کرنے کے بعد قعدہ کی طرف واپس ہوگیا مگر مقتدی کو معلوم نہ ہوا اور اس نے سجدہ کرلیا تو اس طرح پانچویں رکعت کا سجدہ کرلینے کے باوجود فرض باطل ہوکر نفل نہیں ہوا۔ جیسا کہ بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۱۰۳ میں ہے لو صلى امام ولم يقعد فى الرابعة من الظهر وقام الى الخامسة فركع وتابعه القوم ثم عاد الامام الى القعدة ولم يعلم القوم حتى سجد واسجدة لا تفسد صلاتهم.

(۱۹) —— جبکہ ایک نماز قضا ہوگئی اور یہ نہیں یاد ہے کہ کون سی نماز قضا ہوئی تو اس صورت میں اس روز کی پانچوں نماز کے پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۱۶ میں ہے رجل نسى صلاة ولا يدرى اية صلاة هى ولم يقع تحريه على شيئ يعيد صلاة يوم و ليلة عندنا كذا فى الظهيرية

(۲۰) —— جس نے عشاء اور وتر کی نماز نہیں پڑھی اگر وہ صاحب ترتیب ہے اور فجر کی نماز کا وقت صرف اتنا باقی ہے کہ جس میں وہ صرف پانچ رکعت نماز پڑھ سکتا ہے تو اس صورت میں فجر کی نماز سے پہلے صرف وتر کی قضا پڑھنے کا حکم ہے جیسا کہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۱۸۳ میں ہے اذا فات العشاء والوتر ولم يبق من وقت الفجر الا ان يسع فيه خمس ركعات يقضى الوتر ويؤدى الفجر عند ابى حنيفة رضى الله تعالى عنه ۔

(۲۱) —— جو نفل نماز کہ قصداً شروع نہ کی اس کے توڑنے سے قضا واجب نہیں مثلاً یہ خیال کیا کہ فرض پڑھنا باقی ہے اور فرض کی نیت سے نماز شروع

کی پھر یاد آیا کہ فرض پہلے پڑھ چکا ہے تو اب یہ نماز نفل ہے یاد آتے ہی فوراً توڑ دینے سے اس کی قضا واجب نہیں جیسا کہ ردّ المحتار جلد اوّل صفحہ ۴۶۴ میں ہے اذا ظن انه لم يصل فرضا فشرع فيه فتذكر انه قد صلاه صار ما شرع فيه نفلا لا يجب اتمامه حتى لو نقضه لا يجب القضاء ۔

(۲۲) —— جب کوئی مصیبت زدہ فریاد کررہا ہو۔ اسی نمازی کو پکار رہا ہو یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو یا آگ سے جل جائے گا یا اندھا راہگیر کوئیں میں گرا چاہتا ہو اور یہ شخص بچانے پر قادر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز کا توڑ دینا واجب ہے اگر نہیں توڑے گا تو گنہ گار ہوگا (بہار شریعت حصۂ سوم صفحہ ۱۷۲) اور ردّ المحتار جلد اوّل صفحہ ۴۷۸ میں ہے۔ ان المصلى متى سمع احدا يستغيث وان لم يقصده بالنداء او كان اجنبيا وان لم يعلم ما حل به او علم وكان له قدرة على اغاثته وتخليصه وجب عليه اغاثته وقطع الصلاة فرضا كانت او غيره ۔

(۲۳) —— کسی نے فرض نماز کو تنہا پڑھنا شروع کیا اس کے بعد اسی فرض کی جماعت قائم ہوگئی تو اگر اس نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے یا پہلی رکعت کا سجدہ کرچکا ہے اور نماز دو یا تین رکعت والی ہے تو ان دونوں صورتوں میں حکم ہے کہ حالتِ قیام ہی میں ایک طرف سلام پھیر کر فرض نماز کو توڑ دے اور جماعت میں شریک ہوجائے ۔ اور اگر چار رکعت والی فرض نماز ہے اور پہلی رکعت کا سجدہ کرچکا ہے تو ایک رکعت اور ملا کر جماعت میں شریک ہو جیسا کہ شرح وقایہ مجیدی جلد اوّل صفحہ ۱۷۶ میں ہے من شرع فى فرض منفردا فاقيمت لهذا الفرض فان لم يسجد للركعة الاولى قطع واقتدى وان سجد فان كان فى غير الرباعى فكذا ۔ وان كان فى الرباعى يضم ركعة اخرى حتى

يصير ركعتان نافلة ثم يقطع و يقتدى. اھ ملخصاً۔

اور تنویر الابصار میں ہے شرع فيها اداءً منفرداً ثم اقيمت يقطعها قائما بتسليمة واحدة ويقتدى بالامام ان لم يقيد ركعة الاولىٰ بسجدة او قيدها في غير رباعية او فيها وضم اليها اخرىٰ۔

(۲۴) ——— دو آدمیوں کو نمازی کے سامنے سے گذرنے کی صورت یہ ہے کہ ایک ان میں سے نمازی کے سامنے پیٹھ کر کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گذر جائے پھر وہ دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور یہ گذر جائے۔ پھر وہ دوسرا جدھر سے اس وقت آیا اسی طرف ہٹ جائے (بہارِ شریعت حصّہ سوم صفحہ ۱۵۷) اور فتاوی عالمگیری مصری جلد اوّل صفحہ ۹۸ ورد المحتار جلد اوّل صفحہ ۴۲۸ میں ہے لو مر اثنان يقوم احدهما امامه ويمر الآخر ويفعل الآخر هكذا ويمران كذا في القنية۔

(۲۵) ——— کعبہ شریف کا طواف کرنے کی حالت میں نمازی کے سامنے سے گذرنا جائز ہے لان الطواف صلاة فصار كمن بين يديه صفوف من المصلين هكذا في رد المحتار جلد اوّل صفحہ ۴۲۷۔

(۲۶) ——— جبکہ امام کے لیے سترہ ہو تو مقتدیوں کے سامنے سے گذرنا جائز ہے اور مسجدوں میں بھی مقتدیوں کے آگے سے گذرنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ امام کے آگے سے نہ ہو۔ بہارِ شریعت حصّہ سوم صفحہ ۱۵۶ اور ردّ المحتار جلد اوّل ۴۲۹ میں ہے لو مر مار في قبلة الصف في المسجد الصغير لم يكره اذا كان للامام سترة۔

(۲۷) ——— وہ نمازِ جمعہ ہے کہ جس کا پڑھنا فرضِ عین ہے لیکن اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا پڑھنا حرام ہے اس لیے کہ اس پر ظہر پڑھنا فرض ہے

الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۵ میں ہے اى فريضة يجب اداءها ويحرم قضاءها. فقل الجمعة وانما يقضى الظهر۔

(۲۸) ——— وہ نمازِ عیدُ الفطر ہے کہ جو کسی عذر کے سبب فوت ہو جائے تو صرف دوسرے روز اس کی قضا پڑھی جائے گی اس کے بعد نہیں پڑھی جائے گی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۶۱ میں ہے وتؤخر بعذر كمطر الى الزوال من الغد فقط فوقتها من الثانى كالاول وتكون قضاء لا اداء۔

(۲۹) ——— وہ عیدِ اضحیٰ (بقرعید) کی نماز ہے کہ اگر وہ دسویں ذی الحجہ کو عذر یا بغیر عذر کے نہ پڑھی جائے تو دوسرے روز اس کی قضا پڑھی جائے گی۔ اور دوسرے روز بھی نہ پڑھی جائے تو تیسرے روز پڑھی جائے گی۔ پھر اس کے بعد کبھی اس کی قضا نہیں پڑھی جائے گی درمختار مع ردّ المحتار جلد اوّل صفحہ ۵۶۲ میں ہے يجوز تاخيرها الى اخر ثالث ايام النحر بلا عذر مع الكراهة وبه اى بالعذر بدونها۔ اور شامی میں ہے قوله يجوز تاخيرها الخ وتكون فيما بعد اليوم الاوّل قضاء كما في اضحية البدائع والزيلعى۔

(۳۰) ——— پہلے نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔ اسی طرح جمعہ یا کسی فرض نماز کے وقت جنازہ آجائے تو پہلے اسی کی نماز پڑھی جائے گی بشرطیکہ فرض کے قضا ہونے کا اندیشہ نہ ہو جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۶۱ میں ہے لو اجتمع عيد وكسوف وجنازة ينبغى تقديم الجنازة وكذا لو اجتمعت مع جمعة وفرض ولم يخف خروج وقته۔

(۳۱) ——— چاند گرہن کی نماز پہلے پڑھنی چاہیے۔ بشرطیکہ وتر اور تراویح کے فوت ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

تحریر فرماتے ہیں ینبغی تقدیم الخسوف علی الوتر والتراویح ۔
(الاشباہ والنظائر صا ٣٦١)

(٣٢) —— فدیہ میں جتنا مال دینے کی استطاعت رکھتا ہے اُتنا مال مسکین کو فدیہ کی نیت سے دے۔ مسکین قبضہ کرنے کے بعد اپنی طرف سے اسے ہبہ کردے اور یہ قبضہ بھی کرلے۔ پھر مسکین کو دے۔ مسکین پھر لے کر ہبہ کردے یوہیں لوٹ پھیر کرتے رہیں اور ہر بار دونوں قبضہ کرتے جائیں یہاں تک کہ پورا ہو جائے۔ تو اس ترکیب سے فدیہ ادا ہو جائے گا الاشباہ والنظائر صفحہ ٤٠٨ میں ہے ١٠١ د الفدیۃ عن صوم ابیہ او صلاتہ وھو فقیر یعطی منوین من الحنطۃ فقیرا ثم یستوھبہ ثم یعطیہ وھکذا الی ان یتم ۔

(٣٣) —— جنون یا بے ہوشی اگر پورے چھ وقت کی نماز کو گھیر لے تو اس صورت میں بھی نمازیں معاف ہیں۔ اور اگر چھ وقت سے کم ہو تو معاف نہیں ان کی قضا واجب ہے (بہار شریعت حصۂ چہارم صفحہ ٦٢) اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ٥١٢ میں ہے من جن او اغمی علیہ ولو بفزع من سبع او آدمی یوما و لیلۃ قضی الخمس وان زادت وقت صلاۃ سادسۃ لا ۔

جنازہ کی پہیلیاں

(١) —— وہ کون سا مُردہ ہے کہ نہ اسے مرد نہلا سکتا ہے اور نہ عورت ؟
(٢) —— کہاں پر نمازِ جنازہ جائز نہیں ؟
(٣) —— کن لوگوں کی نمازِ جنازہ نہیں ہے ؟
(٤) —— ایک بچّہ کے صرف ہاتھ اور پیر پائے گئے جس کو کسی جانور نے کھالیا مگر یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ وہ لڑکا تھا یا لڑکی تو جنازہ کی نماز میں کونسی دُعا پڑھی جائے ؟
(٥) —— کچھ مسلمان کافروں کے ساتھ اِس طرح جل گئے کہ ان کو پہچانا نہیں جا سکتا تو ان کی نمازِ جنازہ کیسے پڑھی جائے ؟
(٦) —— وہ کون شخص ہے کہ جس کی موت پچاس سال کی عمر میں ہُوئی مگر اس کے جنازہ میں نابالغ کی دُعا پڑھی جائے گی ؟
(٧) —— نمازِ جنازہ میں سورۃ فاتحہ پڑھنا جائز ہے اس کی صورت کیا ہے ؟
(٨) —— کس شخص کو نمازِ جنازہ پڑھانے کے لیے ولی سے اجازت لینا ضروری نہیں ؟
(٩) —— جبکہ مسلمان اور کافر مردہ کو نہ پہچان سکیں تو ان کو دفن کہاں کیا جائے ؟
(١٠) —— کہاں مردہ دفن کرنا حرام ہے ؟
(١١) —— کس صورت میں مُردہ کو دفن کرنا حرام ہے ؟
(١٢) —— وہ کون سے مسلمان مردے ہیں جو زمین میں دفن نہیں کئے جاتے ؟
(١٣) —— وہ کون سا مُردہ ہے کہ قبر میں اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف کی جائے گی ؟
(١٤) —— کس صورت میں مُردہ کو قبر سے نکالنا جائز ہے ؟
(١٥) —— کس صورت میں مُردہ کا پیٹ پھاڑنا جائز ہے ؟
(١٦) —— اُمّت میں وہ کون لوگ ہیں جو سوالِ نکیرین اور عذابِ قبر سے محفوظ رہتے ہیں ؟
(١٧) —— کس صورت میں نمازِ جنازہ پڑھنے پر ثواب نہیں ؟

جوابات جنازہ کی پہیلیاں

(۱) —— خنثیٰ مشکل کو نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے۔ (بہار شریعت جلد ۴ صفحہ ۱۳۵) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۵۰ میں ہے الخنثی المشکل المراهق لم یغسلها رجل ولا امرأة و تیمم وراء ثوب کذا فی الزاهدی۔

(۲) —— مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۷ میں ہے کہ "نماز جنازہ مسجد میں رکھکر اس پر نماز مذہب حنفی میں مکروہ تحریمی ہے —— تنویر الابصار میں ہے کرهت تحریماً فی مسجد جماعة هی فیه اھ۔ اور ہر مکروہ تحریمی ناجائز وگناہ ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۳۰۶ میں ہے صرح العلامة ابن نجیم فی رسالة المؤلفة فی بیان المعاصی بان کل مکروہ تحریماً من الصغائر۔ اور گناہ صغیرہ تکرار سے گناہ کبیرہ کے حکم میں ہو جاتا ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد چہارم صفحہ ۳۷۷ میں ہے قال ابن الکمال لان الصغیرة تاخذ حکم الکبیرة بالاصرار۔ اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے کما هو مصرح فی الکتب الفقهیة۔

(۳) —— باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے۔ ڈاکو جو کہ ڈاکہ میں مارا گیا نہ ان کو غسل دیا جائے نہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو ان کا تماشا دیکھ رہے تھے کہ اسی حالت میں پتھر آکر لگا اور مر گئے تو ان کی بھی نماز نہیں۔ جس نے کسی شخص کو گلا گھونٹ کر مار ڈالا ہو۔ شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ بھی ڈاکو ہیں اس

حالت میں مارے جائیں تو ان کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔ جس نے اپنے ماں باپ کو مار ڈالا اس کی بھی نماز نہیں۔ جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اسی حالت میں مارا گیا اس کی بھی نماز نہیں۔ (بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۴۷ بحوالہ عالمگیری و درمختار)

(۴) —— ایسے بچے کی نماز جنازہ ہی نہیں پڑھی جائے گی بدائع الصنائع جلد اول صفحہ ۳۰۲ میں ہے اذا وجد طرف من اطراف الانسان کیده او رجله انه لا یغسل لان الغسل للصلاة وما لم یزد علی النصف لا یصلی علیه۔ اھ ملخصاً۔

(۵) —— فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۴۹ میں ہے کہ اس صورت میں اکثر کا اعتبار کیا جائے۔ یعنی اگر مسلمان زیادہ ہیں تو مسلمان کی نیت سے سب پر نماز جنازہ پڑھی جائے اور اگر کافر زیادہ ہیں تو کسی پر نہ پڑھی جائے۔ اور اگر برابر ہیں تو اس صورت میں بھی کسی پر نہ پڑھی جائے۔ اور درمختار مع شامی جلد اول صفحہ ۵۷۷ میں ہے ان استووا غسلوا واختلف فی الصلاة علیهم۔ یعنی اگر مسلمان اور کافر برابر ہوں تو ان کو غسل دیا جائے لیکن ان کی نماز جنازہ میں اختلاف ہے۔ اور شامی میں حلیہ سے ہے کہ اگر کافر زیادہ یا برابر ہوں تو ان دونوں صورتوں میں بھی مسلمان کی نیت سے سب پر نماز پڑھی جائے اور کسی صورت میں بغیر نماز دفن نہ کیا جائے یہی اوجہ ہے —— شامی کی اصل عبارت یہ ہے قال فی الحلیة ینبغی ان یصلی علیهم فی الحالة الثانیة ایضا ای حالة ما اذا کان الکفار اکثر لانه حیث قصد المسلمین فقط لم یکن مصلیا علی الکفار والا لم تجز الصلاة علیهم فی الحالة الاولی ایضاً مع ان الاتفاق علی الجواز فینبغی الصلاة علیهم فی الاحوال الثلاث کما قالت به الائمة الثلاثة وهو اوجه قضاء لحق المسلمین بلا ارتکاب منهی عنه اھ ملخصاً۔

(۶) —— جو شخص کہ بالغ ہونے سے پہلے پاگل ہوا اور زندگی بھر پاگل رہا کبھی مکلف

نہ ہوا تو اس کی موت پچاس سال یا اس سے زیادہ میں ہو اس کے جنازہ میں نابالغ کی دُعا پڑھی جائے گی جیساکہ جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۰۸ میں ہے اذا کان صغیرا او مجنونا فلیقل اللھم اجعلہ لنا فرطا الخ اور غنیہ صفحہ ۵۴۳ میں ہے ینبغی ان یقید بالجنون الاصلی لانہ لم یکلف فلا ذنب لہ کالصبی بخلاف العارضی فانہ قد کلف وعرض الجنون لا یمحو ما قبلہ۔

(۷) ــــ نماز جنازہ میں حمد وثناء کی نیت سے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز ہے جیساکہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ مجیدی جلد اوّل صفحہ ۲۰۷ میں ہے لو قرأ الفاتحۃ بنیۃ الثناء جاز کذا فی الاشباہ۔

(۸) ــــ محلہ کی مسجد کا امام کہ جس کے پیچھے میت نماز پڑھا کرتا تھا اگر ولی سے وہ افضل ہو تو اسے نماز جنازہ پڑھانے کے لیے ولی سے اجازت لینا ضروری نہیں جیسا کہ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں۔ "امام الحی یعنی مسجد محلہ کا امام اگر میت ان کے پیچھے نماز پڑھا کرتا تھا اور یہ فضل دینی میں ولی سے زائد ہیں تو بے اذن ولی (نماز جنازہ) پڑھا سکتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۸۵) ــــ اور جن لوگوں کو ولایت عامہ حاصل ہوتی ہے جیسے سلطان اسلام۔ اس کا نائب یا قاضیٔ شرع وغیرہ۔ ان لوگوں کو بھی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے ولی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں۔ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۹۰ میں ہے یقدم فی الصلاۃ علیہ السلطان ان حضر او نائبہ ثم القاضی ثم امام الحی۔ وتقدیم الولاۃ واجب وتقدیم امام الحی مندوب فقط بشرط ان یکون افضل من الولی والا فالولی اولی کما فی المجتبیٰ۔

(۹) ــــ اگر مسلمان زیادہ ہوں تو ان کو مسلم قبرستان میں دفن کیا جائے اور کافر زیادہ ہوں تو کافروں کے قبرستان میں گاڑا جائے۔ اور اگر برابر ہوں تو

احتیاطاً دونوں کے قبرستانوں سے الگ تیسری جگہ دفن کیا جائے (فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۴۹ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۷۷)

(۱۰) ــــ مالک کی اجازت کے بغیر اس کی زمین میں مردہ دفن کرنا حرام ہے (فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۵) جگہ ہوتے ہوئے پُرانی قبر میں دفن کرنا حرام ہے (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۴) اور مسجد تعمیر ہونے کے بعد صحن مسجد میں بھی مردہ کو دفن کرنا حرام ہے (فتاوی رضویہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۴)

(۱۱) نماز جنازہ پڑھے بغیر مردہ کو دفن کرنا حرام ہے اس لیے کہ نماز جنازہ فرض ہے اور فرض کا ترک حرام ہے۔

(۱۲) ــــ جو مسلمان کہ سمندر میں بحری جہاز یا کشتی پر مر جاتے ہیں اور ساحل دور ہوتا ہے تو ایسے مسلمان مُردے زمین میں دفن نہیں کئے جاتے بلکہ پانی میں ڈال دئے جاتے ہیں۔ فتاوی عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۴۹ میں ہے لو مات الرجل فی السفینۃ یغسل ویکفن کذا فی المضمرات ویصلی علیہ ویثقل ویرمی فی البحر کذا فی معراج الدرایۃ۔

(۱۳) ــــ جو کافرہ ذمیہ مسلمان سے حاملہ ہے۔ اگر بچہ میں جان پڑنے کے بعد مر گئی اور بچہ بھی پیٹ میں حرکت نہیں کر رہا ہے تو اس عورت کو مسلم قبرستان سے علیحدہ دفن کیا جائے گا اور اس کی پیٹھ قبلہ کی طرف کی جائے گی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۵۷۷ میں ہے ذمیۃ حبلیٰ من مسلم قالوا الاحوط دفنہا علی حدۃ ویجعل ظہرہا الی القبلۃ لان وجہ الولد لظہرہا۔

(۱۴) ــــ جبکہ دوسرے کی زمین میں بغیر اجازت مردہ دفن کر دیا گیا ہو تو اس صورت میں زمین کے مالک کو قبر سے مُردہ نکالنا جائز ہے جیساکہ درمختار

مع شامی جلد اوّل صفحہ ۶۰۲ میں ہے لا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق اٰدمی کان تکون الارض مغصوبة او اخذت بشفعة و یخیر المالک بین اخراجه و مساواته بالارض — لیکن اگر زمین کا مالک اپنے مُردہ بھائی کے ساتھ احسان کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کے ساتھ احسان فرمائے گا کما تدین تدان۔

⑤ — جبکہ عورت مر گئی اور بچہ اس کے پیٹ میں حرکت کر رہا ہے تو اس صورت میں بچہ کو نکالنے کے لیے مردہ عورت کا پیٹ پھاڑنا جائز ہے ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۶۰۲ میں ہے حامل ماتت وولدها حی یضطرب شق بطنها من الایسر و یخرج ولدها۔

⑯ — شب جمعہ، روز جمعہ اور ماہ رمضان میں جو مسلمان مریں گے وہ سوالِ نکیرین اور عذابِ قبر سے محفوظ رہیں گے والله اکرم ان یعفو من شیئ ثم یعود فیه۔ یعنی اللہ اس سے زیادہ کریم ہے کہ ایک شی کو معاف فرما کر پھر اس پر مواخذہ کرے۔ ایسا ہی فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۱۲۴ میں ہے۔

⑰ — جبکہ جماعت کی مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھی جائے تو اس صورت میں نمازِ جنازہ پڑھنے پر ثواب نہیں جیسا کہ ہدایہ جلد اوّل صفحہ ۱۶۱ میں ہے لا یصلی علی میت فی مسجد جماعة لقوله علیه السلام من صلی علی جنازة فی المسجد فلا اجر له۔ یعنی جماعت کی مسجد میں نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اس لیے کہ حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھے اس کے لیے کوئی ثواب نہیں — اور

بحر الرائق جلد دوم صفحہ ۱۷۶ میں ہے ولا فی مسجد لحدیث ابی داؤد مرفوعاً من صلی علی میت فی المسجد فلا اجر له وفی روایة فلا شئی له۔ یعنی مسجد میں نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے اس لیے کہ ابو داؤد شریف کی حدیث مرفوع ہے کہ جس نے مسجد میں نمازِ جنازہ پڑھی اس کے لیے کوئی ثواب نہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اس کے لیے کچھ نہیں۔

زکوٰۃ وصدقۂ فطر کی پہیلیاں

(۱) ——— وہ کون سا بالغ مسلمان ہے کہ جس کے پاس بے انتہا مال ہے مگر اس پر زکوٰۃ واجب نہیں؟

(۲) ——— ایک شخص سونا چاندی کے نصاب کا مالک نہیں ہے نہ ان میں سے کسی ایک کی قیمت کے سامانِ تجارت کا مالک ہے اور نہ کسی کی قیمت بھر کے روپئے کا مگر اس کے باوجود شخص مذکور پر قربانی اور فطرہ واجب ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۳) ——— بالغ اولاد کا صدقۂ فطر باپ پر واجب ہے اس کی صورت کیا ہے؟

(۴) ——— روپئے کو زکوٰۃ کی نیت سے الگ نہیں کیا اور نہ فقیر کو دیتے وقت زکوٰۃ کی نیت کی مگر اس کے باوجود زکوٰۃ ادا ہوگئی اس کی صورت کیا ہے؟

(۵) ——— کس صورت میں صدقہ دینے والا گنہ گار ہوگا؟

(۶) ——— وہ کون سا زیور ہے کہ جس کی زکوٰۃ واجب نہیں؟

(۷) ——— زمین میں سونا چاندی گاڑ دیا تو کس صورت میں اس مال پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی؟

(۸) ——— کس شخص کو صدقہ دینے میں ایک کے بدلے کم سے کم سات سو کا ثواب ہے؟

(۹) ——— ایک شخص شاندار بلڈنگ کا مالک ہے اور سال میں ہزاروں روپے کرایے کے آتے ہیں مگر اس پر زکوٰۃ نہیں واجب ہوتی بلکہ اس کو زکاۃ

لینا جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۱۰) ——— وہ کون سا مسلمان ہے جو بہت غنی ہے کہ ہر سال اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود اسے زکاۃ لینا جائز ہے؟

(۱۱) ——— وہ کون سا غریب مسلمان ہے کہ جس کو زکاۃ کا پیسہ دینا جائز نہیں؟

(۱۲) ——— مالدار کو زکوٰۃ دی اور زکاۃ ادا ہوگئی اس کی صورت کیا ہے؟

(۱۳) ——— کس صورت میں یتیم کو زکاۃ دینا جائز نہیں؟

(۱۴) ——— وہ کون شخص ہے کہ اس پر کسی حالت میں زکاۃ نہیں واجب ہوتی مگر اس کی زمین میں عشر و خراج واجب ہوتا ہے؟

(۱۵) ——— زکاۃ واجب ہوئی مگر ادا نہیں کیا اور گنہ گار بھی نہیں۔ اسکی صورت کیا ہے؟

(۱۶) ——— وہ کون شخص ہے کہ جس پر زکاۃ نہیں واجب ہوتی مگر صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہے؟

(۱۷) ——— وہ کون شخص ہے کہ جس پر زکاۃ نہیں واجب ہوتی اور نہ وہ بنی ہاشم سے ہے مگر اس کو زکاۃ کا پیسہ لینا حرام ہے؟

(۱۸) ——— زکوٰۃ کو ظاہر کرکے دینا مستحب ہے۔ مگر وہ کونسی صورت ہے جبکہ زکاۃ کو چھپاکر دینا مستحب ہے۔

جوابات زکوٰۃ وصدقہ فطر کی پہیلیاں

(۱) —— جو شخص پورے سال پاگل رہا اس پر زکوٰۃ واجب نہیں اگرچہ بالغ ہو اور اس کے پاس مال بے انتہا ہو جیساکہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۶۱ میں ہے لیس الزکوٰۃ علی صبی ومجنون اذا وجد منہ الجنون فی السنۃ کلھا ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ ۔

(۲) —— اس کے پاس کوئی ایسا سامان ہے مثلاً برتن وغیرہ جو تجارت کے لیے تو نہیں ہے مگر حاجت اصلیہ سے زائد ہے اور اس کی قیمت نصاب کو پہونچتی ہے اس لیے شخص مذکور پر قربانی اور فطرہ واجب ہے فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ باب صدقۃ الفطر میں ہے لایعتبر فیہ وصف النماء ویتعلق بھذا النصاب وجوب الاضحیۃ ۔ اور جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۶ میں ہے لوکان لہ دار واحدۃ یسکنھا ویفضل عن سکناہ منھا ما یساوی نصابا وجبت علیہ الفطرۃ وکذا فی الثیاب والاثاث ۔

(۳) —— جبکہ بالغ اولاد پاگل ہو اور مالک نصاب نہ ہو تو اس صورت میں اس کا صدقۂ فطر باپ پر واجب ہے جیساکہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۷۴ پر ہے فی التاترخانیۃ عن المحیط ان المعتوہ والمجنون بمنزلۃ الصغیر سواء کان الجنون اصلیا بان بلغ مجنونا او عارضا ھو الظاھر من المذھب اھ

(۴) —— فقیر کو دینے کے بعد جبکہ روپیہ اس کی ملکیت میں باقی تھا خرچ نہیں ہوا تھا اس وقت دینے والے نے زکوٰۃ کی نیت کرلی تو زکوٰۃ ادا ہوگئی جیساکہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۶۰ میں ہے اذا دفع الی الفقیر بلانیۃ ثم نواہ

عن الزکوٰۃ فان کان المال قائما فی ید الفقیر اجزاہ والا فلا کذا فی معراج الدرایۃ والزاھدی والبحر الرائق والعینی شرح الھدایۃ ۔

(۵) —— جسے صدقہ مانگنا جائز نہیں اس کے مانگنے پر صدقہ دینے والا گنہ گار ہوگا جیساکہ دُرِّمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۶۹ پر ہے لایحل ان یسئل شیئا من القوت من لہ قوت یومہ بالفعل او بالقوۃ کالصحیح المکتسب ویأثم معطیہ ان علم بحالہ لاعانتہ علی المحرم ۔

(۶) —— جو زیور کہ نابالغ کو ہبہ کردیا گیا اس کی زکوٰۃ نابالغ اور باپ کسی پر واجب نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۴۱۸) اور جو زیور کہ رہن ہو اس کی زکوٰۃ بھی واجب نہیں نہ راہن پر اور نہ مرتہن پر جیساکہ درمختار میں ہے لازکوٰۃ فی المرھون اھ ملخصا ۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس قول کی شرح میں فرماتے ہیں ای لاعلی المرتھن لعدم ملک الرقبۃ ولاعلی الراھن لعدم الید واذا استردہ الراھن لایزکی عن السنین الماضیۃ (ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۷)

(۷) —— اگر سونا چاندی کسی ویران مقام میں گاڑ دیا اور اس کی جگہ بھول گیا پھر کئی سال کے بعد یاد آنے پر مال نکالا تو اس صورت میں گذرے ہوئے سالوں کی زکوٰۃ اس مال پر نہیں واجب ہوگی ۔ ہاں باغیچہ اور گھر وغیرہ میں اگر گاڑا تھا تو واجب ہوگی جیساکہ عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی ص ۲۱۸ میں ہے اذا دفن مالا فی صحراء ونسی مکانہ ثم تذکرہ بعد سنین واستخرجہ لاتجب الزکوٰۃ الماضی بخلاف المدفون فی بیت او بستان ونحو ذلک فانہ تجب فیہ الزکوٰۃ لانہ لیس بضمار کذا فی البنایۃ

(۸) —— طالب علم دین کو صدقہ دینے میں ایک کے بدلے کم سے کم سات سو

کا ثواب ہے اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں "طالبِ علم دین کی اعانت میں کم سے کم ایک کے سات سو" قال اللہ تعالیٰ مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مائۃ حبۃ واللہ یضٰعف لمن یشاء واللہ واسع علیم (پ۳ ع۴) - درمختار میں ہے فی سبیل اللہ ھو منقطع الغزاۃ وقیل الحاج وقیل طلبۃ العلم۔ فتاوی رضویہ جلد چہارم ص۵

(۹) ——— شخص مذکور کے پاس نہ سامان تجارت ہے نہ چاندی وغیرہ کا نصاب ہے اور روپئے جو کرایے کے آتے ہیں ان میں سے ضروری مصارف اور اہل وعیال کے نفقہ کے بعد اتنے نہیں بچتے کہ وہ اپنی حاجت اصلیہ سے فارغ ساڑھے باون تولہ چاندی خریدنے بھر کے روپئے کے مال کا مالک ہو تو اس صورت میں اگرچہ وہ شاندار بلڈنگ کا مالک ہو اور سال میں ہزاروں روپئے کرایے کے آتے ہوں مگر اس پر زکاۃ نہیں واجب ہوتی بلکہ اس کو زکاۃ لینا جائز ہے فتاوی عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ ۱۷۷ میں ہے لوکان لہ حوانیت اودار غلۃ تساوی ثلاثۃ الاف درھم وغلتھا لا تکفی لقوتہ وقوت عیالہ یجوز صرف الزکاۃ الیہ فی قول محمد رحمہ اللہ تعالی علیہ۔ ولوکان لہ ضیعۃ تساوی ثلاثۃ الاف ولاتخرج مایکفی لہ ولعیالہ اختلفوا فیہ قال محمد بن مقاتل یجوز لہ اخذ الزکاۃ ھکذا فی فتاوی قاضیخان۔

(۱۰) ——— (الف) مسافر اگرچہ بہت غنی ہے اور ہر سال اس پر زکاۃ واجب ہوتی ہے لیکن بقدر حاجت اسے زکاۃ لینا جائز ہے جبکہ اسے کوئی قرض دینے کے لیے تیار نہ ہو قال اللہ تعالیٰ۔ اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰکِیْنِ (الی ان قال) وَابْنِ السَّبِیْلِ (پ ع ۱۴) اور جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۱ میں

ہے وابن السبیل من کان لہ مال فی وطنہ وھو فی مکان لاشیئ لہ فیہ و لایجد من یدینہ فیعطی من الزکاۃ لحاجتہ وانما یاخذ مایکفیہ الی وطنہ لاغیر۔

(ب) ——— غنی اگر عامل زکوٰۃ ہے تو اسے مال زکاۃ لینا جائز ہے جیسا کہ اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ "عامل زکوٰۃ جسے حاکم اسلام نے ارباب اموال کے تحصیل زکوٰۃ پر مقرر کیا وہ جب تحصیل کرے تو بحالت غنا بھی بقدر اپنے عمل کے لے سکتا ہے اگر ہاشمی نہ ہو۔ (فتاوی رضویہ جلد چہارم صفحہ ۳۹۷

اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۵۹ پر ہے وعامل فیعطی ولو غنیا لاھاشمیا - اھ تلخیصًا۔

(۱۱) ——— اپنی اصل وفرع یعنی ماں باپ، دادا، دادی، نانا، نانی وغیرہم اور بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسا اور نواسی کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں اگرچہ بہت غریب ہوں۔ اسی طرح بنی ہاشم یعنی حضرت علی، حضرت جعفر، حضرت عقیل اور حضرت عباس وحارث بن عبد المطلب کی اولاد کو بھی زکاۃ دینا جائز نہیں۔ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۶۳ میں لا یصرف الی من بینھما ولاد۔ اھ تلخیصًا۔ اور فتاوی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۷۷ میں ہے لایدفع الی بنی ھاشم وھم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث بن عبد المطلب کذا فی الھدایۃ۔

(۱۲) ——— مالدار کو فقیر سمجھ کر زکاۃ دی تو زکاۃ ادا ہو گئی اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ عنہ تحریر فرماتے ہیں "بہتیرے غنی فقیر بن کر بھیک مانگتے اور زکاۃ لیتے ہیں دینے والوں کی زکاۃ ادا ہو جائے گی کہ ظاہر پر حکم ہے اور

لینے والے کو حرام قطعی ہے (فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ ۴۶۹) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۱۷۷ میں ہے رآہ فی صف الفقراء فدفع فان ظھر انہ محل الصدقۃ جاز بالاجماع وکذا ان لم یظھر حالہ عندہ۔

۱۳ —— جبکہ یتیم مالک نصاب ہو تو اس کو زکاۃ دینا جائز نہیں۔
(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۴۷۲)

۱۴ —— نابالغ پر کسی حالت میں زکاۃ نہیں واجب ہوتی کہ اس کے وجوب کے لیے بلوغ شرط ہے مگر اس کی زمین میں عشر و خراج واجب ہوتا ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۰۶ پر احکام الصبیان میں ہے اتفقوا علی وجوب العشر والخراج فی ارضہ۔

۱۵ —— سال پورا ہونے کے بعد زکاۃ کی ادائیگی سے پہلے نصاب ہلاک ہو گیا تو اس صورت میں زکاۃ واجب ہوئی مگر ادا نہیں کیا اور گنہگار بھی نہیں۔ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ ۲۲۳ میں ہے ھلاک النصاب بعد الحول یسقط الواجب۔

۱۶ —— نابالغ پر زکاۃ نہیں واجب ہوتی مگر صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہے (الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۰۶ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۴۱۹) اور اسی طرح جس شخص کے پاس مال تجارت، جانور اور سونے چاندی کا نصاب نہ ہو اور دوسرا مال مثلاً گھر ہو کہ جو نہ رہنے کے لیے ہو اور نہ تجارت کے لیے مگر اس کی قیمت نصاب کو پہونچتی ہو تو ایسے شخص پر بھی زکاۃ نہیں واجب ہوتی لیکن صدقۂ فطر اور قربانی واجب ہوتی ہے۔
(جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۳۶)

۱۷ —— جس شخص کے پاس حاجتِ اصلیہ سے زائد اسباب غیر تجارت ۵۲ ½ تولہ چاندی کی قیمت کے ہوں یا اتنی قیمت کا سونا ہو تو اگرچہ اس پر زکاۃ نہیں واجب ہوتی اور نہ وہ بنی ہاشم سے ہے مگر اس کو زکاۃ کا مال لینا حرام ہے۔ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۶۴ میں ہے ان کان لہ فضل عن ذلک تبلغ قیمتہ مائتی درھم حرم علیہ اخذ الصدقۃ۔ اور بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۶۱ میں ہے "مثلاً چھ تولے سونا جب دو سو درم قیمت کا ہو تو جس کے پاس ہو اگرچہ اس پر زکاۃ واجب نہیں کہ سونے کا نصاب ۷ ½ تولہ ہے مگر اس شخص کو زکاۃ نہیں دے سکتے"۔

۱۸ —— جبکہ مال کی زیادتی ظاہر ہونے سے ظالموں کا خوف ہو تو اس صورت میں زکوٰۃ کو چھپا کر دینا مستحب ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر کتاب الزکاۃ ۲۹۵ میں ہے ای رجل یستحب لہ اخفاءھا؟ فقل الخائف من الظلمۃ لئلا یعلموا کثرۃ مالہ۔

شیطان کی آنت

ناشر

مجلس اتحاد اسلامی کراچی

روزہ کی پہیلیاں

(۱) — کس صورت میں تھوک نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

(۲) — کس صورت میں روزہ رکھنا حرام ہے؟

(۳) — وہ کونسی صورت ہے کہ رمضان کا روزہ نہ رکھنے پر نہ قضا ہے اور نہ فدیہ؟

(۴) — روزہ واجب ہوا اور نہیں رکھا مگر گنہگار بھی نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۵) — کس صورت میں بلا عذر شرعی رمضان کا روزہ توڑنے پر قضا بھی واجب نہیں؟

(۶) — کس دن نفلی روزہ رکھکر قصداً توڑنے سے اس کی قضا واجب نہیں؟

(۷) — کس صورت میں بلا عذر شرعی قصداً روزہ توڑنے میں کفارہ نہیں؟

(۸) — وہ کون سا روزہ دار ہے کہ جس پر ماہ رمضان میں روزہ رکھنا فرض ہے اس نے بلا عذر شرعی جان بوجھ کر کھایا مگر اس پر کفارہ لازم نہیں؟

(۹) — کس صورت میں تھوک نگلنے سے روزہ فاسد ہونے کیساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے؟

(۱۰) — کس صورت میں قے سے روزہ نہیں ٹوٹتا؟

(۱۱) — وہ کون روزہ دار ہے کہ کھانے پینے کے باوجود اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا؟

(۱۲) — وہ کون سا روزہ دار ہے کہ ماہِ رمضان میں بحالت روزہ جان بوجھ کر اپنی بیوی سے ہمبستری کی مگر اس پر روزہ کے توڑنے کا کفارہ نہیں؟

(۱۳) — دھواں اور غبار سے کس صورت میں روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

(۱۴) — مسلمان کو روزہ رکھنا کب جائز نہیں؟

(۱۵) — وہ کون شخص ہے کہ جس نے نفلی روزہ کی نیت اس کے وقت میں کی مگر اس کا روزہ صحیح نہیں ہوا۔

(۱۶) — کن لوگوں کو ماہ رمضان میں رمضان کے علاوہ دوسرا روزہ رکھنا صحیح ہے؟

جواباتِ روزہ کی پہیلیاں

(۱) — دوسرے کا تھوک نگلنے سے یا اپنا ہی تھوک ہاتھ پر لینے کے بعد نگلنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے جیساکہ فتاویٰ عالمگیری مصری جلد اول صفحہ ۱۹۰ میں ہے لو ابتلع بزاق غیرہ فسد صومہ کذا فی المحیط وان ابتلع بزاق نفسہ من یدہ فسد صومہ کذا فی الوجیز للکردری۔

(۳) — جبکہ عورت حیض یا نفاس میں ہو تو اس کو روزہ رکھنا حرام ہے جیساکہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۳۶ میں ہے یحرم علیھما الصوم فتقضیانہ ھکذا فی الکفایۃ۔

(۳) — مریض نے مرض کے سبب اور مسافر نے سفر کے سبب روزہ نہ رکھا یہاں تک کہ رمضان کا مہینہ ختم ہو گیا اگر مریض اچھا نہ ہوا اور مسافر مقیم نہ ہوا تو ان پر قضا واجب نہیں۔ اور اسی حالت میں مریض و مسافر مر گئے تو فدیہ بھی واجب نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۹۴ میں ہے لو فات صوم رمضان بعذر المرض او السفر واستدام المرض والسفر حتی مات لا قضاء علیہ لکنہ ان اوصی بان یطعم عنہ صحت وصیتہ وان لم تجب علیہ

(۴) — ماہ رمضان میں عورت کو حیض آیا پھر عید آنے سے پہلے وہ مر گئی تو زمانہ حیض کا روزہ ساقط ہو گیا لہذا اس صورت میں روزہ واجب ہوا اور نہیں رکھا مگر گنہگار بھی نہیں ردالمحتار جلد اول صفحہ ۱۹۳ باب الحیض میں ہے یمنع صحتہ لا وجوبہ۔

(۵) — جبکہ نابالغ دن میں بالغ ہوا یا کافر دن میں مسلمان ہوا اور وہ وقت ایسا تھا کہ روزہ کی نیت ہو سکتی ہے اور نیت کر بھی لی پھر توڑ دیا تو اس روزہ

کی قضا بھی واجب نہیں ۔ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۰۶ میں ہے مسافر اقام ومجنون افاق ومریض صح وصبی بلغ وکافر اسلم کلھم یقضون ما فاتھم الا الاخیرین وان افطر العدام اھلیتھما فی الجزء الاول من الیوم اھ تلخیصًا ۔

(۶) ـــــ عید، بقرعید یا ایام تشریق میں نفلی روزہ رکھ کر قصدًا توڑنے سے اس کی قضا واجب نہیں ہوتی جیسا کہ تنویر الابصار میں ہے لزم نفل شرع فیہ قصدا اداء وقضاء الا فی العیدین وایام التشریق ۔

(۷) ـــــ رمضان شریف کے علاوہ کسی دوسرے روزہ کے توڑنے میں کفارہ نہیں اگرچہ بلا عذر شرعی اور قصدًا ہو جیسا کہ قدوری صفحہ ۵۸ میں ہے لیس فی افساد الصوم فی غیر رمضان کفارۃ ۔

(۸) ـــــ کسی نے اس حال میں صبح کیا کہ روزہ رکھنے کی نیت نہیں تھی پھر زوال سے پہلے نیت کرلی اور اس کے بعد جان بوجھ کر کھا لیا تو اس پر کفارہ لازم نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مطبوعہ مصر صفحہ ۱۹۲ میں ہے اذا اصبح غیر ناو للصوم ثم نوی قبل الزوال ثم اکل فلا کفارۃ علیہ کذا فی الکشف الکبیر ۔

(۹) ـــــ اپنے محبوب کا تھوک نگلنے سے روزہ فاسد ہونے کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوتا ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۱۹۰ میں ہے لو ابتلع بزاق غیرہ فسد صومہ بغیر کفارۃ الا اذا کان بزاق صدیقہ فحینئذ تلزمہ الکفارۃ کذا فی المحیط ۔ اور اسی طرح الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۶ میں بھی ہے ۔

(۱۰) ـــــ قصدًا قے کی اور منہ بھر نہیں ہے تو روزہ نہیں ٹوٹا اور اگر بلا اختیار ہوئی اور منہ بھر نہیں ہے تو اس صورت میں بھی نہیں ٹوٹا ۔ اگرچہ منہ سے لوٹ

گئی ہو یا اس نے خود لوٹائی ہو ۔ اور اگر بغیر اختیار مونھ بھر ہوئی تو اس طرح بھی روزہ نہیں ٹوٹے گا ۔ ہاں اگر کچھ لوٹائے تو ٹوٹ جائے گا ۔ اور بلغم کی قے ہوئی تو مطلقًا روزہ نہیں ٹوٹے گا ۔ (بہار شریعت حصہ پنجم صفحہ ۱۱۶) اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۱۰ میں ہے ان ذرعہ القیء وخرج ولم یعد لا یفطر مطلقا ملأ اولا فان عاد بلا صنعہ ولو ھو ملأ الفم مع تذکرہ للصوم لا یفسد خلافا للثانی وان اعادہ افطر اجماعًا ان ملأ الفم والا لا ھو المختار ۔ وان استقاء عامدًا ان کان ملأ الفم فسد بالاجماع مطلقًا وان اقل لا ۔ اھ ملخصًا ۔

(۱۱) ـــــ جو روزہ دار کہ بھول کر کھائے پئے اس کا روزہ نہیں ٹوٹتا ۔ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۷ میں ہے اذا اکل الصائم او شرب او جامع حال کونہ ناسیا فی الفرض والنفل قبل النیۃ او بعدھا علی الصحیح لم یفطر ملخصًا ۔

(۱۲) ـــــ مسافر بغیر کچھ کھائے پئے زوال سے پہلے اپنے گھر پہونچا اور روزہ کی نیت کرلی پھر اسی حالت میں جان بوجھ کر ہمبستری کی تو اب پر روزہ توڑنے کا کفارہ نہیں ۔ اسی طرح پاگل کا جنون زوال سے پہلے جاتا رہا تو اس نے روزہ کی نیت کی اور پھر جان بوجھ کر ہمبستری کی تو اس پر بھی کفارہ نہیں ۔

فتاویٰ عالمگیری جلد اول طبع مصر صفحہ ۱۹۲ میں ہے اذا دخل المسافر مصرہ قبل الزوال ولم یتناول شیئًا ونوی الصوم ثم جامع متعمدًا لا کفارۃ علیہ وکذا اذا افاق المجنون قبل الزوال فنوی الصوم ثم جامع کذا فی السراج الوہاج ۔

(۱۳) ـــــ جبکہ قصدًا کسی چیز کا دھواں اور غبار حلق یا دماغ میں پہونچائے تو روزہ

ٹوٹ جاتا ہے یہاں تک کہ لوبان یا اگر بتی وغیرہ کی خوشبو سلگ رہی ہو اور کوئی منھ قریب کرکے دھوئیں کو ناک سے کھینچے تو اس صورت میں بھی ٹوٹ جائے گا بشرطیکہ روزہ دار ہونا یاد ہو جیسا کہ فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۵۸۹ میں درمختار سے ہے مفادہ انہ لو ادخل حلقہ الدخان افطر ای دخان کان ولو عودا او عنبرا لو ذاکرا لامکان التحرز عنہ فلیتنبہ لہ کما بسطہ الشرنبلالی۔

(۱۴)—— عید، بقرعید، اور ذی الحجہ کی ۱۱، ۱۲، ۱۳، تاریخ کو روزہ رکھنا جائز نہیں مراقی الفلاح مع طحطاوی صفحہ ۳۵۱ میں ہے قد صرح بحرمۃ صوم العیدین وایام التشریق فی البرہان۔

(۱۵)—— کافر نے زوال سے پہلے مسلمان ہوکر روزہ کی نیت اس کے وقت میں کی مگر اس کا روزہ صحیح نہیں ہوا جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۶ میں ہے ای رجل نوی التطوع فی وقتہ ولم یصح؟ فقل الکافر اذا اسلم قبل الزوال ونواہ۔

(۱۶)—— مسافر اور مریض کو ماہ رمضان میں رمضان کے علاوہ دوسرا روزہ رکھنا صحیح ہے (بہار شریعت حصّہ پنجم صـ۱۱) اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۸۶ میں ہے یقع عما نوی من نفل او واجب علی ما علیہ الاکثر بحر وھو الاصح سراج

رُویتِ ہلال کی پہیلیاں

(۱)—— کس صورت میں ایک شخص کی خبر سے چاند کا ثبوت شرعاً ہو جاتا ہے؟

(۲)—— کس صورت میں دو عادل گواہوں سے بھی چاند کا ثبوت نہیں ہو؟

(۳)—— نیک لوگوں کی ایک بڑی جماعت چاند کی گواہی دے مگر نہیں مانی جائے گی اس کی صورت کیا ہے؟

(۴)—— دو شخص ایسے ہیں جو فاسق نہیں مگر اس کے باوجود ان کی گواہیوں سے عید کا چاند ثابت نہیں ہوگا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۵)—— وہ کون سے دو گواہ ہیں کہ ایک کی گواہی وقت دوسرے گواہ کا موجود رہنا ضروری ہے؟

(۶)—— وہ کون سا فاسق ہے کہ توبہ کے باوجود اس کی گواہی نہیں قبول کی جاتی ہے؟

(۷)—— رمضان شریف کے تیس روزے ہونے کے باوجود دوسرے دن عید کرنا جائز نہیں اس کی صورت کیا ہے؟

(۸)—— عید کا چاند ہو گیا مگر پھر بھی روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

جواباتُ رویتِ ہلال کی پہیلیاں

(۱) جبکہ ۲۹ر شعبان کو مطلع صاف نہ ہو تو ایک مسلمان مرد یا عورت عادل یا مستور الحال کی خبر سے رمضان کے چاند کا ثبوت شرعاً ہو جاتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے عن ابن عباس قال جاء اعرابی الی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقال انی رأیت الھلال یعنی ھلال رمضان فقال اتشھد ان لا الہ الا اللہ قال نعم قال اتشھد ان محمدا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) قال نعم قال یا بلال اذن فی الناس ان یصوموا غدًا۔ یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک اعرابی نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے حضور نے فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا کیا تو گواہی دیتا ہے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟ اس نے کہا ہاں۔ حضور نے فرمایا اے بلال لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ رکھیں (ابوداؤد، ترمذی، نسائی، مشکوٰۃ صـ۱۷۴)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "دریں حدیث دلیل ست بر آں کہ یک مرد مستور الحال یعنی آں کہ فسق او معلوم نہ باشد مقبول ست خبر وے در ماہ رمضان و شرط نیست لفظ شہادت"۔ یعنی اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک مرد مستور الحال یعنی جس کا فاسق ہونا ظاہر نہ ہو اس کی خبر ماہِ رمضان میں مقبول ہے.... لفظ شہادت کی شرط نہیں (اشعۃ اللمعات جلد دوم صـ۴۹)

اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۰ میں ہے قبل بلا دعوی و بلا لفظ اشھد وحکم ومجلس قضاء للصوم مع علۃ کغیم وغبار خبر عدل ومستور لا فاسق اتفاقًا۔ ملخصًا۔

(۲) —— جبکہ مطلع صاف ہو تو دو عادل گواہوں سے بھی چاند کا ثبوت نہیں ہوتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۸۵ میں ہے ان لم یکن بالسماء علۃ لم تقبل الاشھادۃ جمع کثیر یقع العلم بخبرھم وھو مفوض الی رای الامام من غیر تقدیم ھو الصحیح کذا فی الاختیار شرح المختار۔

(۳) —— جبکہ میدان عرفات میں وقوف کے بعد گواہی دیں کہ ۲۹ر ذی القعدہ کو چاند ہوا ہے اور آج ۱۰ر ذی الحجہ ہے تو اگرچہ وہ نیک لوگوں کی جماعت ہو ان کی گواہی نہیں مانی جائے گی۔ اسی طرح ۸ر ذی الحجہ کی رات کو منیٰ میں اگر بہت سے عادل شہادت دیں کہ ۲۹ر کو رویت ہوئی ہے اور آج ۹ر ذی الحجہ ہے تو ان کی شہادت بھی نہیں تسلیم کی جائے گی جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۲۸۹ میں ہے اذا وقف الناس وشھد قوم انھم وقفوا بعد یوم عرفۃ لا تقبل شھادتھم لان التدارک غیر ممکن فیقع بین الناس فتنۃ کما اذا شھد واعشیۃ یوم یعتقد الناس انہ یوم الترویۃ برویۃ الھلال فی لیلۃ یصیر ھذا الیوم باعتبارھا یوم عرفۃ فانہ لا تقبل الشھادۃ۔

(۴) —— اس کی صورت یہ ہے کہ وہ لوگ فاسق نہیں ہیں مگر عادل بھی نہیں ہیں بلکہ مستور الحال ہیں یعنی بظاہر عادل معلوم ہوتے ہیں کہ پوری داڑھی رکھے ہوئے ہیں اور پیشانیوں پر سجدے کے نشانات بھی ہیں لیکن ان کے حالات کی تحقیق نہیں تو ان کی گواہیوں سے عید کا چاند ثابت نہ ہوگا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۲۷۱ میں ہے لا یقبل قول المستور فی الدیانات فی ظاھر الروایات

هو الصحیح هكذا فی الکافی۔

۵ — جبکہ دو عورتیں گواہ ہوں تو ایک کی گواہی کے وقت دوسرے گواہ کا رہنا ضروری ہے جیساکہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۲۸ میں ہے للقاضی ان یفرق بین الشهود الا فی شهادة النساء۔ قال فی الملتقط حکی ان امرأتین شهدتا عند الحاکم فقال فرقوا بینهما۔ فقالت لیس لك ذلك قال الله تعالیٰ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی (۱) فسكت الحاکم۔

۶ — جو فاسق کہ محدود فی القذف ہو یا جھوٹ بولنے میں مشہور ہو توبہ کے باوجود اس کی شہادت نہیں قبول کی جاتی ہے جیساکہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۲۹ میں ہے الفاسق اذا تاب تقبل شهادته الا المحدود فی القذف والمعروف بالکذب۔

۷ — ۲۹ شعبان کو ایک عادل یا مستور الحال کے بیان پر روزہ کا حکم دیا گیا تو اس صورت میں تیس رمضان کو مطلع صاف ہونے کے باوجود اگر چاند نظر نہ آئے تو دوسرے دن عید کرنا جائز نہیں درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۴ میں ہے بعد صوم ثلاثین بقول عدلین حل الفطر ولو صاموا بقول عدل لا یحل علی المذهب لکن نقل ابن الکمال عن الذخیرة انه ان غم هلال الفطر حل اتفاقا وفی الزیلعی الاشبه ان غم حل والا لا۔ اھ ملخصًا۔

۸ — جبکہ عید کا چاند دن میں ہوگیا تو اس صورت میں روزہ چھوڑنا جائز نہیں جب تک کہ سورج ڈوب نہ جائے چاہے زوال سے پہلے دیکھے یا بعد میں کہ وہ آنے والی رات کا ہے جیساکہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۹۵ میں ہے رویته بالنهار للیلة الآتیة مطلقا علی المذهب۔ اور ردّ المحتار میں ہے ای سواء رؤی قبل الزوال او بعده۔

(۱) پ ۳ ع ۷

حج کی پہیلیاں

۱ — راستہ پرامن ہے مگر اس حالت میں بھی واجب استطاعت مرد کو حج کے لیے جانا جائز نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۲ — غنی و فقیر میں کس کا حج افضل ہے؟

۳ — وہ کون سا کام ہے جو دوسرے حج سے افضل ہے؟

۴ — کس صورت میں محرم کو سلا ہوا کپڑا پہننے پر کفارہ لازم نہیں ہوتا؟

۵ — محرم نے حالتِ احرام میں جوں یعنی بال یا کپڑے کا کیڑا مارا اور اس پر کوئی صدقہ لازم نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۶ — وہ کون سی چیز ہے کہ محرم حالتِ احرام میں اس کی خرید و فروخت کرے تو بیع باطل ہے؟

۷ — کس کے لیے بیت اللہ شریف کا طواف دور سے افضل ہے؟

۸ — وہ کون سا غریب مسلمان ہے کہ جس کو حج کے لیے قرض لینا لازم ہے؟

۹ — مکمل طور پر اپنی طرف سے حج فرض ادا کر لینے کے بعد اگر صاحبِ استطاعت ہو تو دوبارہ حج کرنا فرض ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۱۰ — وہ کون سا حاجی ہے کہ اسے عرفہ کے دن مغرب کی نماز مغرب کے وقت ہی میں پڑھنا ضروری ہے؟

جوابات حج کی پہیلیاں

① —— جبکہ ماں باپ اجازت نہ دیں اور وہ اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو اس صورت میں حج کے لیے جانا جائز نہیں جیساکہ فتح القدیر جلد دوم صفحہ ۲۱۹ میں ہے یکرہ الخروج الی الحج اذا کرہ احد ابویہ وھو محتاج الی خدمتہ اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۳۲ میں ہے کراھۃ حجہ بدون اذن من ابویہ ان احتاج الی خدمتہ۔

② —— غنی کا حج فقیر کے حج سے افضل ہے جیساکہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۴۶ میں ہے حج الغنی افضل من حج الفقیر لان الفقیر یؤدی الفرض من مکۃ وھو متطوع فی ذھابہ وفضیلۃ الفرض افضل من فضیلۃ التطوّع۔

③ —— مسلمانوں کے لیے مسافر خانہ بنانا دوسرے حج سے افضل ہے جیساکہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۷۴ میں ہے بناء الرباط بحیث ینتفع بہ المسلمون افضل من الحجۃ الثانیۃ۔

④ —— جبکہ محرم سلا ہوا کپڑا خلافِ معتاد پہنے مثلاً کرتے کو لنگی کے طور پر باندھے تو اس صورت میں کفارہ لازم نہیں ہوتا جیساکہ جوہرۂ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۷۳ باب الجنایات فی الحج میں ہے اذا اتزر بالقمیص فلاشی علیہ

⑤ —— جبکہ بال، کپڑا یا بدن سے جوں پکڑ کر مارے تو صدقہ لازم ہوتا ہے اور اگر زمین سے پکڑ کر مارے تو کچھ نہیں جیساکہ جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ میں ہے من قتل قملۃ تصدق بما شاء۔ ھذا اذا اخذھا من بدنہ

اوراسہ او ثوبہ اما اذا اخذھا من الارض فقتلھا فلاشی علیہ۔ اھ ملخصًا۔

⑥ —— محرم حالت احرام میں اگر شکار کی خرید و فروخت کرے تو اس کی بیع باطل ہے جیساکہ جوہرہ نیرہ جلد اوّل صفحہ ۱۸۲ میں ہے اذا باع المحرم صیدًا او ابتاعہ فالبیع باطل۔

⑦ —— عورت کے لیے بیت اللہ شریف کا طواف دور سے افضل ہے جیساکہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۲۳ میں ہے والتباعد فی طوافھا عن البیت افضل۔

⑧ —— جو شخص کہ پہلے مالدار تھا اور اس پر حج فرض ہوا مگر اس نے نہیں کیا اور مال کو برباد کر دیا تو ایسے غریب مسلمان کو حج کے لیے قرض لینا لازم ہے جیساکہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۶ میں ہے ای فقیر یلزمہ الاستقراض للحج؟ فقل من کان غنیا ووجب علیہ ثم استھلکہ۔

⑨ —— مکمل طور پر اپنی طرف سے حج فرض ادا کر لینے کے بعد مُرتد ہو گیا۔ معاذ اللہ تو اس صورت میں پھر مسلمان ہونے پر اگر صاحبِ استطاعت ہو تو دوبارہ حج کرنا فرض ہے درمختار مع شامی جلد سوم باب المرتد صفحہ ۳۰۳ میں ہے اذا اسلم وھو غنی فعلیہ الحج۔

⑩ —— جو حاجی کہ عرفات ہی میں رات کو رہ گیا۔ یا مزدلفہ کے سوا دوسرے راستے سے واپس ہوا تو اسے عرفہ کے دن مغرب کی نماز مغرب کے وقت ہی میں پڑھنا ضروری ہے (بہار شریعت حصہ ششم صفحہ ۹۶) اور شامی جلد دوم صفحہ ۱۷۷ میں ہے لو لم یمر علی المزدلفۃ لزم صلاۃ المغرب فی الطریق فی وقتھا لعدم الشرط وکذا لو بات فی عرفات۔

نکاح کی پہیلیاں

(۱) ـــــ کس صورت میں نکاح کرنا فرض ہے ؟

(۲) ـــــ کس صورت میں نکاح کرنا حرام ہے ؟

(۳) ـــــ کس طرح ایجاب وقبول ہونے سے نکاح جائز نہیں ؟

(۴) ـــــ کس شخص کی گواہی سے نکاح نہیں ہوسکتا ؟

(۵) ـــــ کس صورت میں حاملہ عورت سے نکاح کرنا جائز ہے ؟

(۶) ـــــ کس شخص کو عورت کی عدّت میں نکاح کرنا جائز ہے ؟

(۷) ـــــ شوہر نے عورت کو طلاق مغلظہ دیدی . اس نے عدت گذارنے کے بعد دوسری شادی کی شوہر ثانی نے ہمبستری کے بعد اسے طلاق دیدی پھر عورت نے دوبارہ عدّت گذار لی مگر اس کے باوجود وہ شوہر اوّل کے لیے حلال نہیں ہوئی اس کی صورت کیا ہے ؟

(۸) ـــــ عورت کی عدت گذرے بغیر کس صورت میں شوہر دوسرا نکاح نہیں کرسکتا ؟

(۹) ـــــ وہ کون سا بچہ ہے کہ جس کا نکاح کسی طرح نہیں ہوسکتا ؟

(۱۰) ـــــ بالغہ عورت کا نکاح کس صورت میں نہیں ہوگا ؟

(۱۱) ـــــ کس صورت میں حاملہ بالزنا سے وضع حمل کے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں ؟

(۱۲) ـــــ بالغہ لڑکی نے نکاح کیا اور ولی اقرب نے اسے جائز بھی کردیا مگر نکاح نہ ہوا اس کی صورت کیا ہے ؟

(۱۳) ـــــ باپ دادا نے نابالغہ لڑکی کا نکاح کیا مگر نکاح نہ ہوا اس کی صورت کیا ہے ؟

(۱۴) ـــــ باپ دادا کے علاوہ دوسرے ولی نے لڑکی کا نکاح کیا مگر نکاح نہ ہوا اس

کی صورت کیا ہے ؟

(۱۵) ـــــ کس صورت میں بیٹا نکاح کا ولی ہوتا ہے ؟

(۱۶) ـــــ وہ کونسی صورت ہے کہ عورت مہر معاف کردے لیکن اس کے باوجود مہر معاف نہ ہوگا ؟

(۱۷) ـــــ ایک عورت نے ایک ہی روز میں تین شوہروں سے تین مہر وصول کیا اسکی صورت کیا ہے ؟

(۱۸) ـــــ نکاح ہوا شوہر نے ہمبستری بھی کی لیکن مہر لازم نہیں ہوا اس کی صورت کیا ہے ؟

(۱۹) ـــــ ایک مسلمان کے پاس چار عورتیں تھیں اور بغیر ارتداد وطلاق چاروں عورتیں شوہر پر حرام ہوگئیں اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۰) ـــــ بیوی کا دودھ پینے سے کب وہ شوہر پر حرام ہوجاتی ہے ؟

(۲۱) ـــــ نکاح کے باوجود کن صورتوں میں اپنی بیوی سے ہمبستری حرام ہے ؟

(۲۲) ـــــ صحبت حرام لیکن گناہ نہیں اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۳) ـــــ اپنی لڑکی کو سوتے سے جگایا تو بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی اسکی صورت کیا ہے ؟

(۲۴) ـــــ بچہ نے ڈھائی سال عمر ہونے سے پہلے دوسرے کا دودھ پیا مگر دودھ کے رشتہ کی حرمت نہیں ثابت ہوئی ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۵) ـــــ باپ نے ہوش وحواس کی درستگی میں ایک اجنبی شخص سے کہا میں نے اپنی نابالغہ لڑکی فاطمہ کا نکاح تیرے ساتھ کیا اور اس نے قبول بھی کیا مگر نکاح منعقد نہیں ہوا ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۶) ـــــ ای جماع لایوجب المصاھرۃ ؟

(۲۷) ـــــ ایک باپ کے دو بیٹے ہیں ایک بیٹے کو دوسرے بیٹے کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۸) ـــــ بھائی کی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۹) ـــــ بیٹے کی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے اس کی صورت کیا ہے ؟

جوابات نکاح کی پہیلیاں

(۱) — جو شخص کہ مہر ونفقہ کی قدرت رکھتا ہو اور اسے یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے کی صورت میں وہ زنا کے گناہ میں مبتلا ہو جائے گا تو اس حال میں اسے نکاح کرنا فرض ہے دُرمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۲۶۰ میں ہے ان تیقن الزنا الابہ فرض نہایۃ وھذا ان ملک المھر والنفقۃ اور بدائع الصنائع جلد دوم صفحہ ۲۲۸ میں ہے لاخلاف ان النکاح فرض حالۃ التوقان حتی ان من تاقت نفسہ الی النساء بحیث لایمکنہ الصبر عنھن وھو قادر علی المھر والنفقۃ ولم یتزوج یأثم۔

(۲) — جبکہ یقین ہو کہ نکاح کرے گا تو نان ونفقہ نہ دے سکے گا۔ یا نکاح کے بعد جو فرائض متعلقہ ہیں انھیں پورا نہ کر سکے گا تو ان صورتوں میں نکاح کرنا حرام ہے دُرمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۲۶۱ میں ہے یکون مکروھا لخوف الجور فان تیقنہ حرم ذٰلک۔ اھ ملخصًا۔

(۳) — اس قدر آہستہ ایجاب وقبول ہونے سے نکاح جائز نہیں ہوتا کہ دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ایجاب وقبول کے الفاظ کو نہ سُن سکیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۲۵۱ میں ہے لوسمعا کلام احدھما دون الآخر اوسمع احدھما کلام احدھما والاخر کلام الاخر لایجوز النکاح ھکذا فی البدائع۔

(۴) — مرتد کی گواہی سے نکاح نہیں ہو سکتا اس لیے کہ وہ ولی بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ اور جو ولی بننے کی صَلاحیت نہیں رکھتا وہ نکاح کا گواہ نہیں ہو سکتا

فتاویٰ رضویہ حصہ پنجم صفحہ ۲۶ پر ہے "مرتد یا نابالغ صالح ولایت نہیں۔ اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۲۵۰ میں ہے الاصل فی ھٰذا الباب ان کل من یصلح ان یکون ولیا فی النکاح بولایۃ نفسہ صلح ان یکون شاھدًا ومن لا فلا کذا فی الخلاصۃ۔

(۵) — جبکہ حاملہ عورت کسی کے نکاح اور عدت میں نہ ہو تو اس صورت میں اس سے نکاح کرنا جائز ہے پھر اگر حمل اسی شخص کا ہے کہ جس سے نکاح ہوا تو بعد نکاح وہ اس عورت سے ہمبستری بھی کر سکتا ہے ورنہ نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۲۶۲ میں ہے فی مجموع النوازل اذا تزوج امرأۃ قد زنی ھو بھا وظھر بھا حبل فالنکاح جائز عند الکل ولہ ان یطأھا عند الکل کذا فی الذخیرۃ اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۲۹۱ میں ہے صح نکاح حبلیٰ من زنا لامن غیرہ وان حرم وطأھا ودواعیہ حتی تضع لونکحھا الزانی حل لہ وطأھا اتفاقا۔ اھ ملخصًا۔

(۶) — جس شخص نے عورت کو ایک یا دو طلاق بائن دی ہو تو خود اس کو اپنی اس عورت سے عدت کے اندر نکاح کرنا جائز ہے جیسا کہ قدوری باب الرجعۃ صفحہ ۲۰۲ میں ہے ان کان الطلاق بائنًا دون الثلث فلہ ان یتزوجھا فی عدتھا۔

(۷) — حلالہ کے لئے عورت نے نکاح فاسد کیا مثلاً بغیر گواہوں کے نکاح کیا یا شوہر ثانی کے نکاح میں چار عورتیں پہلے سے تھیں یا اس کی عدّت میں عورت کی بہن تھی تو ان تمام صورتوں میں اگرچہ شوہر ثانی نے بعد ہمبستری طلاق دی اور عدّت بھی عورت نے گذار لی مگر وہ شوہر اوّل کے لیے حلال نہیں ہوئی کہ حلالہ کے لیے نکاح صحیح کا ہونا شرط ہے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر

صفحہ ۴۳۱ میں ہے ان کان الطلاق ثلاثا لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحا ویدخل بہا ثم یطلقہا او یموت عنہا کذا فی الہدایہ ۔ اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۵۰ پر نکاح فاسد کی تعریف میں ہے ھو الذی فقد شرطا من شرائط الصحۃ کشہود اور شامی میں ہے قولہ کشہود ومثلہ تزوج الاختین معا ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت ونکاح المعتدۃ والخامسۃ فی عدۃ الرابعۃ ۔

(۸) ـــــ جس عورت کو طلاق دی ہے عدت گذرے بغیر دوسرا نکاح اس کی بہن سے نہیں کرسکتا ۔ اور ایسے ہی جس کے نکاح میں چار عورتیں تھیں اگر ایک کو طلاق دی تو عدت گذرے بغیر پھر چوتھی سے نکاح نہیں کرسکتا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۶۱ میں ہے لا یجوز ان یتزوج اخت معتدتہ سواء کانت العدۃ عن طلاق رجعی او بائن او ثلاث او عن نکاح فاسد او عن شبہۃ وکما لا یجوز ان یتزوج اختہا فی عدتہا فکذا لا یجوز ان یتزوج واحدۃ من ذوات المحارم التی لا یجوز الجمع بین اثنتین منہن وکذا لا یحل ان یتزوج اربعا سواہا ھکذا فی الکافی ۔

(۹) ـــــ پیٹ کے بچہ کا نکاح کسی طرح نہیں ہوسکتا اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں وہ پیٹ کے بچہ کا نکاح نہیں ہوسکتا اذ لا ولایۃ علی الجنین لاحد کما فی غمز العیون ۔

(فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صفحہ ۵۰)

(۱۰) ـــــ اگر ولی کی رضا کے بغیر بالغہ عورت غیر کفو سے نکاح کرے تو نہیں ہوگا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۲۹۷ میں ہے یفتی فی غیر الکفوٴ بعدم جوازہ اصلا وھو المختار للفتوی لفساد الزمان فلا تحل مطلقۃ ثلاثا

نکحت غیر کفوٴ بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاہ ۔

(۱۱) ـــــ جبکہ حاملہ بالزنا سے کسی نے نکاح کیا اور مرگیا ۔ یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی تو اس صورت میں حاملہ بالزنا سے وضع حمل کے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں فتاویٰ عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۴۷۲ میں ہے عدۃ الحامل ان تضع حملہا کذا فی الکافی سواء کان الحمل ثابت النسب ام لا ویتصور ذلک فیمن تزوج حاملا بالزنا ۔ کذا فی السراج الوہاج ۔ اھ ملخصاً ۔

(۱۲) ـــــ جبکہ بالغہ لڑکی نے غیر کفو سے نکاح کیا اور ولی نے بعد نکاح جائز کیا تو اس صورت میں نکاح نہ ہوا کہ غیر کفو سے نکاح صحیح ہونے کے لیے عقد سے پہلے ولی کا جان بوجھ کر اپنی رضا کو ظاہر کرنا ضروری ہے ۔ درمختار میں ہے یفتی فی غیر الکفوٴ بعدم جوازہ اصلاً وھو المختار للفتوی لفساد الزمان فلا تحل بلا رضی ولی بعد معرفتہ ایاہ فلیحفظ اھ ملخصاً ۔ اسی کے تحت ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۲۹۷ میں ہے ھذا اذا کان لہا ولی لم یرض بہ قبل العقد فلا یفید الرضی بعدہ بحر اھ ۔

(۱۳) ـــــ اگر باپ دادا کا سوء اختیار معلوم ہوچکا ہو مثلاً اس سے پہلے اس نے اپنی کسی نابالغہ لڑکی یا پوتی کا نکاح غیر کفو سے کر دیا تھا ۔ پھر دوسرا نکاح غیر کفو سے کیا تو اس صورت میں نکاح نہ ہوا جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۰۴ میں ہے لزم النکاح بغیر کفوٴ ان کان الولی ابا او جدا لم یعرف منہما سوء الاختیار وان عرف لا یصح النکاح اتفاقاً اھ ملخصاً ۔

(۱۴) ـــــ باپ دادا کے علاوہ بھائی یا چچا وغیرہ نے اگر نابالغہ لڑکی کا نکاح غیر کفو سے کیا تو نکاح نہیں ہوا درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۰۵ پر ہے ان کان المزوج غیرہما ای غیر الاب وابیہ لا یصح النکاح من غیر کفوٴ اصلاً اھ ملخصاً ۔

(۱۵) ــــ جبکہ عورت مجنونہ (پاگل) ہو تو بیٹا اس کے نکاح کا ولی ہوتا ہے
درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۱۱ میں ہے یقدم ابن المجنونۃ علی ابیھا۔

(۱۶) ــــ شوہر نے عورت کو دھمکی دی کہ مہر معاف کردے ورنہ تجھے ماروں گا اور شوہر مارنے پر قادر ہے تو اس صورت میں عورت کے مہر معاف کرنے سے معاف نہ ہوگا (بہار شریعت جلد ۵ صفحہ ۱۱۱) اور درمختار مع رد المحتار ج ۵ ص ۸۸ میں ہے خوفہا الزوج بالضرب حتی وھبتہ مہرھا لم تصح الھبۃ ان قدر الزوج علی الضرب۔ اور مرض الموت میں اگر ورثہ کی اجازت کے بغیر عورت نے مہر معاف کیا تو اس صورت میں بھی مہر معاف نہ ہوگا۔ فتاوی عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۹۳ میں ہے لابد فی صحۃ حطھا من الرضی حتی لو کانت مکرھۃ لم یصح ومن ان لاتکون مریضۃ مرض الموت ھکذا فی البحر الرائق۔

(۱۷) ــــ عورت حاملہ تھی شوہر نے اسے طلاق دیدی تو عورت نے اس سے پورا مہر وصول کیا اور طلاق کے فوراً بعد اسے بچہ پیدا ہوا عدت ختم ہوگئی تو اسی روز اس نے دوسری شادی کرلی مگر دوسرے شوہر نے فوراً خلوتِ صحیحہ کے پہلے طلاق دیدی تو اس سے آدھا مہر وصول کیا۔ اور چونکہ اس صورت میں عدت نہیں اس لیے عورت نے اسی روز تیسرے شوہر سے شادی کی جو فوراً مرگیا تو اس کے ترکہ سے عورت نے پورا مہر وصول کیا اس طرح ایک عورت نے ایک ہی روز میں تین شوہروں سے تین مہر وصول کیا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۶ میں ہے ای امرأۃ اخذت ثلاثۃ مھور من ثلاثۃ ازواج فی یوم واحد؟ فقل امرأۃ حامل طلقت ثم وضعت فلھا کمال المھر ثم تزوجت وطلقت قبل الدخول ثم تزوجت فمات۔

(۱۸) ــــ نابالغ نے ولی کی اجازت کے بغیر عاقلہ بالغہ عورت سے اپنا نکاح کرلیا

اور ہمبستری بھی کرلی۔ پھر اس نکاح کو ولی نے رد کردیا تو اس صورت میں مہر لازم نہیں ہوا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۷۸ میں ہے تزوج صبی امرأۃ مکلفۃ بغیر اذن ولیہ ثم دخل بھا طوعاً فلاحد ولامھر کما فی الخانیۃ۔

(۱۹) ــــ تین عورتیں ڈھائی سال کی عمر سے کم تھیں اور ایک عورت بڑی تھی۔ اس نے تین چھوٹی عورتوں کو اپنا دودھ پلادیا تو چاروں عورتیں بغیر ارتداد و طلاق شوہر پر حرام ہوگئیں ہدایہ جلد دوم صفحہ ۳۳۳ میں ہے اذا تزوج الرجل صغیرۃ وکبیرۃ فارضعت الکبیرۃ الصغیرۃ حرمتا علی الزوج۔

(۲۰) ــــ ڈھائی سال کی عمر ہونے سے پہلے اگر شوہر اپنی بیوی کا دودھ پی لے تو وہ شوہر پر حرام ہوجاتی ہے اور اس سے زیادہ عمر ہونے کے بعد پیا تو حرام نہیں ہوتی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۴۱۴ میں ہے قولہ مص رجل ثدی زوجتہ لم تحرم۔ ردّ المحتار میں ہے قولہ مص رجل۔ قید بہ احترازاً عما اذا کان الزوج صغیراً فی مدۃ الرضاع فانھا تحرم علیہ۔

(۲۱) ــــ نکاح کے باوجود اپنی بیوی سے مندرجہ ذیل صورتوں میں ہمبستری حرام ہے (۱) حالتِ حیض میں (۲) حالت نفاس میں (۳) فرض اور واجب روزہ کی حالت میں (۴) نماز کا وقت تنگ ہونے کی صورت میں (۵) حالتِ اعتکاف میں (۶) حالت احرام میں (۷) ایلاء میں (۸) ظہار میں کفارہ ادا کرنے سے پہلے (۹) وطی بالشبہ کی عدت میں (۱۰) عورت کے آگے اور پیچھے کا مقام ایک ہوجانے کی صورت میں جب تک کہ آگے کے مقام میں ہمبستری ہونے کا یقین نہ ہو (۱۱) جبکہ عورت اپنی کمسنی، مرض، یا موٹاپے کی وجہ سے ہمبستری کو برداشت نہ کرسکے (۱۲) جبکہ عورت مہر معجل لینے کے لیے اپنے کو شوہر سے روکے تو اس صورت میں بھی ہمبستری حرام ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں الذی یحرم علیہ وطی زوجتہ مع بقاء

النکاح الحیض، والنفاس والصوم الواجب، وضیق وقت الصلاۃ، والاعتکاف، والاحرام، والایلاء والظھار قبل التکفیر، وعدۃ وطی الشبھۃ، واذا صارت مفضاۃ اختلط قبلھا ودبرھا فانہ لایحل لہ اتیانھا حتی یتحقق وقوعہ فی قبلھا، وفیما اذا کانت لاتحملہ لصغر او مرض او سمنہ، وعند امتناعھا لقبض معجل مھرھا لم یحل کرھا (الاشباہ والنظائر ص۳۲۵)

(۲۲) ـــــ دوسرے کی عدت گذارنے والی عورت سے لاعلمی میں نکاح کے بعد صحبت کی اور معلوم ہونے پر عورت کو جدا کر دیا تو اس صورت میں صحبت حرام ہوئی مگر گناہ نہ ہوا لما القوا علیہ و ذلک لان الجھل فی موضع الخفاء عذر مقبول (فتاویٰ رضویہ جلد۵ صفحہ۶۵۱)

(۲۳) ـــــ بیوی کو ہمبستری کے لیے جگانا چاہا تو ہاتھ اس کی لڑکی پر پہونچ گیا جو مشتہاۃ تھی تو اسے بیوی سمجھ کر شہوت کے ساتھ جگایا یا اس طرح لڑکی کو سوتے سے جگانے پر بیوی ہمیشہ کے لیے حرام ہوگئی جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مطبوعہ مصر صفحہ۲۵۷ میں ہے لو ایقظ زوجتہ لیجامعھا فوصلت یدہ الی بنتہ منھا فقرصھا بشھوۃ وھی ممن تشتھی یظن انھا امھا حرمت علیہ الام حرمۃ مؤبدۃ کذا فی فتح القدیر۔

(۲۴) ـــــ جبکہ مرد کو دودھ اترا تو اگرچہ بچہ نے ڈھائی سال عمر ہونے سے پہلے اس کا دودھ پیا مگر اس صورت میں دودھ کے رشتہ کی حرمت نہیں ثابت ہوئی جیسا کہ شرح وقایہ جلد دوم مجیدی صفحہ۶۱ میں ہے اذا انزل للرجل لبن فشربہ صبی لایتعلق بہ حرمۃ الرضاع۔ اور الاشباہ والنظائر صفحہ۳۲۴ میں ہے لبنھا محرم فی الرضاع دونہ۔

(۲۵) ـــــ اس کی لڑکی کا نام کوئی دوسرا عائشہ وغیرہ ہے اور اس نے قصداً

آیا بھول کر یہ کہا کہ میں نے اپنی لڑکی فاطمہ کا نکاح کیا تو اس صورت میں منعقد نہ ہوا جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ۳۲۵ میں ہے قال فی الخانیۃ رجل لہ بنت واحدۃ اسمھا عائشۃ. فقال الاب وقت العقد زوجت منک بنتی فاطمۃ لاینعقد النکاح۔

(۲۶) ـــــ جماع الصغیرۃ لایوجب المصاھرۃ ھکذا فی الاشباہ والنظائر علی صفحۃ ۳۹۶۔

(۲۷) ـــــ جبکہ ایک باپ کے دو بیٹے دو عورتوں سے ہوں تو ایک بیٹے کو دوسرے بیٹے کی اخیافی یعنی ماں شریکی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے جو دوسرے باپ سے ہے جیسا کہ قدوری کتاب الرضاع صفحہ۱۹۱ میں ہے یجوز ان یتزوج باخت اخیہ من النسب و ذلک مثل الاخ من الاب اذا کان لہ اخت من امہ جاز لاخیہ من ابیہ ان یتزوجھا۔

(۲۸) ـــــ نسبی بھائی کی رضاعی ماں، رضاعی بھائی کی نسبی ماں اور رضاعی بھائی کی رضاعی ماں سے نکاح کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ اس کی رضاعی ماں نہ ہو (شرح وقایہ جلد ثانی کتاب الرضاع صفحہ۵۸)

(۲۹) ـــــ نسبی بیٹے کی رضاعی بہن، رضاعی بیٹے کی نسبی بہن اور رضاعی بیٹے کی رضاعی بہن سے نکاح کرنا جائز ہے بشرطیکہ اس کی رضاعی بیٹی نہ ہو۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ۳۲۱ میں ہے لایجوز للرجل ان یتزوج اخت ابنہ من النسب ویجوز فی الرضاع۔ اور عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ جلد اوّل مجیدی صفحہ۵۸ میں ہے فان الاخت الرضاعیۃ للابن النسبی والاخت النسبیۃ للابن الرضاعی والاخت الرضاعیۃ للابن الرضاعی لیس فیھا الوجہ المحرم۔

طلاق کی پہیلیاں

(۱) شوہر نے ہوش وحواس کی درستگی میں طلاق نامہ لکھا مگر اس کے باوجود طلاق واقع نہیں ہوئی اس کی صورت کیا ہے؟

(۲) طلاق کے وقت شوہر کے ہوش وحواس درست نہ تھے مگر اس کے باوجود طلاق واقع ہوگئی اس کی صورت کیا ہے؟

(۳) مجنون کی بیوی کو کن صورتوں میں طلاق ہوجاتی ہے؟

(۴) نابالغ کی بیوی پر کن صورتوں میں طلاق پڑجاتی ہے؟

(۵) طلاق کے اقرار سے طلاق نہیں پڑی اس کی صورت کیا ہے؟

(۶) عورت تالاب میں غسل کررہی تھی شوہر نے کہا کہ اگر تو اس پانی سے نکلے تجھے طلاق. پھر عورت گھر چلی گئی اور طلاق نہیں پڑی اس کی صورت کیا ہے؟

(۷) ایک شوہر اپنی عورت کے پاس کپڑے سے بندھی ہوئی ایک گٹھری لایا اور کہا کہ اگر تو اسے کھولے تجھے طلاق۔ اور پھاڑے تو طلاق اور جو چیز کہ اس میں ہے اگر اسے نہ نکالے تو طلاق۔ تو گٹھری میں جو چیز تھی عورت نے اسے نکالی اور طلاق نہیں پڑی اس کی صورت کیا ہے؟

(۸) شوہر نے قسم کھائی کہ آج میں اپنی عورت کو ضرور طلاق دوں گا پھر اس نے چاہا کہ قسم پوری ہوجائے لیکن عورت کو طلاق بھی نہ پڑے تو اس کی صورت کیا ہے؟

(۹) اگر کہا تجھے طلاق بائن ہے انشاء اللہ۔ تو کس صورت میں طلاق پڑے گی اور کس صورت میں نہیں پڑے گی؟

(۱۰) شوہر نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر آج میں طلاق نہ دوں تو تجھے تین طلاق اب وہ چاہتا ہے کہ اس کی عورت پر طلاق نہ پڑے تو کون سا طریقہ اختیار کرے؟

(۱۱) شوہر کے منہ میں لقمہ ہے اس نے کہا کہ اگر میں اس لقمہ کو نگل جاؤں تو میری بیوی کو طلاق اور اگر منہ سے نکال دوں تو طلاق. پھر چاہتا ہے کہ اس کی بیوی پر طلاق نہ پڑے تو کون سی ترکیب اختیار کی جائے؟

(۱۲) شوہر اوپر چڑھتے ہوئے زینہ پر ٹھہر گیا اور کہا کہ اگر میں اوپر جاؤں تو میری بیوی کو طلاق اور اگر نیچے جاؤں تو بھی طلاق۔ اب چاہتا ہے کہ طلاق نہ پڑے تو کون سا طریقہ اختیار کیا جائے؟

(۱۳) شوہر نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلاں شخص سے کبھی بات کرے تجھے طلاق۔ پھر عورت نے اسی شخص سے بات کی اور طلاق نہیں پڑی اس کی صورت کیا ہے؟

(۱۴) ایک شخص نے کہا کہ جب کبھی میں کسی عورت سے نکاح کروں تو اسے طلاق تو اب کون سا طریقہ اختیار کیا جائے کہ اس شخص کا نکاح ہوجائے اور طلاق نہ پڑے؟

(۱۵) شوہر نے اپنی عورت کو کہا اے طالق اس کے باوجود عورت پر طلاق نہیں پڑی اس کی صورت کیا ہے؟

(۱۶) طلاق دینے کے باوجود عورت سے ہمبستری کرنا جائز ہے۔ اس کی

صورت کیا ہے ؟

(۱۷) — کس صورت میں عورت اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے ؟

(۱۸) — وہ کون سی صورت ہے کہ بیوی شوہر کے پاس ہے مگر شوہر پر اس کا نفقہ واجب نہیں ؟

(۱۹) — وہ کون سی صورت ہے کہ تندرست باپ کی موجودگی میں بھائی پر نفقہ واجب ہے ؟

(۲۰) — وہ کون سی عورت ہے کہ جس کو طلاق کے بیس سال بعد لڑکا پیدا ہوا اور لڑکا طلاق دینے والے شوہر ہی کا ہے ؟

(۲۱) — ایک شخص نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تو فلاں گھر میں داخل ہو تجھے تین طلاق۔ اب وہ چاہتا ہے کہ عورت اس گھر میں داخل ہو اور طلاق نہ پڑے۔ تو اس کی ترکیب کیا ہے ؟

(۲۲) — شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے تجھے طلاق رجعی دی اور عورت ابھی عدت میں ہے مگر شوہر رجعت نہیں کر سکتا حالانکہ اس سے پہلے شوہر نے اس عورت کو کبھی کوئی طلاق نہیں دی ہے۔ تو اس مسئلہ کی صورت کیا ہے ؟

(۲۳) — ایک طہر میں دو طلاق دی اور گنہ گار نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۴) — نکاح کے بعد طلاق دیدی اور آدھا مہر بھی واجب نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۵) — ایک ہی طلاق بائن کے بعد شوہر اس عورت سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۶) — طلاق کی نیت سے ہوش وحواس کی درستگی میں اپنی بیوی کو طلاق

لکھی مگر واقع نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۷) — اگر حلالہ کرنے والے سے طلاق نہ دینے کا اندیشہ ہو تو کون سا طریقہ اختیار کیا جائے ؟

(۲۸) — شراب کے نشہ میں طلاق دی مگر نہیں واقع ہوئی: اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۹) — شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تو ایک ہانڈی میں آدھا حلال اور آدھا حرام ایک ساتھ نہ پکائے تجھے طلاق۔ عورت چاہتی ہے کہ طلاق نہ پڑے تو وہ کون سا طریقہ اختیار کرے ؟

جوابات طلاق کی پہیلیاں

(۱) —— اس کی صورت یہ ہے کہ کسی نے شوہر کو دھمکی دی کہ اگر تم نے طلاق نہ دی تو ہم تمہیں قتل کردیں گے یا بہت ماریں گے اور شوہر کو غالب گمان ہوا کہ طلاق نہ دینے کی صورت میں ایسا کر گذرے گا تو اس نے طلاق کا لفظ زبان سے نہ کہا اور نہ دل میں ارادہ کیا مگر طلاق نامہ لکھ دیا تو ہوش وحواس کی درستگی میں لکھنے کے باوجود طلاق واقع نہ ہوئی فتاویٰ قاضیخان مع ہندیہ جلد اوّل صفحہ ۴۷۲ میں ہے رجل اکرہ بالضرب والحبس علی ان یکتب طلاق امرأته فلانة بنت فلاں بن فلاں فکتب امرأته فلانة بنت فلاں بن فلاں طالق لا تطلق امرأته لان الکتابة اقیمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولاحاجة ھھنا۔

(۲) —— شراب یا بھانگ پی کر طلاق دی تو واقع ہوجائے گی اگرچہ اس کے ہوش وحواس درست نہ تھے جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۳۳۱ میں ہے طلاق السکران واقع اذا سکر من الخمر او النبیذ وھو مذھب اصحابنا رحمھم اللہ تعالیٰ کذا فی المحیط —— ومن سکر من البنج یقع طلاقه ویحد لفشو ھذا الفعل بین الناس وعلیه الفتوی فی زماننا کذا فی جواھر الاخلاطی۔

(۳) —— مجنون کی بیوی کو چار صورتوں میں طلاق ہوجاتی ہے (۱) جبکہ مجنون نے ہوش وحواس کی درستگی کے زمانے میں طلاق کو کسی چیز پر معلق کیا ہو. مثلاً بیوی سے کہا کہ اگر تو فلاں کے گھر جائے تو تجھے طلاق۔ پھر شوہر کے مجنون

ہونے کے زمانہ میں عورت فلاں کے گھر گئی تو اس پر طلاق پڑجائیگی۔
(۲) جبکہ مجنون شوہر مجبوب یعنی مقطوع الذکر والخصیتین ہو تو عورت کے چاہنے پر ان دونوں کے مابین تفریق کردی گئی تو اس صورت میں بھی مجنون کی عورت پر طلاق واقع ہوجائے گی (۳) جبکہ مجنون شوہر نامرد ہو تو عورت کے دعویٰ کرنے پر ایک سال کی مدت مقرر کی گئی۔ اور اس درمیان میں وہ جماع نہیں کرسکا پھر مجنون کے ولی کے سامنے تفریق کردی گئی تو اس کی عورت کو طلاق ہوجائے گی (۴) جبکہ مجنون کافر کی بیوی مسلمان ہوجائے اور اس کے ماں باپ اسلام لانے سے انکار کردیں تو اس صورت میں بھی تفریق کردی جائے گی اور مجنون کی بیوی پر عند الشرع طلاق واقع ہوجائے گی۔

جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۸۰ میں ہے المجنون لایقع طلاقه الا فی مسائل۔ اذا علق عاقلا ثم جن فوجد الشرط۔ وفیما اذا کان مجبوبا فانه یفرق بینھما بطلبھا وھو طلاق۔ وفیما اذا کان عنینا یؤجل بطلبھا فان لم یصل فرق بینھما بحضور ولیه۔ وفیما اذا اسلمت وھو کافر وابی ابواہ الاسلام فانه یفرق بینھما وھو طلاق۔

(۴) —— نابالغ کی بیوی پر دو صورتوں میں طلاق پڑجاتی ہے (۱) جبکہ نابالغ کی بیوی مسلمان ہوگئی اور وہ سمجھدار ہے تو اس پر اسلام پیش کیا گیا مگر اس نے انکار کردیا تو اس صورت میں نابالغ کی بیوی پر طلاق پڑجائے گی (۲) جبکہ نابالغ لڑکا مقطوع الذکر والخصیتین ہو اور بیوی کے چاہنے پر ان دونوں کے درمیان تفریق کردی جائے تو اس صورت میں بھی طلاق واقع ہوجائے گی۔ جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں الصبی لا یقع طلاقه الا اذا اسلمت فعرض علیه ممیزا فابی وقع الطلاق علی الصحیح۔ وفیما

اذا کان مجبوبا وفرق بینهما فهو طلاق علی الصحیح (الاشباہ والنظائر ۱۸۱)

⑤ —— مفتی کے فتویٰ دینے کے سبب شوہر نے طلاق کا اقرار کیا پھر مفتی کا فتویٰ غلط ثابت ہوا تو اس صورت میں طلاق کے اقرار سے طلاق نہیں پڑی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۶۱ میں ہے لو اقر بطلاق زوجته ظانا الوقوع بافتاء المفتی فتبین عدمه لم یقع کما فی القنیة۔

⑥ —— کسی چیز سے تالاب کا کل پانی نکال لیا گیا پھر عورت گھر چلی گئی اس صورت میں طلاق نہیں پڑی۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۵ میں ہے قال لامرأته ان خرجت من هذا الماء فانت طالق فما الحیلة؟ فقل تخرج ولا یحنث لان الماء الذی کانت فیه زال بالجریان۔

⑦ —— گٹھری میں شکر یا نمک تھا عورت نے اسے پانی میں ڈال دیا تو وہ پگھل کر نکل گیا۔ اس طرح عورت پر طلاق نہیں پڑی۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۷ میں ہے رجل اتی الی امرأته بکیس فقال ان حللته فانت طالق وان قصصته فانت طالق وان لم تخرجی ما فیه فانت طالق. فاخرجت ما فی الکیس ولم یقع۔ فقل ان الکیس کان فیه سکرا وملح فوضعته فی الماء فذاب ما فیه۔

⑧ —— شوہر اپنی عورت سے کہے کہ تجھے طلاق ہے انشاء اللہ تعالیٰ تو اس صورت میں قسم پوری ہو جائے گی مگر اس کی عورت کو طلاق نہیں پڑے گی حضرت علامہ ابن نجیم مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں حلف لیطلقها الیوم۔ فالحیلة ان یقول لها انت طالق انشاء الله تعالیٰ (الاشباہ والنظائر ۴۰۹)

⑨ —— لفظ "انشاء اللہ تعالیٰ" کا شمار استثناء میں ہے اور استثناء جب

طلاق سے متصل ہوگا تو نہیں پڑے گی۔ لہٰذا جب طلاق و استثناء کے درمیان کوئی مفید لفظ ہوگا تو اتصال باقی رہے گا اور طلاق نہیں پڑے گی ورنہ پڑ جائے گی تو اگر شوہر نے غیر مدخولہ عورت سے کہا کہ تجھے طلاق بائن ہے انشاء اللہ۔ تو لفظ بائن اس صورت میں چونکہ مفید نہیں اس لیے کہ اگر وہ بائن نہ کہتا تو بھی غیر مدخولہ میں بائن ہی پڑتی۔ لہٰذا استثناء صحیح نہ ہوا اور طلاق پڑ گئی اور اگر مدخولہ عورت سے کہا تجھے طلاق بائن ہے انشاء اللہ تو نہیں پڑے گی اس لیے کہ لفظ بائن کے مفید ہونے کے سبب استثناء صحیح ہو گیا۔ اور اگر کہا کہ تجھے طلاق رجعی ہے انشاء اللہ تو عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ بہر صورت طلاق پڑ جائے گی۔ درمختار مع شامی جلد ۲ صفحہ ۵۱۰ میں ہے انت طالق رجعیا انشاء الله وقع وبائنا لا یقع۔ اور ردالمحتار میں ہے (قوله وقع) الاولی فانه یقع وانما کان الفاضل هنا لغوا لانه لا فائدة فی ذکر الرجعی لکونه مدلول الصیغة شرعا ط۔

⑩ —— شوہر اپنی عورت سے کہے کہ میں نے تجھے اس شرط پر طلاق دی کہ تو مجھے ایک ہزار روپیہ دے اور عورت اس شرط کو قبول نہ کرے تو یہ طریقہ اختیار کرنے سے اس کی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۹ میں ہے لو قال ان لم اطلقك الیوم فانت طالق ثلاثا۔ فالحیلة ان یقول لها انت طالق علی الف درهم ولم تقبل لم یقع وعلیه الفتوی اسی طرح درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۴۴۵ میں بھی ہے۔

⑪ —— کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر زبردستی اس کے منہ سے لقمہ نکال لے اس ترکیب سے اس کی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں فی فیه لقمة فقال ان

الکلتھا فھی طالق وان طرحتھا فھی طالق۔ فالحیلۃ ان یاخذھا من فیہ انسان بغیر امرہ۔

(۱۲) ——— کوئی شخص اس کی اجازت کے بغیر زبردستی اسے اٹھا کر نیچے کر دے اس طریقہ سے اس کی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۱۰ میں ہے ان صعدت فکذا وان نزلت فکذا فحملھا وینزل بھا۔

(۱۳) ——— شخص مذکور مر گیا پھر کسی ولی کی کرامت سے زندہ ہو گیا اس کے بعد عورت نے اس شخص سے بات کی تو اس صورت میں عورت پر طلاق نہیں پڑے گی (بہار شریعت باب تعلیق جلد ۸ صفحہ ۴۲)

(۱۴) ——— فضولی یعنی جسے اس شخص نے نکاح کا وکیل نہ بنایا ہو بغیر اس کے حکم کے کسی عورت سے نکاح کر دے اور جب اسے خبر پہونچے تو زبان سے نکاح کو نافذ نہ کرے بلکہ کوئی ایسا کام کرے کہ جس سے اجازت ہو جائے مثلاً اس عورت کے پاس مہر کا کچھ حصہ بھیج دے یا اس کے ساتھ میاں بیوی جیسا تعلق قائم کرے تو یہ طریقہ اختیار کرنے سے نکاح ہو جائے گا اور طلاق نہیں پڑے گی۔ (بہار شریعت جلد ۸ صفحہ ۱۶)

(۱۵) ——— عورت کا نام طالق ہے اور شوہر نے اس لفظ سے طلاق کی نیت بھی نہیں کی تو اس صورت میں عورت کو طالق کہنے کے باوجود اس پر طلاق نہیں پڑی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۴۶ میں ہے لو قال لھا یا طالق وھو اسمھا ولم یقصد الطلاق لا یقع کما فی الخانیۃ۔

(۱۶) ——— جبکہ طلاق رجعی دی ہو تو ایسی طلاق والی عورت سے ہمبستری کرنا جائز ہے جیسا کہ قدوری باب الرجعۃ صفحہ ۲۰۲ میں ہے الطلاق الرجعی لا یحرم الوطی۔

(۱۷) ——— جبکہ شوہر نے عورت کو اختیار دیا ہو تو وہ اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے فتاوی عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۳۷۵ میں ہے ان قال لھا طلقی نفسک متی شئت فلھا ان تطلق فی المجلس وبعدہ ولھا المشیئۃ مرۃ واحدۃ وکذا قولہ متی ما شئت واذا ما شئت ولو قال کلما شئت کان ذلک لھا ابداً حتی یقع ثلاث کذا فی السراج الوھاج۔

(۱۸) ——— نابالغہ لڑکی جو قابل جماع نہ ہو اس کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں اگرچہ وہ اپنے شوہر کے پاس ہو جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۴۸۵ میں ہے المرأۃ ان کانت صغیرۃ مثلھا لا یوطأ ولا یصلح للجماع فلا نفقۃ لھا عندنا حتی تصیر الی الحالۃ التی تطیق الجماع سواء کانت فی بیت الزوج او فی بیت الاب ھکذا فی المحیط۔

(۱۹) ——— جبکہ باپ تنگدست ہو اور اس کے چھوٹے چھوٹے بچے محتاج ہوں مگر بڑا بیٹا مالدار ہو تو اس صورت میں تندرست باپ کی موجودگی میں بھائی پر نفقہ واجب ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۵۰۰ میں ہے الاب اذا کان فقیرا معسرا ولہ اولاد صغار محاویج وابن کبیر موسر یجبر الابن علی نفقۃ ابیہ ونفقۃ اولادہ الصغار کذا فی محیط السرخسی۔

(۲۰) ——— وہ عورت مطلقہ رجعیہ ہے کہ جس نے طلاق کے بعد عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا تو اگرچہ بیس سال یا اس سے زیادہ گذر گئے لڑکا پیدا ہوا تو وہ لڑکا طلاق دینے والے شوہر ہی کا ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۶۲۳ میں ہے یثبت نسب ولد معتدۃ الرجعی وان ولدت لاکثر من سنتین ولو لعشرین سنۃ فاکثر لاحتمال امتداد طھرھا وعلوقھا فی العدۃ ما لم تقر بمضی العدۃ اھ ملخصاً۔

(۲۱) ——— عورت کو ایک طلاق دیدے اور جب عدت گذر جائے تو عورت
اس گھر میں داخل ہو پھر اس سے نکاح کرے۔ اس ترکیب سے اب وہ عورت
اس گھر میں داخل ہوگی تو طلاق نہیں پڑے گی جیسا کہ شرح وقایہ جلد دوم
مجیدی صفحہ ۸۹ میں ہے ان قال ان دخلت الدار فانت طالق ثلثا فاراد
ان تدخل الدار من غیر ان یقع الثلاث۔ فحیلته ان یطلقها واحدة وتنقضی
العدة فتدخل الدار حتی یبطل الیمین ولا یقع الثلث ثم یتزوجها فان
دخلت الدار لا یقع شئ لبطلان الیمین۔

(۲۲) ——— جبکہ عورت خلوت صحیحہ کی عدّت میں ہو اور مدخولہ نہ ہو تو اس صورت
میں رجعت نہیں کرسکتا اگرچہ اس سے پہلے شوہر نے اس عورت کو کبھی
کوئی طلاق نہ دی ہو فتاوی رضویہ جلد پنجم صفحہ ۵۰۲ میں ہے "اگر بعد نکاح
ابھی وطی وجماع کی نوبت نہ پہونچی ہو اگرچہ خلوت ہوچکی ہو تو طلاق دی جائے
بائن ہی ہوگی" اور درمختار مع ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۵۲۹ میں ہے لا
رجعة فی عدة الخلوة۔

(۲۳) ——— جس طہر میں ہمبستری نہیں کی تھی ایک طلاق بائن دی۔ اور اسی طہر
میں دوبارہ نکاح کرنے کے بعد پھر طلاق دی ——— یا ——— ایک طلاق رجعی دی
اور اسی طہر میں ہمبستری کے علاوہ کسی دوسرے طریقہ سے رجعت کرنے کے
بعد پھر طلاق دی ——— تو ان صورتوں میں ایک ہی طہر میں دو طلاق دینے کے
باوجود گنہگار نہیں ہوا جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۳۲۶ میں ہے
لو ابانها فی طهر لم یجامعها فیه ثم تزوجها فله ان یطلقها فی ذلك
الطهر بالاجماع کذا فی البدائع۔ وان طلق امرأته فی طهر لم یجامعها
فیه واحدة ثم راجعها فی ذلك الطهر بالقول فله ان یطلقها ثانیا

فی ذلك الطهر کذا فی الذخیرة۔ ولو راجعها بالجماع لیس له ذلك
بالاجماع کذا فی السراج الوهاج۔

(۲۴) ——— اگر نکاح فاسد کے بعد ہمبستری سے پہلے طلاق دیدی تو اس صورت
میں آدھا مہر بھی واجب نہیں ہوگا جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۳۰۹
میں ہے اذا وقع النکاح فاسدًا فرق القاضی بین الزوج والمرأة فان
لم یکن دخل بها فلا مهر لها کذا فی المحیط۔

(۲۵) ——— لعان وتفریق کے بعد جو طلاق بائن پڑتی ہے اس صورت میں ایک
ہی طلاق بائن کے باوجود شوہر اس عورت سے دوبارہ نکاح نہیں کرسکتا
جب تک دونوں اہلیت لعان رکھتے ہوں (بہار شریعت) حدیث شریف
میں ہے المتلاعنان لا یجتمعان ابدًا۔ اور درمختار مع شامی جلد دوم
صفحہ ۵۹۰ میں ہے للحاصل ان له تزوجها اذا خرجا او احدهما من
اهلیة اللعان۔

(۲۶) ——— جبکہ پانی یا ہوا پر طلاق لکھی۔ تو اس صورت میں اگرچہ ہوش وحواس
کی درستگی میں طلاق کی نیت سے لکھی مگر واقع نہ ہوئی۔ بہار شریعت
حصہ ہشتم صـ۵ میں ہے "زبان سے الفاظ طلاق نہ کہے مگر کسی ایسی چیز
پر لکھے کہ حروف ممتاز نہ ہوتے ہوں مثلاً پانی یا ہوا پر تو طلاق نہ ہوگی۔"
اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۴۰ میں ہے لو کتب علی الهواء او الماء
لم یقع شئ وان نوی۔

(۲۷) ——— حلالہ کرنے والے سے نکاح کے پہلے یہ کہلوا لیا جائے کہ اگر
میں فلاں عورت سے نکاح کروں تو پہلی بار ہمبستری سے فارغ ہونے پر
اسے تین طلاق یا طلاق بائن۔ تو اس طرح پہلی بار ہمبستری سے فارغ

ہونے پر اسے طلاق پڑ جائے گی اور حلالہ کرنے والا پھر رجعت بھی نہیں کر سکتا۔

اور بہتر صورت یہ ہے کہ عورت اس شرط پر اس سے نکاح کرے کہ میں جب چاہوں گی اپنے اوپر طلاق بائن واقع کروں گی۔ الاشباہ والنظائر میں صفحہ ۴۰۸ پر ہے والحیلة للمطلقة ثلاثا ان یقول المحلل قبل العقد ان تزوجتك وجامعتك فانت طالق ثلاثا او بائنة فیقع بالجماع مرة. والاحسن ان تتزوجه علی ان امرها بیدها فی الطلاق اھ ملخصاً

(۲۸) —— جبکہ کسی نے مجبور کر کے شراب پلادی یا بحالت اضطراری مثلاً پیاس سے مر رہا تھا اور پانی نہ تھا۔ پھر نشہ میں طلاق دیدی تو واقع نہ ہوگی درمختار میں ہے اختلف التصحیح فیمن سکر مکرھا او مضطرا۔ شامی جلد دوم صفحہ ۴۲۴ میں ہے، قوله اختلف التصحیح الخ فصحح فی التحفة وغیرها عدم الوقوع وجزم فی الخلاصة بالوقوع قال فی الفتح والاول احسن لان موجب الوقوع عند زوال العقل لیس الا التسبب فی زواله بسبب محظور، وهو منتف. وفی النهر عن تصحیح القدوری انه التحقیق اھ

(۲۹) —— ہانڈی میں شراب ڈال کر اس میں کھڑے انڈے پکائے تو یہ طریقہ اختیار کرنے سے اس پر طلاق نہیں پڑے گی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۹ میں ہے ان لم تطبخ قدر النصفها حلال ونصفها حرام فهی طالق فالحیلة ان تجعل الخمر فی القدر ثم تطبخ البیض فیه۔

عدّت کی پہیلیاں

(۱) —— وہ کونسی صورت ہے کہ شوہر زندہ ہے اور اس نے طلاق بھی نہیں دی ہے مگر اس کی عورت پر عدت لازم ہے؟

(۲) —— عورت مدخولہ نہیں ہے اس کے باوجود اس پر عدّت لازم ہونے کی کیا صورت ہے؟

(۳) —— وہ کونسی عورت ہے کہ خلوت صحیحہ کے بعد شوہر نے طلاق دی مگر اس پر عدت نہیں؟

(۴) —— وہ کون سی عورتیں ہیں جن کے لئے عدّت نہیں؟

(۵) —— وہ کون سی صورت ہے کہ طلاق کے بعد تیس ۳۰ برس تک عورت کی عدّت ختم نہیں ہوئی۔

(۶) —— وہ کونسی صورت ہے کہ چند منٹوں میں عدّت ختم ہو گئی؟

(۷) —— بیوہ عورت کی عدّت دو برس پر ختم ہوئی اس کی کیا صورت ہے؟

(۸) —— شوہر کے مرنے کی صورت میں کب عورت کی عدّت تین حیض ہے؟

(۹) —— کس صورت میں مدخولہ عورت کو طلاق یا موت کی خبر ملنے پر فوراً دوسرا نکاح جائز ہے؟

(۱۰) —— عورت نابالغہ نہیں ہے اور نہ پچپن سالہ ہے مگر اس کو طلاق کی عدّت حیض کی بجائے مہینے سے گذارنے کا حکم ہے۔ اسکی صورت کیا ہے؟

(۱۱) —— شوہر مر گیا لیکن عورت کو عدّت میں سوگ کا حکم نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

جوابات عدّت کی پہیلیاں

(۱) —— اس کی عورت کو کسی نے اپنی عورت سمجھ کر شبہہ میں وطی کرلی تو اس عورت پر تین حیض سے وطی بالشبہہ کی عدّت لازم ہے۔ جوہرہ نیرہ جلد دوم صفحہ ۱۳۸ پر ہے الموطوئۃ بشبھۃ فعدتھا الحیض فی الفرقۃ والموت۔

(۲) —— جبکہ شوہر مر گیا تو عورت پر عدّت گذارنا لازم ہے چاہے وہ مدخولہ ہویا نہ ہو قال اللہ تعالیٰ والذین یتوفون منکم ویذرون ازواجا یتربصن بانفسھن اربعۃ اشھر وعشرا۔ یعنی تم میں سے جو لوگ مرجائیں اور بیویاں چھوڑیں تو وہ چار مہینے دس دن اپنے آپ کو (نکاح سے) روکے رہیں (پ۲ ع ۱۴) اور جوہرہ نیرہ جلد دوم ص۱۳۷ پر ہے اذا مات الرجل عن امرأتہ الحرۃ فعدتھا اربعۃ اشھر وعشر اسواء دخل بھا او لم یدخل۔ اھ تلخیصًا

(۳) —— جس عورت کا مقام بند ہو خلوتِ صحیحہ کے باوجود طلاق کے بعد اس پر عدّت نہیں۔ (بہار شریعت حصہ ہشتم ص۱۲۲)

(۴) —— اوّل مطلقہ غیر مدخولہ کے لیے عدّت نہیں۔ دوم حربیہ عورت جو دارالحرب میں اپنے شوہر کو چھوڑ کر دارالاسلام میں امان کے ساتھ داخل ہوئی اس پر بھی عدّت نہیں۔ سوم جن دو بہنوں سے ایک شخص نے بیک وقت نکاح کیا۔ چہارم چار عورتوں سے زیادہ کے ساتھ نکاح کیا تو ان دو صورتوں میں بھی ان عورتوں پر فسخ نکاح کے بعد عدّت نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۴۸۱ میں ہے اربع من النساء لاعدۃ علیھن

المطلقۃ قبل الدخول۔ والحربیۃ دخلت دارنا بامان ترکت زوجھا فی دار الحرب والاختان تزوجھما فی عقد واحد فیفسخ بینھما والجمع بین اکثر من اربع نسوۃ فیفسخ بینھن کذا فی التتارخانیۃ ناقلا عن الخزانۃ۔

(۵) —— طلاق والی عورت جبکہ حیض والی ہو یعنی حاملہ، نابالغہ اور پچپن سالہ نہ ہو تو اس کی عدّت تین حیض ہے۔ لہٰذا اگر تیس سال تک اسے تین حیض نہ آئے تو اس کی عدّت ختم نہ ہوئی۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں "طہر کے لیے زیادت کی جانب کوئی حد مقرر نہیں ممکن ہے کہ تین حیض تیس برس میں آئیں (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم ص۶۶۸) اور پارہ دوم رکوع ۱۲ میں ہے والمطلقٰت یتربصن بانفسھن ثلٰثۃ قروء۔ یعنی مطلقہ عورتیں اپنے آپ کو تین حیض تک (نکاح سے) روکے رہیں۔

(۶) —— عورت حاملہ تھی شوہر کی موت یا طلاق کے بعد ایک گھنٹہ پر یا اس سے پہلے لڑکا پیدا ہوا تو اس کی عدت ختم ہوگئی۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۴۷۳ پر ہے لیس للمعتدۃ بالحمل مدۃ سواء ولدت بعد الطلاق اوالموت بیوم اواقل کذا فی الجوھرۃ النیرۃ۔

(۷) —— بیوہ عورت کی عدّت دو برس پر ختم ہونے کی صورت یہ ہے کہ شوہر کی موت سے دو سال پر لڑکا پیدا ہوا اور اس کے پہلے عورت نے عدت گذرنے کا اقرار نہ کیا تھا۔ اس لیے کہ حمل کی مدّت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے اور حاملہ کی عدّت وضع حمل ہے قال اللہ تعالیٰ واولات الاحمال اجلھن ان یضعن حملھن (پ۲۸ سورۂ طلاق) اور فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۴۸۲ میں ہے اکثر مدۃ الحمل سنتان۔

(۸) —— جبکہ نکاح فاسد کی صورت میں شوہر ہمبستری کے بعد مر گیا تو عورت کی

عدت تین حیض ہے جیسا کہ ھدایہ جلد دوم صفحہ ۴۰۴ میں ہے المنکوحۃ نکاحا فاسدا والموطوءۃ بشبھۃ عدتھا الحیض فی الفرقۃ والموت۔

(۹) —— شوہر نے طلاق دی یا وہ مرگیا مگر عورت کو خبر نہ ہوئی اس صورت میں عدت کا زمانہ گذرنے کے بعد خبر ملتے ہی وہ فوراً دوسرا نکاح کرسکتی ہے جوہرہ نیرہ جلد دوم صفحہ ۱۴۰ میں ہے ابتداء العدت فی الطلاق عقیب الطلاق وفی الوفاۃ عقیب الوفاۃ فان لم تعلم بالطلاق او الوفاۃ حتی مضت العدۃ فقد انقضت عدتھا۔

(۱۰) —— جبکہ عورت عمر سے بالغ ہوئی اور اسے حیض نہیں آیا۔ تو اس صورت میں عورت نابالغہ نہیں اور نہ پچپن سالہ ہے مگر اس کو طلاق کی عدت مہینے سے گذارنے کا حکم ہے جیسا کہ شرح وقایہ جلد دوم مجیدی صفحہ ۱۲۶ میں۔ ہے لمن لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلثۃ اشھر۔

(۱۱) —— جبکہ نکاح فاسد ہوا اور اس صورت میں شوہر وطی کے بعد مرگیا تو عورت کو عدت میں سوگ کا حکم نہیں (بہار شریعت حصہ ہشتم صفحہ ۱۳۱) اور درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۸۱۶ میں ہے لاحداد علی معتدۃ نکاح فاسد اھ ملخصا۔

قسم کی پہیلیاں

(۱) —— قسم کھائی کہ نکاح نہیں کرے گا اور نکاح کیا پھر بھی قسم نہیں ٹوٹی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۲) —— قسم کھائی کہ نماز نہیں پڑھے گا مگر نماز پڑھی اور قسم نہیں ٹوٹی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۳) —— قسم کھائی کسی گھر میں داخل نہیں ہوگا پھر گھر میں داخل ہوا مگر قسم نہیں ٹوٹی۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۴) —— قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا مگر پھر گوشت کھایا اور قسم نہیں ٹوٹی اس کی صورت کیا ہے؟

(۵) —— قسم کھائی کہ گھر سے نہیں نکلے گا اور پھر بازار چلا گیا مگر قسم نہیں ٹوٹی اس کی صورت کیا ہے؟

(۶) —— قسم کھائی کہ میں زید سے بات نہیں کروں گا جب تک کہ فلاں شخص اجازت نہ دے۔ پھر فلاں شخص کی اجازت کے بغیر اس نے زید سے بات کی اور قسم نہیں ٹوٹی اس کی صورت کیا ہے؟

(۷) —— قسم کھائی کہ نماز کی امامت نہیں کرے گا۔ پھر امامت کی اور قسم نہیں ٹوٹی اس کی صورت کیا ہے؟

(۸) —— قسم کھائی کہ دس میں نہیں خریدے گا۔ پھر دس میں نہیں خریدا مگر اس کے باوجود قسم ٹوٹ گئی اس کی صورت کیا ہے؟

(۹) —— وہ کونسی قسم ہے کہ اس کا توڑنا ضروری ہے؟

(۱۰) — قسم کھائی کہ فلاں نماز جماعت سے پڑھوں گا اور جماعت میں شریک ہو کر اس نماز کو پڑھی مگر پھر بھی اس شخص پر قسم کا کفارہ واجب ہوا اس کی صُورت کیا ہے ؟

(۱۱) — مجنون پر قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہے اس کی صُورت کیا ہے ؟

(۱۲) — کن چیزوں کے بارے میں یمین لغو پر مواخذہ ہے ؟

(۱۳) — قسم کھائی کہ اس رمضان میں روزہ نہیں رکھے گا۔ اب چاہتا ہے کہ قسم پوری ہو اور گنہ گار نہ ہو تو اس کی صورت کیا ہے ؟

(۱۴) — قسم کھائی کہ فلاں شخص سے بات نہیں کرے گا یا اس کو نہیں مارے گا۔ پھر اسی شخص سے بات کی یا اس کو مارا مگر قسم نہیں ٹوٹی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۱۵) — ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں زید سے بات نہیں کروں گا۔ پھر اس نے زید کو لقمہ دیا۔ تو کس صُورت میں قسم ٹوٹ جائے گی اور کب نہیں ٹوٹے گی ؟

(۱۶) — بکر نے قسم کھائی کہ زید سے بات نہ کروں گا جب تک کہ فلاں شخص اجازت نہ دے۔ پھر شخص مذکور کی اجازت کے بعد بکر نے زید سے بات کی مگر اس کے باوجود قسم ٹوٹ گئی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۱۷) — قسم کھائی کہ روزہ نہیں رکھے گا۔ پھر ایک دن کا بھی روزہ نہیں رکھا مگر قسم ٹوٹ گئی۔ اس مسئلہ کی صورت کیا ہے ؟

(۱۸) — نذر مانی کہ اگر میرا بیمار لڑکا اچھا ہو گیا تو میں دو سلام سے چار رکعت نماز پڑھوں گا۔ لڑکا اچھا ہو گیا اور اس نے دو سلام سے چار رکعت نہیں پڑھی مگر گنہ گار بھی نہیں رہا۔ اس کی صُورت کیا ہے ؟

(۱۹) — قسم کھائی کہ زید سے کلام نہیں کرے گا جب تک وہ فلاں جگہ پر ہے پھر زید سے اسی جگہ پر کلام کیا مگر قسم نہیں ٹوٹی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۲۰) — قسم کھائی کہ نماز نہیں پڑھوں گا۔ پھر دو رکعت بھی نماز نہیں پڑھی اور قسم ٹوٹ گئی۔ اس مسئلہ کی صُورت کیا ہے ؟

جوابات قسم کی پہیلیاں

(۱) —— قسم کھائی کہ نکاح نہیں کرے گا اور نکاح فاسد کیا مثلاً بغیر گواہوں کے. تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد سوم ص۱۲۲ میں ہے فی حلفه لا یتزوج امرأة او هذه المرأة فهو علی الصحیح دون الفاسد فی الصحیح۔

(۲) —— نماز جنازہ پڑھی اس لیے قسم نہیں ٹوٹی ۔ جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں لو حلف لا یصلی لم یحنث بصلاۃ الجنازۃ کما فی عامۃ الکتب (الاشباہ والنظائر ص۹۷)

(۳) —— قسم کھائی کسی گھر میں داخل نہیں ہوگا پھر کعبہ شریف جو ایک گھر ہے اس میں داخل ہوا تو قسم نہ ٹوٹی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۹۸ میں ہے حلف لا یدخل بیتا فدخل الکعبة لا یحنث ۔ ملخصًا

(۴) —— قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھائے گا پھر مُرداری کا گوشت کھایا تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۹۷ میں ہے حلف لا یأکل لحما لم یحنث باکل المیتة ۔

(۵) —— قسم کھائی کہ گھر سے نہیں نکلے گا پھر کسی نے زبردستی کھینچ کر یا اٹھا کر باہر کر دیا اس صورت میں وہ بازار چلا گیا مگر قسم نہیں ٹوٹی. درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۹۰ میں ہے حنث فی لا یخرج من المسجد ان حمل واخرج مختارا بامره وبدونه بان حمل مکرها لا یحنث ولو راضیًا بالخروج فی الاصح ۔

(۶) —— شخص مذکور مر گیا ۔ اس کے بعد قسم کھانے والے نے زید سے گفتگو کی تو اس طرح اس شخص کی اجازت کے بغیر بات کرنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۰۵ میں ہے لو قال لغیره واللہ لا اکلمك حتی یاذن لی فلان فمات فلان قبل الاذن فالیمین ساقطة اھ ملخصًا۔

(۷) —— قسم کھائی کہ نماز کی امامت نہیں کرے گا پھر نماز جنازہ کی امامت کی تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی ۔ ایسا ہی بہار شریعت حصہ نہم صفحہ ۶۸ اور درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۲۷ میں ہے۔

(۸) —— قسم کھائی کہ دس میں نہیں خریدے گا پھر گیارہ یا اس سے زیادہ میں خریدا تو اس صورت میں قسم ٹوٹ گئی درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۷۳ میں ہے حلف لا یشتریه بعشرة حنث باحد عشر۔

(۹) —— گناہ کرنے یا فرائض واجبات نہ کرنے کی قسم کھائی مثلاً قسم کھائی کہ نماز نہ پڑھوں گا ۔ یا چوری کروں گا یا ماں باپ سے کلام نہ کروں گا تو اس طرح کی قسم توڑنا شرعًا ضروری ہے مگر اس صورت میں بھی کفارہ لازم ہوگا ایسا ہی بہار شریعت حصہ نہم صفحہ ۱۶ میں ہے اور تنویر الابصار میں ہے من حلف علی معصیة کعدم الکلام مع ابویه او قتل فلان الیوم وجب الحنث والتکفیر۔

(۱۰) —— جب کہ قسم کھائی کہ فلاں نماز جماعت سے پڑھوں گا اور آدھی سے کم جماعت ملی یعنی چار یا تین رکعت والی میں ایک رکعت جماعت سے پائی یا قعدہ میں شریک ہوا تو اس صورت میں قسم کا کفارہ لازم ہوگا اگرچہ وہ جماعت میں شریک ہونے کا ثواب پائے گا جیسا کہ شرح وقایہ جلد اول مجیدی صفحہ ۱۸۱ میں ہے ان حلف لیصلین الظهر بجماعة فادرك رکعة یحنث لانه لم یصل

جماعة لکن ادرك فضيلة الجماعة -

(۱۱) —— جبکہ ہوش میں قسم کھائی اور جنون میں اسے توڑا تو اس صورت میں مجنون پر قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہے جیسا کہ بہار شریعت حصہ نہم صفحہ ۱۸ پر تبیین سے ہے کہ "بیہوشی یا جنون میں قسم توڑنا ہوا جب بھی کفارہ واجب ہے جبکہ ہوش میں قسم کھائی ہو"۔ اور فتاوی عالمگیری جلد دوم صفحہ ۴۹ میں ہے من فعل المحلوف عليه عامدا او ناسيا او مكرها فهو سواء وكذا من فعله وهو مغمى عليه او مجنون كذا فى السراج الوهاج -

(۱۲) —— تین چیزوں کے بارے میں یمین لغو پر مواخذہ ہے طلاق، عتاق اور نذر مثلاً کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں اپنی بیوی کو فلاں تاریخ میں طلاق دے چکا ہوں اس خیال سے کہ واقعی اس نے طلاق دی ہے حالانکہ حقیقت میں اس نے طلاق نہیں دی ہے۔ تو اس یمین لغو پر مواخذہ ہے یعنی اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی۔ وقس عليه العتاق والنذر الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۸۵ میں ہے يمين اللغو لامواخذة فيها الا فى ثلاث الطلاق والعتاق والنذر كما فى الخلاصة -

(۱۳) —— پورا ماہ رمضان مسافر رہے اور روزہ نہ رکھے پھر بعد میں اس کی قضا کرے۔ تو اس طرح قسم پوری ہو جائے گی اور گنہ گار نہیں ہوگا۔ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ تحریر فرماتے ہیں لو حلف لا يصوم رمضان هذا يسافر ويفطر (الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۰۶)

(۱۴) —— قسم کھائی کہ فلاں شخص سے بات نہیں کرے گا یا اس کو نہیں مارے گا پھر مرنے کے بعد اس شخص سے بات کی یا اس کو مارا۔ تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی جیسا کہ اصول الشاشی صفحہ ۳۱ میں ہے من حلف لا يضرب

فلانا فضربه بعد موته لا يحنث وكذا لو حلف لا يتكلم فكلمه بعد موته لا يحنث. اه تلخیصًا

(۱۵) —— اگر زید امام تھا اور وہ شخص مقتدی۔ اس حالت میں اس نے زید کو لقمہ دیا تو اس کی قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر زید نماز میں نہ تھا اور اس نے لقمہ دیا تو قسم ٹوٹ گئی۔ بحر الرائق جلد چہارم صفحہ ۳۳۲ میں محیط سے ہے لو سبح الحالف للمحلوف عليه للسهو او فتح عليه القراءة وهو مقتد لم يحنث وخارج الصلاة يحنث۔ اور اسی طرح شامی جلد سوم صفحہ ۱۰۳ میں بھی ہے۔

(۱۶) —— شخص مذکور نے اجازت دی لیکن بکر کو اس کا علم نہیں تھا۔ تو اس صورت میں اگرچہ اس نے اجازت کے بعد زید سے بات کی مگر قسم ٹوٹ گئی۔ جیسا کہ درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۰۳ میں ہے حلف لا يكلمه الا باذنه فاذن له ولم يعلم بالاذن فكلمه حنث -

(۱۷) —— روزہ رکھنے کے تھوڑی دیر بعد توڑ دیا تو اس صورت میں اگرچہ ایک دن کا بھی روزہ نہیں رکھا مگر قسم ٹوٹ گئی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۲۵ میں ہے حلف لا يصوم حنث بصوم ساعة بنية - اور اسی طرح بہار شریعت حصہ نہم صفحہ ۶۸ میں بھی ہے۔

(۱۸) —— ایک ہی سلام سے چار رکعت نماز پڑھی گنہ گار نہیں رہا۔ ھدایہ جلد اول صفحہ ۱۲۷ میں ہے لو نذر ان يصلى اربعا بتسليمة لا يخرج عنه بتسليمتين وعلى القلب يخرج -

(۱۹) —— زید اس جگہ سے چلا گیا پھر واپس آیا اس کے بعد زید سے اس نے اسی جگہ پر کلام کیا تو اس صورت میں قسم نہیں ٹوٹی (بہار شریعت حصہ نہم صفحہ ۶۰) اور درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۰۵ میں ہے لو حلف لا يفعل كذا مادام ببخارى فخرج منها ثم رجع ففعل لا يحنث

لانتہاء الیمین ۔

(۲۰) — دو رکعت نماز نہیں پڑھی بلکہ ایک ہی رکعت پڑھ کر توڑ دی تو اس صورت میں بھی قسم ٹوٹ گئی جیسا کہ درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۱۲۶ میں ہے حنث فی لا یصلی برکعۃ ۔ اور اسی طرح بہار شریعت حصہ نہم ۳۵ میں بھی ہے ۔

بیع کی پہیلیاں

(۱) — کس صورت میں گیہوں بیچنا جائز نہیں ؟

(۲) — کس صورت میں گیہوں کو چنا وغیرہ سے بیچنا حرام ہے ؟

(۳) — گیہوں کو گیہوں سے برابر برابر بیچنا جائز ہے لیکن ایک کنٹل گیہوں کو ایک کنٹل گیہوں سے کیوں نقد بیچنا بھی حرام و ناجائز ہے ؟

(۴) — گیہوں کو گیہوں سے گھٹا بڑھا کر بیچنا سود ہے حرام ہے مگر وہ کون سی صورت ہے کہ گیہوں کو گیہوں سے کم زیادہ کرکے بیچنا جائز ہے ؟

(۵) — وہ کون سا جانور ہے کہ جس کا گوشت کھانا حلال ہے مگر اس کا بیچنا جائز نہیں ؟

(۶) — زمین کو بیچنے کی وہ کون سی صورت ہے کہ پڑوسی کا حق شفعہ ساقط ہو جائے گا ؟

(۷) — کن چیزوں میں شرکت جائز نہیں ؟

(۸) — کس صورت میں دوسرے کو گائے بکری دینا جائز نہیں ؟

(۹) — کس صورت میں دوسرے کو مرغی پالنے کے لیے دینا جائز نہیں ؟

(۱۰) — کس صورت میں بٹائی پر کھیت دینا جائز نہیں ؟

(۱۱) — کس صورت میں ہبہ قبول کرنا جائز نہیں ؟

(۱۲) — وہ کون سا جائز کام ہے کہ اس پر اجرت لینا جائز نہیں ؟

(۱۳) — زید کی بیوی ہندہ اس کے نکاح میں ہے اس کے باوجود زید سے اس کے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے ۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۱۴) —— وہ کون سا جائز کام ہے کہ اس کے لیے مکان کرایہ پر نہیں لے سکتے؟

(۱۵) —— وہ کون سی کتابیں ہیں کہ ان کو پڑھنے کے لیے کرایہ پر لینا جائز نہیں؟

(۱۶) —— کس صورت میں کھیت رہن لینا حرام ہے؟

(۱۷) —— کس صورت میں کھیت رہن رکھنا جائز ہے؟

(۱۸) —— روپیہ دے کر نفع لینا جائز ہے۔ اس کی کیا صورت ہے؟

(۱۹) —— کس صورت میں سود دینے کی شرط پر قرض لینا جائز ہے؟

(۲۰) —— کن صورتوں میں یتیم کی جائداد کا بیچنا جائز ہے؟

(۲۱) —— وہ کون سی بیع ہے جو بیچنے والے کے مرنے سے باطل ہوجاتی ہے؟

(۲۲) —— دو مسلمانوں کے درمیان سود کا لین دین جائز ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۲۳) —— کس صورت میں مُردار چمڑا بیچنا جائز ہے؟

(۲۴) —— وہ کون سا ہبہ ہے کہ جس میں موہوب لہٗ پر موہوب کا ثمن ہبہ کرنے والے کو دینا واجب ہے

معدنِ اخلاق

حصہ اوّل دوم

دار الکتب حنفیہ کراچی

جواباتِ بیع کی پہیلیاں

(۱) —— جبکہ گیہوں کو آٹا سے بیچے تو جائز نہیں جیسے کہ بعض لوگ چکی والوں کے ہاتھ آٹا سے گیہوں بیچتے ہیں درمختار مع شامی جلد چہارم صفحہ ۱۸۶ میں ہے لایجوز بیع البر بدقیق۔ اور ہدایہ جلد سوم صفحہ ۶۵ میں ہے لایجوز بیع الحنطة بالدقیق ولا بالسویق لان المجانسة باقیة من وجه لانهما من اجزاء الحنطة والمعیار فیهما الکیل لکن الکیل غیر مسو بینهما وبین الحنطة لاکتنازهما فیه وتخلخل حبات الحنطة فلایجوز وان کان کیلا بکیل۔

(۲) —— گیہوں کو چنا وغیرہ سے ادھار بیچنا سود اور حرام ہے اگرچہ دونوں برابر ہوں البتہ نقد بیچنا کمی بیشی کے ساتھ بھی جائز ہے ہدایہ اخرین صفحہ ۳ میں ہے اذا وجد احدهما وعدم الاخر حل التفاضل وحرم النساء مثل ان یسلم هرویا فی هروی اوحنطة فی شعیر۔

(۳) —— ایک کنٹل گیہوں کو ایک کنٹل سے بیچنا اس لیے حرام و ناجائز ہے کہ گیہوں عند الشرع وزنی چیز نہیں ہے بلکہ کیلی ہے لہٰذا اسے پیمانہ ہی سے ناپ کر ایک دوسرے کے برابر بیچنا جائز ہے۔ وزن سے ایک دوسرے کے برابر بیچنا جائز نہیں جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم مصری صفحہ ۱۰۷ میں ہے لوباع البر بجنسه متساویا وزنا لم یجز۔ اور ہدایہ جلد ثالث صفحہ ۶۴ میں ہے لوباع الحنطة بجنسها متساویا وزنا لایجوز عندهما (ای الطرفین) وان تعارفوا ذلك لتوهم الفضل علی ما هو المعیار فیه کما اذا باع مجازفة۔

(۴) —— گیہوں کو گیہوں سے کم زیادہ کرکے بیچنے کی صورت یہ ہے کہ گیہوں

نصف صاع سے کم ہو مثلاً ایک کلو گیہوں کو ڈیڑھ کلو گیہوں سے بیچنا جائز ہے اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم مصری صفحہ ۱۰۷ میں ہے یجوز بیع الحفنة بالحفنتین ومادون نصف صاع فی حکم الحفنة کذا فی الکافی۔

انتباہ :- صدقۂ فطر میں نصف صاع احتیاطاً ایک سو پچہتر روپے بھر یعنی دو کلو تقریباً ۴۷ گرام مانا گیا ہے مگر سود کے مسئلہ میں نصف صاع احتیاطاً ایک سو چوالیس روپے بھر قرار دیا جائے گا یعنی ایک کلو چھ سو پچہتر گرام تقریباً۔ تاکہ سود کا شبہہ نہ رہے لانہ صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الربٰو والریبة۔

جیسے کہ حطیم نماز کے مسئلہ میں احتیاطاً کعبہ سے خارج مانا گیا ہے اور طواف کے مسئلہ میں احتیاطاً کعبہ کا جز قرار دیا گیا ہے۔ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۱۶۷ میں ہے اذا استقبله المصلی لم تصح صلاته لان فرضیة استقبال الکعبة ثبتت بالنص القطعی وکون الحطیم من الکعبة ثبت بالآحاد فصار کانه من الکعبة من وجه دون وجه فکان الاحتیاط فی وجوب الطواف وراءہ وفی عدم صحة استقباله۔

(۵) —— جو شخص مالک نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا تو وہ ایسا جانور ہے کہ جس کا گوشت کھانا حلال ہے مگر اس کا بیچنا جائز نہیں جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۳ میں ہے ان کان فقیرا وقد اشتراها بنیتها تعینت فلیس له بیعها۔

(۶) —— زمین کا جو حصہ کہ پڑوسی کی زمین سے متصل ہے اس کو پوری لمبائی میں ایک ہاتھ زمین چھوڑ کر باقی حصہ بیچنے سے پڑوسی کا حق شفعہ ساقط ہو جائے

گا جیسا کہ ھدایہ جلد چہارم صفحہ ۳۹۲ میں ہے اذا باع دارا الا مقدار ذراع منها فی طول الحد الذی یلی الشفیع فلاشفعة له لانقطاع الجوار۔ وهذہ حیلة۔ وکذا اذا وهب منه هذا المقدار وسلمه الیه۔

(۷) —— مباح چیز حاصل کرنے کے لیے شرکت جائز نہیں مثلاً جنگل کی لکڑیاں یا گھاس کاٹنے کی شرکت کی کہ جو کچھ کاٹیں گے وہ ہم دونوں میں مشترک ہوگی یا جنگل اور پہاڑ کے پھل چننے میں شرکت کی یا جاہلیت یعنی زمانۂ کفر کے دفینہ نکالنے میں شرکت کی یا مباح زمین سے مٹی اٹھا لانے میں شرکت کی یا اسی ہی زمین سے مٹی کی اینٹ بنانے یا اینٹ پکانے میں شرکت کی۔ یہ سب شرکتیں فاسد اور ناجائز ہیں۔ (بہار شریعت حصۂ دہم ص۳۷)

اور اس طرح کی شرکت کرنا کہ ایک شکار پکڑے اور دوسرا جال اٹھا کر لے جائے تو یہ شرکت بھی ناجائز ہے۔ شکار کا مالک وہی ہے جس نے اسے پکڑا اور دوسرے کو اس کے کام کی اجرت مثل دی جائے گی۔ اور اگر جال تاننے میں شریک نے مدد کی اور شکار ہاتھ نہیں آیا جب بھی اسے واجبی اجرت ملے گی۔ (بہار شریعت حصۂ دہم ص۳۸)

اسی طرح بھیک مانگنے والوں نے شرکت کی کہ جو کچھ مانگ کر لائیں گے وہ دونوں میں مشترک ہوگا تو یہ شرکت بھی ناجائز ہے۔ جس نے جو کچھ مانگ کر جمع کیا ہے وہ اسی کا ہے۔ (بہار شریعت حصۂ دہم ص۳۸)

اسی طرح ایک نے دوسرے کو اپنا جانور دیا یا سائیکل دی کہ اس پر تم اپنا سامان لاد کر پھیری کرو جو نفع ہوگا وہ ہم دونوں تقسیم کر لیں گے تو یہ شرکت بھی جائز نہیں نفع کا مالک وہ ہے جس نے پھیری کی اور جانور یا سائیکل والے کو مناسب کرایہ ملے گا۔

یوں ہی اپنا جال دوسرے کو مچھلی پکڑنے کے لیے دیا کہ جو مچھلی ملے گی وہ ہم لوگ بانٹ لیں گے تو مچھلی اس کو ملے گی جس نے پکڑی اور جال والے کو مناسب کرایہ ملے گا۔ (بہار شریعت حصہ دہم صفحہ ۳۹) —— اور جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۳۴۹ میں ہے لا تصح شرکۃ فی احتطاب واحتشاش واصطیاد واستقاء وسائر مباحات کاجتناء ثمار من جبال وطلب معدن من کنز وطبخ آجر من طین مباح۔ ماحصلہ احدھما فلہ۔ وماحصلہ احدھما باعانۃ صاحبہ فلہ ولصاحبہ اجرمثلہ اھ تلخیصاً

اور فتاوی عالمگیری جلد دوم مصری صفحہ ۲۸۵ میں ہے لا تصح الشرکۃ فی الاحتطاب والاصطیاد والاستقاء کذا فی الکافی۔ وکذا الاحتشاش والتکدی وسوال الناس وما اصطاد کل واحد منھما او احتطبہ او اصابہ من التکدی فھولہ دون صاحبہ وعلی ھذا الاشتراک فی کل مباح کاخذ الکلأ والثمار من الجبال کالجوز والتین والفستق وغیرھا وکذا فی نقل الطین وبیعہ من ارض مباحۃ او الجص او الملح او الثلج او الکحل او المعدن او الکنوز الجاھلیۃ وکذا اذا اشترکا علی ان یبنیا من طین غیر مملوک او یطبخا آجرا کذا فی فتح القدیر ولو اعانہ بنصب الشباک ونحوہ فلم یصبا شیئاً لہ قیمۃ کان لہ اجرمثلہ بالغا مابلغ بلاخلاف کذا فی السراج الوھاج۔

(۸) —— دوسرے کو گائے بکری اس شرط کے ساتھ دینا جائز نہیں کہ جتنے بچے پیدا ہوں گے دونوں نصف نصف لے لیں گے۔ اس صورت میں شرعاً بچے اسی کے ہیں جس کی گائے بکری ہے اور دوسرے کو صرف اس کے کام کی واجبی اجرت ملے گی۔ (بہار شریعت جلد ۱۴ ص ۱۴۳)

اور جیسا کہ شامی جلد سوم صفحہ ۳۵۱ میں ہے اذا دفع البقرۃ بعلف فیکون الحادث بینھما نصفین فما حدث فھو لصاحب البقرۃ وللاخر مثل علفہ واجرمثلہ تاتارخانیہ۔ اور اسی طرح فتاوی عالمگیری جلد چہارم صفحہ ۳۰۴ میں بھی ہے۔

(۹) —— جبکہ مرغی کسی کو اس شرط پر دی کہ جتنے انڈے وہ دے گی دونوں نصف نصف تقسیم کریں گے یہ صورت ناجائز ہے انڈے اسی کے ہیں جس کی مرغی ہے دوسرے کو اس کے کام کی مناسب مزدوری ملے گی۔ (بہار شریعت حصہ چہاردہم صفحہ ۱۴۳ و عالمگیری جلد چہارم مصری صفحہ ۳۰۴)

(۱۰) —— زمین اور بیل ایک شخص کے اور کام و بیج دوسرے کے ذمہ —— یا بیل اور بیج ایک شخص کے اور زمین اور کام دوسرے کا —— یا ایک کے ذمہ فقط بیل باقی سب کچھ دوسرے کا —— یا ایک کا بیج باقی سب دوسرے کے ذمہ —— بٹائی پر کھیت دینے کی یہ چاروں صورتیں ناجائز اور باطل ہیں بہار شریعت جلد ۱۵ صفحہ ۹۶ اور درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۱۷۶ میں ہے بطلت فی اربعۃ اوجہ لو کانت الارض والبقر لزید او البقر والبذر لہ والاخران للاخر او البقر او البذر لہ والباقی للآخر اھ۔

(۱۱) —— جبکہ ہبہ کرنے والا نابالغ ہو تو اس صورت میں ہبہ قبول کرنا جائز نہیں درمختار مع شامی جلد چہارم صفحہ ۵۰۸ میں ہے لا تصح ھبۃ صغیر۔ اور بہار شریعت حصہ چہاردہم صفحہ ۷۷ میں ہے " بعض لوگ دوسرے کے بچہ سے پانی بھروا کر پیتے یا وضو کرتے ہیں یا دوسری طرح استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے کہ اس پانی کا وہ بچہ مالک ہو جاتا ہے اور ہبہ نہیں کرسکتا پھر دوسرے کو اس کا استعمال کیونکر جائز ہوگا انتھی بالفاظہ۔

(۱۲) —— سوم وغیرہ کے موقع پر قرآن مجید پڑھنا جائز مگر اس پر اجرت لینا جائز نہیں حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "سوم وغیرہ کے موقع پر اجرت پر قرآن پڑھوانا ناجائز ہے دینے والا لینے والا دونوں گنہ گار اسی طرح اکثر لوگ چالیس روز تک قبر کے پاس یا مکان پر قرآن پڑھوا کر ایصال ثواب کرواتے ہیں اگر اجرت پر ہو یہ بھی ناجائز۔ بلکہ اس صورت میں ایصال ثواب بے معنی بات ہے کہ جب پڑھنے والے نے پیسوں کی خاطر پڑھا تو ثواب ہی کہاں جس کا ایصال کیا جائے۔ اس کا ثواب یعنی بدلہ پیسہ ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ اعمال جتنے ہیں نیت کے ساتھ ہیں جب اللہ کے لیے عمل نہ ہو ثواب کی اُمید بیکار ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہاردہم ص ۱۳۹)

اور حضرت علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ تعالےٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں قال تاج الشریعۃ فی شرح الھدایۃ ان القرآن بالاجرۃ لا یستحق بالثواب لا للمیت ولا للقاری وقال العینی فی شرح الھدایۃ ویمنع القاری للدنیا والآخذ والمعطی آثمان فالحاصل ان ماشاع فی زماننا من قراءۃ الاجزاء بالاجرۃ۔ لایجوز لان فیہ الامر بالقراءۃ واعطاء الثواب للآمر والقراءۃ لاجل المال فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیۃ الصحیحۃ فاین یصل الثواب الی المستاجر (ردّ المحتار جلد پنجم ص ۲۵)

اور اسی طرح نر جانور کو جفتی کرنے کے دینا جائز ہے مگر اس کام کی اجرت لینا جائز نہیں جیسا کہ ھدایہ جلد سوم صفحہ ۲۸۷ میں ہے لایجوز اخذ اجرۃ عسب التیس وھو ان یواجر فحلا لینزو علی اناث۔

(۱۳) —— زید کا جو بچہ کہ دوسری بیوی سے ہو اس کی بیوی ہندہ زید سے اس بچہ کی دودھ پلانے کی اجرت لے سکتی ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم

صفحہ ۶۷۶ میں ہے جاز استئجار منکوحتہ لولد لامن غیرھا اھ۔ تلخیصاً۔ اور فتاوٰی عالمگیری جلد اوّل مصری صفحہ ۴۹۷ میں ہے۔ ان استأجرھا وھی منکوحتہ او معتدتہ لارضاع ابن لہ من غیرھا جاز کذا فی الھدایۃ۔

(۱۴) —— نماز پڑھنے کیلئے مکان کرایہ پر نہیں لے سکتا۔ بہار شریعت حصہ چہاردہم صفحہ ۱۳۱، ردالمحتار جلد پنجم صفحہ ۲۱

(۱۵) —— قرآن مجید ہو یا کوئی دوسری کتاب چاہے وہ شاعروں کے دیوان ہوں یا قصے کہانی کی کتابیں کسی کو پڑھنے کے لیے کرایہ پر لینا جائز نہیں۔ (درمختار مع شامی جلد ۵ صفحہ ۲۱) اور حضرت صدر الشریعۃ رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "قرآن مجید یا کتاب کو پڑھنے کے لیے کرایہ پر لیا یہ ناجائز ہے۔ یوں ہی شعراء کے دواوین اور قصے کی کتابیں پڑھنے کے لیے اجرت پر لینا ناجائز ہے۔ (بہار شریعت حصہ چہاردہم صفحہ ۱۲۲)

(۱۶) —— کھیت کو اس شرط پر رہن لینا کہ ہم اس کی پیداوار سے فائدہ اٹھاتے رہیں گے اور جب ہمارا روپیہ مل جائے گا تو ہم کھیت واپس کر دیں گے۔ اس طرح رہن لینا سود اور حرام ہے اگرچہ رہن لینے والا گورنمنٹ لگان بھی دیتا رہے۔ حدیث شریف میں ہے کل قرض جر منفعۃ فھو ربا۔ البتہ یہاں کے کافروں کا کھیت اس شرط پر رہن لینا جائز ہے اگرچہ گورنمنٹ لگان بھی نہ دے کہ یہاں کے کفار حربی ہیں جیسا کہ رئیس الفقہاء حضرت مُلا جیون رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تفسیرات احمدیہ صفحہ ۳۰۰ میں فرماتے ہیں ان ھم الا حربی وما یعقلھا الا العالمون اور حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتاوی عزیزیہ جلد اوّل صفحہ ۳۹ پر تحریر فرماتے ہیں "گرفتن سود از حربیاں

بایں وجہ حلال ست کہ مال حربی مباح ست اگر در ضمن آں نقض عہد نباشد و حربی چوں خود بخود بدہد بلا شبہہ حلال خواہد بود۔

(۱۷) —— حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ھیں کہ "بعض لوگ قرض لے کر مکان یا کھیت رہن رکھ دیتے ہیں کہ مرتہن مکان میں رہے اور کھیت کو جوتے بوئے اور مکان یا کھیت کی کچھ اجرت مقرر کر دیتے ہیں مثلاً مکان کا کرایہ پانچ روپئے ماہوار یا کھیت کا پٹہ دس روپئے سال ہونا چاہئے۔ اور طے یہ پاتا ہے کہ رقم زر قرض سے مجرا ہوتی رہے گی جب کل رقم ادا ہو جائے گی اس وقت مکان یا کھیت واپس ہو جائے گا۔ اس صورت میں بظاہر کوئی قباحت نہیں معلوم ہوتی اگرچہ کرایہ یا پٹہ واجبی اجرت سے کم طے پایا ہو اور یہ صورت اجارہ میں داخل ہے یعنی اتنے زمانہ کے لیے مکان یا کھیت اجرت پر دیا اور زر اجرت پیشگی لے لیا۔ (بہار شریعت حصۂ ہفدہم ص ۳۹)

(۱۸) —— جبکہ کسی کو اس شرط پر روپیہ دیا کہ وہ تجارت کرے اور روپیہ دینے والا آدھا یا تہائی یا چوتھائی نفع لے گا یہ طے پایا تو اس طرح روپیہ دے کر نفع حاصل کرنا جائز ہے۔ اسے مضاربت کہتے ہیں۔ (کتب عامہ)

(۱۹) —— صحیح شرعی مجبوری کی صورت میں سود دینے کی شرط پر قرض لینا جائز ہے۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۹۲ میں ہے فی القنیۃ والبغیۃ یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح —— اور اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "سود دینے والا اگر حقیقۃً صحیح شرعی مجبوری کے سبب دیتا ہے اس پر الزام نہیں —— درمختار

میں ہے یجوز للمحتاج الاستقراض بالربح —— اور اگر بلا مجبوری شرعی سود دیتا ہے مثلاً تجارت بڑھانے یا جائداد میں اضافہ کرنے یا اونچا محل بنوانے یا اولاد کی شادی میں بہت کچھ لگانے کے واسطے سودی قرض لیتا ہے تو وہ بھی سود کھانے والے کے مثل ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم ص ۲۴۴)

اور حدیث شریف میں ہے درھم ربا یاکله الرجل وهو یعلم اشد عند الله من ستة وثلاثين زنية فى الحطيم۔ یعنی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک درم سود کا جان بوجھ کر کھائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کعبہ شریف کے حطیم میں چھتیس بار زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ احمد و طبرانی۔ فتاویٰ رضویہ جلد دوم مطبوعہ لائلپور ص ۱۹۳

(۲۰) —— سات صورتوں میں یتیم کی جائداد بیچنا جائز ہے —— (۱) جبکہ جائداد کو اس کی مالیت سے دوگنی قیمت پر بیچے —— (۲) جبکہ یتیم کے پاس اس جائداد کے علاوہ کوئی دوسرا مال نہ ہو اور اس کے ضروری اخراجات پورے نہ ہوتے ہوں —— (۳) جبکہ میت پر کسی کی رقم باقی ہو اور یتیم کی جائداد بیچے بغیر اس کی ادائیگی ممکن نہ ہو —— (۴) جبکہ میت کی کوئی وصیت ہو اور یتیم کی جائداد بیچے بغیر وہ پوری نہ کی جا سکے —— (۵) جبکہ جائداد کی آمدنی اس کے اخراجات سے زائد نہ ہو —— (۶) جبکہ یتیم کی دوکان یا مکان کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو —— (۷) جبکہ جائداد پر کسی کے قبضہ کے سبب یتیم کی ملکیت سے نکل جانے کا ڈر ہو جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں لا یجوز للوصی بیع عقار الیتیم عند المتقدمین۔ ومنعه المتاخرون ایضاً الا فی ثلاثة کما ذکره الزیلعی۔ اذا بیع بضعف قیمته۔ وفیما اذا

احتاج الیتیم الی النفقة ولامال له سواہ ۔ وفیما اذا کان علی المیت دین لاوفاء له الامنه ۔ وزدت اربعا فصار المستثنٰی سبعا۔ ثلاث من الظهیریة ۔ فیما اذا کان فی الترکة وصیة مرسلة لانفاذلها الامنه ۔ وفیما اذا کانت غلاته لاتزید علی مئونته ۔ وفیما اذا کان حانوتا اودارا یخشی علیه النقصان (انتهٰی) والرابعة من بیوع الخانیة فیما اذا کان العقار فی ید متغلب وخاف الوصی علیه فله بیعه ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۲۹۲)

(۲۱) —— بیع استصناع یعنی وہ بیع کہ جس میں کاریگر سے میز، کرسی یا جوتا وغیرہ بنوانے کی فرمائش دے کر بیع ہوتی ہے وہ بیع بیچنے والے کے مرنے سے باطل ہوجاتی ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالٰے علیہ تحریر فرماتے ہیں البیع لایبطل بموت البائع الا فی الاستصناع فیبطل بموت الصانع ۔ (الاشباہ والنظائر ص ۲۱۳)

(۲۲) —— جبکہ دو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوئے اور دارالاسلام میں نہیں آئے۔ تو ان دونوں کے درمیان ۔ اور مسلمان مولٰی اور اس کے غلام کے درمیان سود کا لین دین جائز ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ص ۲۱۴ میں ہے الربا حرام الا فی مسائل ۔ بین مسلمین اسلم ثمه ولم یخرجا الینا وبین المولٰی وعبدہ کما فی ایضاح الکرمانی ۔ اھ ملخصا

(۲۳) —— جبکہ خریدنے والا کافر حربی ہو تو اس کے ہاتھ مُردار کی چمڑا بیچنا جائز ہے ایسا ہی بہار شریعت حصہ یازدہم صفحہ ۵۳ میں ہے ۔ اور ردالمحتار جلد چہارم صفحہ ۱۸۸ میں ہے لو باعهم درهما بدرهمین او باعهم میتة بدراهم فذلك كله طیب اھ ۔ اور ہندوستان کے کافر

حربی ہیں جیسا کہ تفسیرات احمدیہ صفحہ ۳۰۰ میں ہے ان هم الا حربی وما یعقلها الا العالمون ۔

(۲۴) —— جبکہ بیع سلم میں رب السلم مسلم الیہ کو مسلم فیہ ہبہ کردے تو اس صورت میں مسلم الیہ پر ہبہ کرنے والے کو موہوب کا ثمن دینا واجب ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۰ میں ہے ای موهوب وجب دفع ثمنه الی الواهب؟ فقل المسلم فیه ۔ اذا وهبه رب السلم الی المسلم الیه وجب علیه رد راس المال ۔

نوٹ: جس عقد میں مبیع اُدھار اور ثمن نقد ہو اسے بیع سلم کہتے ہیں ۔ اور جو روپیہ دیتا ہے اس کو رب السلم کہتے ہیں اور دوسرے کو مسلم الیہ ۔ اور مبیع کو مسلم فیہ کہتے ہیں ۔ (بہار شریعت وغیرہ)

ہماری نماز

دار الکتب حنفیہ کراچی

قربانی کی پہیلیاں

(۱) — کس صورت میں مالدار مالک نصاب پر قربانی واجب نہیں ؟

(۲) — جو مالک نصاب نہیں ہے اس پر قربانی واجب ہونے کی کیا صورت ہے ؟

(۳) — ایک شخص پر قربانی واجب ہوئی مگر اس نے قربانی نہیں کی اور گنہگار بھی نہیں ہوا۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۴) — کس صورت میں ایک قربانی کرنے کے باوجود پھر اسی سال دوسری قربانی کرنا واجب ہے ؟

(۵) — دیہاتی نے نماز عید سے پہلے قربانی کی مگر قربانی جائز نہیں ہوئی۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۶) — جانور ذبح کیا گیا اور قربانی کی نیت نہیں کی گئی مگر قربانی ہو گئی۔ اسکی صورت کیا ہے ؟

(۷) — دیہات میں قربانی کا مستحب وقت کب سے شروع ہوتا ہے ؟

(۸) — شہر میں رہنے والا اگر عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا چاہے تو اس کی صورت کیا ہے ؟

(۹) — شہر میں دسویں ذی الحجہ کو طلوع فجر کے بعد ہی سے قربانی کرنا جائز ہے اسکی صورت کیا ہے ؟

(۱۰) — شہر میں طلوع فجر کے بعد سے قربانی کرنا جائز نہ رہا مگر عید کی نماز پڑھنے سے پہلے جائز ہو گیا۔ اس کی صورت کیا ہے ؟

(۱۱) — وہ کون سا جانور ہے کہ اس کی قربانی چھ مہینہ کی عمر میں جائز ہے ؟

(۱۲) — وہ کون سا جانور ہے کہ اس کا ایک عضو پورے طور پر کٹا ہوا ہے مگر اس کی قربانی جائز ہے ؟

(۱۳) — کس صورت میں قربانی کرنے والا قربانی کا گوشت نہیں کھا سکتا ؟

(۱۴) — کس صورت میں قربانی کے چمڑے کا پیسہ مسجد میں خرچ کرنا جائز نہیں ؟

(۱۵) — کس صورت میں قربانی کا گوشت تقسیم نہ کرے بلکہ بیچ ڈالے ؟

جواباتِ قربانی کی پہیلیاں

(۱) — مالدار مالک نصاب اگر مسافر ہے تو اس صورت میں اس پر قربانی واجب نہیں کہ وجوب قربانی کے لیے مقیم ہونا شرط ہے فتاوی عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۲۵۷ میں ہے لا تجب علی المسافر۔

(۲) — جو مالک نصاب نہیں ہے اس نے قربانی کی منت مانی تو اس صورت میں اس پر قربانی واجب ہے یا اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خریدا تو اس جانور کی قربانی واجب ہے فتاوی عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۲۵۷ میں ہے اما الذی یجب علی الغنی والفقیر فالمنذور به بان قال لله علی ان اضحی شاة او بدنة او هذه الشاة او هذه البدنة اور ہدایہ جلد چہارم صفحہ ۴۳۱ میں ہے تجب علی الفقیر بالشراء بنیة التضحیة عندنا۔

(۳) — جبکہ ابتدائے وقت میں قربانی واجب ہوئی اور اس نے نہیں کی یہاں تک کہ آخر وقت میں وجوب قربانی کے شرائط جاتے رہے تو اس صورت میں وہ گنہ گار نہ ہوا۔ فتاوی عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۲۵۹ میں ہے لو کان اهلا فی اوله ثم لم یبق اهلا فی آخره بان ارتد او عسر او سافر فی آخره لا تجب۔

(۴) — جبکہ پہلی قربانی کی تو مالک نصاب نہ تھا پھر قربانی کے ہی دنوں میں مالک نصاب ہو گیا تو اس صورت میں ایک قربانی کرنے کے باوجود پھر اسی سال دوسری قربانی کرنا اس پر واجب ہے۔ جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۲۵۹ میں ہے لو ضحی فی اول الوقت وهو فقیر فعلیه

ان یعید الاضحیة وھو الصحیح۔

(۵) —— اگر دیہاتی نے شہر میں نمازِ عید سے پہلے قربانی کی تو قربانی نہیں ہوئی اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ "اگر قربانی شہر میں ہو جہاں نمازِ عید واجب ہے تو لازم ہے کہ بعد نماز ہو اگر نماز سے پہلے کرلی قربانی نہ ہوئی۔ (فتاوی افریقہ مطبوعہ لاہور ص۱۳) اور درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۲۲ میں ہے اول وقتھا بعد الصلاۃ ان ذبح فی مصر اھ۔

(۶) —— قربانی کی نیت سے جانور خریدا۔ پھر مالک نے اجازت نہیں دی اور دوسرے نے اسے قربانی کی نیت کے بغیر ذبح کردیا تو مالک نے گوشت لے لیا اور ذبح کرنے والے سے تاوان نہیں لیا —— اس صورت میں جانور ذبح کیا گیا اور قربانی کی نیت نہیں کی گئی مگر قربانی ہوگئی جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں لو اشتراھا بنیة الاضحیة فذبحھا غیرہ بلا اذن فان اخذھا مذبوحة ولم یضمنه اجزأته۔ (الاشباہ والنظائر ص۲۲)

(۷) —— دیہات میں دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق کے بعد ہی سے قربانی کرنا جائز ہوجاتا ہے مگر وہاں کے لیے قربانی کا مستحب وقت سورج نکلنے کے بعد سے شروع ہوتا ہے چاہے عید کی نماز وہاں ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو فتاوی عالمگیری جلد ۵ ص۲۶۰ میں ہے الوقت المستحبة للتضحیة فی حق اھل السواد بعد طلوع الشمس۔

(۸) —— شہر میں رہنے والا اگر عید کی نماز سے پہلے قربانی کرنا چاہے تو اس کی صورت یہ ہے کہ جانور کو دیہات میں بھیج کر دن نکلتے ہی قربانی

کرالے درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۲ میں ہے حیلة مصری ارادالتعجیل ان یخرجھا لخارج المصر فیضحی بھا اذا طلع الفجر۔

(۹) —— جبکہ شہر میں ایسا فتنہ ہو کہ اس کے سبب بقرعید کی نماز پڑھنا ممکن نہ ہو تو اس صورت میں دسویں ذی الحجہ کو شہر میں بھی طلوعِ فجر کے بعد ہی سے قربانی کرنا جائز ہے جیسا کہ درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۳ میں ہے فی البزازیة بلدة فیھا فتنة فلم یصلوا وضحوا بعد طلوع الفجر جاز فی المختار۔ اور شامی میں ہے قوله جاز فی المختار لان البلدة صارت فی ھذا الحکم کالسواد اتقانی۔ وفی التاتارخانیة وعلیه الفتوی۔

(۱۰) —— جبکہ دوپہر کے بعد گواہوں سے ثابت ہوا کہ آج دسویں ذی الحجہ ہے تو اس صورت میں شہر کے اندر طلوعِ فجر کے بعد قربانی کرنا جائز نہ رہا مگر اب عید کی نماز پڑھنے سے پہلے جائز ہوگیا جیسا کہ شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۳ میں ہے لو شھدوا بعد نصف النھار انه العاشر جاز لھم ان یضحوا ویخرج الامام من الغد فیصلی بھم العید۔

(۱۱) —— دنبہ یا بھیڑ کا بچہ اگر اتنا بڑا ہو کہ دور سے دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہوتا ہو تو اس صورت میں ان جانوروں کی قربانی چھ مہینے کی عمر میں جائز ہے (بہارِ شریعت ج ۱۵ صفحہ ۱۳۹) اور درمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۲۰۴ میں ہے صح الجذع ذو ستة اشھر من الضان ان کان بحیث لو خلط بالثنایا لا یمکن التمییز من بعد اھ۔

(۱۲) —— وہ جانور خصی ہے کہ اس کا خصیہ پورے طور پر کٹا ہوا ہوتا ہے مگر اس کی قربانی جائز ہی نہیں بلکہ افضل ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری

جلد پنجم مصری صفحہ ۲۶۴ میں ہے الخصی افضل من الفحل لانہ اطیب لحماکذا فی المحیط اور جوہرہ نیرہ جلد دوم صفحہ ۲۵۴ میں ہے یجوز ان یضحی بالخصی لانہ اطیب لحما من غیر الخصی قال ابوحنیفۃ ما زاد فی لحمہ انفع مما ذھب من خصیتہ ۔

(۱۳) ـــــ جبکہ قربانی منت کی ہو تو اس صورت میں قربانی کرنے والا اس کا گوشت نہیں کھا سکتا اور اگر میّت نے قربانی کی وصیّت کی ہے تو اس صورت میں بھی اس میں سے نہ کھائے بلکہ کل گوشت صدقہ کردے۔ بہارِ شریعت حصۂ پانزدہم صفحہ ۱۴۴ میں ہے " قربانی اگر منت کی ہے تو اس کا گوشت نہ خود کھا سکتا ہے نہ اغنیاء کو کھلا سکتا ہے بلکہ اس کو صدقہ کر دینا واجب ہے وہ منت ماننے والا فقیر ہو یا غنی دونوں کا ایک ہی حکم ہے کہ خود نہیں کھا سکتا ہے نہ غنی کو کھلا سکتا ہے "

(۱۴) ـــــ پیسے کو اپنے خرچ میں لانے کی نیت سے قربانی کے چمڑے کو بیچا تو اس پیسے کو مسجد میں صرف کرنا جائز نہیں اس لیے کہ اس پیسے کا صدقہ کرنا واجب ہے اور صدقۂ واجبہ کو بلا حیلۂ شرعی مسجد میں لگانا جائز نہیں کفایہ علیٰ فتح القدیر جلد ہشتم صفحہ ۴۳۷ میں ہے اذا تمولها بالبیع وجب التصدق کذا فی الایضاح ۔

(۱۵) ـــــ جبکہ نابالغ کے مال سے قربانی کرے تو جس قدر ہو سکے نابالغ اس میں سے کھائے اور جو بچ رہے اسے تقسیم نہ کرے بلکہ باقی رہنے والی چیزیں مثلاً کتاب یا کپڑا وغیرہ کے عوض بیچ ڈالے جیسا کہ عنایہ شرح ہدایہ مع فتح القدیر جلد ہشتم صفحہ ۴۲۹ میں ہے الاصح ان یضحی من مالہ
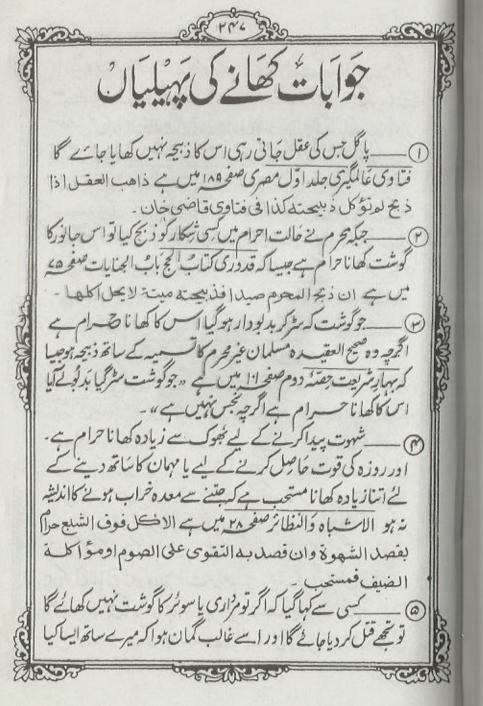
ای من مال الصغیر و یاکل ای الصغیر من الاضحیۃ التی ھی من مالہ ما امکنہ و یبتاع بما بقی ما ینتفع بعینہ کالغربال والمنخل کما فی الجلد وھو اختیار شیخ الاسلام ۔ وھکذا روی ابن سماعۃ عن محمد رحمھم اللہ ۔ اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۰۶ پر احکام الصبیان میں ہے واختلفوا فی وجوب صدقۃ الفطر فی مالہ والاضحیۃ والمعتمد الوجوب فیؤدیھا الولی و یذبحھا ولا یتصدق بشیء من لحمھا فیطعمہ منہ و یبتاع لہ بالباقی ما تبقی عینہ ۔

کھانے کی پہیلیاں

(۱)— وہ کون سا مسلمان ہے کہ اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا؟

(۲)— ایک صحیح العقیدہ عاقل بالغ مسلمان نے حلال جانور کو بسم اللہ اللہ اکبر پڑھکر ذبح کیا مگر اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۳)— وہ کون سا گوشت ہے کہ جو سُنّی صحیح العقیدہ غیر محرم کا تسمیہ کے ساتھ ذبیحہ ہے مگر اس گوشت کا کھانا حرام ہے؟

(۴)— کس صورت میں بھوک سے زیادہ کھانا حرام ہے اور کس صورت میں مستحب ہے؟

(۵)— مردار اور سوئر کا گوشت کھانا کس صورت میں فرض ہے کہ اگر نہ کھائے تو گنہ گار ہوگا؟

(۶)— کس صورت میں یتیم کا مال کھانا جائز ہے؟

(۷)— کس قسم کا پان کھانا حرام ہے؟

(۸)— وہ کون سا گدھا ہے کہ جس کا گوشت حلال ہے؟

(۹)— کس صورت میں تیجہ وغیرہ کا کھانا حرام ہے؟

(۱۰)— ایک عادل نے خبر دی کافر کا ذبیحہ ہے اور دوسرے عادل نے بتایا کہ مسلمان کا ذبیحہ ہے تو اس صورت میں گوشت کے متعلق کس کی خبر مانی جائے گی؟

(۱۱)— بسم اللہ اللہ اکبر کے بغیر جانور ذبح کیا مگر اس کے باوجود اس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

جوابات کھانے کی پہیلیاں

(۱)— پاگل جس کی عقل جاتی رہی اس کا ذبیحہ نہیں کھایا جائے گا فتاوی عالمگیری جلد اول مصری صفحہ ۱۸۹ میں ہے ذاھب العقل اذا ذبح لو تؤکل ذبیحتہ کذا فی فتاوی قاضی خان۔

(۲)— جبکہ محرم نے حالت احرام میں کسی شکار کو ذبح کیا تو اس جانور کا گوشت کھانا حرام ہے جیسا کہ قدوری کتاب الحج باب الجنایات صفحہ ۷۵ میں ہے ان ذبح المحرم صیدا فذبیحتہ میتۃ لا یحل اکلھا۔

(۳)— جو گوشت کہ سڑ کر بدبودار ہو گیا اس کا کھانا حرام ہے اگرچہ وہ صحیح العقیدہ مسلمان غیر محرم کا تسمیہ کے ساتھ ذبیحہ ہو جیسا کہ بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۱ میں ہے "جو گوشت سڑ گیا بدبو آگیا اس کا کھانا حرام ہے اگرچہ نجس نہیں ہے"۔

(۴)— شہوت پیدا کرنے کے لیے بھوک سے زیادہ کھانا حرام ہے۔ اور روزہ کی قوت حاصل کرنے کے لیے یا مہمان کا ساتھ دینے کے لئے اتنا زیادہ کھانا مستحب ہے کہ جتنے سے معدہ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۸ میں ہے الاکل فوق الشبع حرام بقصد الشھوۃ وان قصد بہ التقوی علی الصوم او مؤاکلۃ الضیف فمستحب۔

(۵)— کسی سے کہا گیا کہ اگر تو مرداری یا سوئر کا گوشت نہیں کھائے گا تو تجھے قتل کر دیا جائے گا اور اسے غالب گمان ہوا کہ میرے ساتھ ایسا کیا

جائے گا تو اس صورت میں مُرداری یا سوئر کا گوشت کھانا فرض ہے اگر نہیں کھایا اور مار ڈالا گیا تو گنہ گار ہوا ——— لیکن اگر اس کو یہ بات معلوم نہ تھی کہ اس حالت میں ان چیزوں کا استعمال شرعاً جائز ہے اور ناواقفی کی وجہ سے استعمال نہ کیا اور قتل کر دیا گیا تو گنہ گار نہ ہوا۔

(بہارِ شریعت ج ۱۵ ص۶)

(۶) ——— جبکہ ولی یا وصی یتیم کا کوئی کام کریں تو اس صورت میں انھیں اپنے کام کی اجرت کی مقدار یتیم کا مال کھانا جائز ہے جیسا کہ علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالےٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں (یجوز) اکل الولی والوصی من مال الیتیم بقدر اجرۃ عمله (الاشباہ والنظائر ص۷۹)

(۷) ——— جس پان پر سیپ کا چونا لگا ہو اس کا کھانا حرام ہے۔

(فتاوی رضویہ جلد اوّل صفحہ ۷۰۱)

(۸) ——— جنگلی گدھا کہ جسے گورخر بھی کہتے ہیں حلال ہے جیسا کہ دُرمختار مع شامی جلد پنجم صفحہ ۱۹۳ میں ہے لا یحل الحمر الاھلیة بخلاف الوحشیة فانها ولبنها حلال اھ تلخیصًا۔

(۹) ——— جبکہ تیجہ وغیرہ میّت کے ترکہ سے کیا جائے اور ورثہ میں کوئی نابالغ ہو تو اس صورت میں تیجہ وغیرہ کا کھانا حرام ہے۔ حضرت صدر الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "تیجہ وغیرہ کا کھانا اکثر میّت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے اس میں یہ لحاظ ضروری ہے کہ ورثہ میں کوئی نابالغ نہ ہو ورنہ سخت حرام ہے۔ یوں ہی اگر بعض ورثہ موجود نہ ہوں جب بھی ناجائز ہے جبکہ غیر موجودین سے اجازت نہ لی ہو۔ اور سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو یا کچھ نابالغ یا غیر موجود ہوں مگر بالغ

موجود اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں ——— (بہارِ شریعت حصہ چہارم ص۱۶۹)

(۱۰) ——— جبکہ گوشت کے بارے میں اختلاف ہو تو جو شخص کہے کہ مسلمان کا ذبیحہ ہے اس کی خبر نہیں مانی جائے گی بلکہ جو کہے کافر کا ذبیحہ ہے اس کی بات مانی جائے گی اور گوشت کو حرام قرار دیا جائے گا۔ البتہ دوسرے کھانے اور پانی کے بارے میں اگر دو طرح کی خبریں دی جائیں تو کھانے کو حلال اور پانی کو پاک ہی قرار دیا جائے گا جیسا کہ درمختار میں ہے یعمل بخبر الحرمة فی الذبیحة وبخبر الحل فی ماء وطعام۔ اور شامی جلد اوّل صفحہ ۲۳۲ میں ہے اذا اخبرہ عدل بان ھذا اللحم ذبیحة مجوسی او میتة وعدل اٰخر انه ذبیحة مسلم لا یحل لانه لما تهاتر الخبران بقی علی الحرمة الاصلیة لا یحل الا بالذکاة ولو اخبرا عن ماء وتهاترا بقی علی الطهارة الاصلیة۔

(۱۱) ——— بھول کر بسم اللہ اللہ اکبر کے بغیر جانور ذبح کر دیا تو اس صورت میں اس جانور کا گوشت کھانا حلال ہے ہدایہ جلد چہارم صفحہ ۴۱۹ میں ہے ان ترك الذابح التسمیة عمدًا فالذبیحة میتة لا تؤکل وان ترکها ناسیا اکل۔

سونے اور جاگنے کی پہیلیاں

(۱) کس طرح سونا منع ہے ؟

(۲) کس وقت سونا مکروہ ہے ؟

(۳) کس چیز پر لوگ عام طور پر سوتے ہیں حالانکہ اس پر سونا منع ہے ؟

(۴) کس صورت میں پاؤں پر پاؤں رکھکر سونا منع ہے ؟

(۵) کس صورت میں جاگنا منع ہے ؟

(۶) سونے والا کتنی باتوں میں جاگنے والے کے حکم میں ہے ؟

جوابات سونے اور جاگنے کی پہیلیاں

(۱) پیٹ کے بل سونا منع ہے جیساکہ ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ ان ھذہ ضجعۃ لا یحبھا اللہ۔ یعنی اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۴) اور ابن ماجہ شریف میں حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں پیٹ کے بل لیٹا ہوا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے پاس سے گزرے تو پاؤں سے ٹھوکر ماری اور فرمایا اے جندب (یہ حضرت ابوذر کا نام ہے) انما ھی ضجعۃ اھل النار یعنی یہ جہنمیوں کے لیٹنے کا طریقہ ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۵)

(۲) دن کے ابتدائی حصہ میں سونا یا مغرب وعشاء کے درمیان سونا مکروہ ہے۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۷۰)

(۳) بغیر منڈیر کی چھت پر سونا منع ہے جیساکہ ابوداؤد شریف میں حضرت علی بن شیبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے فرمایا من بات علی ظھر بیت لیس علیہ حجاب فقد برأت منہ الذمۃ یعنی جو شخص ایسی چھت پر رات میں رہے کہ جس پر روک نہیں ہے تو اس سے ذمہ بری ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر رات میں چھت سے گر جائے تو اس کا ذمہ دار وہ خود ہے (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۰۴) اور ترمذی شریف میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے قال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان ینام

الرجل علی سطح لیس بمحجور علیه ۔ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس چھت پر سونے سے منع فرمایا ہے جس پر روک نہ ہو۔
(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۴۴)

(۴) — جبکہ ایک پاؤں کھڑا ہو اور لنگی وغیرہ پہنے ہو تو اس صورت میں پاؤں پر پاؤں رکھ کر سونا منع ہے کہ اس حالت میں بے ستری کا اندیشہ ہے۔ اور اگر پائجامہ وغیرہ پہنے ہو یا پاؤں کو پھیلا کر ایک کو دوسرے پر رکھے ہوئے ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۶۸)

(۵) — جب یہ اندیشہ ہو کہ صبح کی نماز جاتی رہے گی تو بلا ضرورت شرعیہ اسے رات میں دیر تک جاگنا منع ہے (بہار شریعت حصہ چہارم ۳۴)

(۶) — سونے والا پچیس باتوں میں جاگنے والے کے حکم میں ہے

(۱) جبکہ روزہ دار سو رہا ہو اور اس کے حلق میں پانی کا قطرہ چلا گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا — (۲) سونے کی حالت میں عورت سے کوئی ہمبستری کرے تو اس کا روزہ چلا جائے گا — (۳) احرام کی حالت میں سو رہا ہو اور کوئی اس کا بال مونڈ دے تو کفارہ واجب ہو گا — (۴) احرام کی حالت میں عورت سو رہی ہو اور شوہر اس سے ہمبستری کرے تو عورت پر کفارہ لازم ہو گا — (۵) احرام باندھے ہوئے سو رہا تھا کہ اسی حالت میں کسی شکار پر گر گیا جس کے سبب وہ مر گیا تو کفارہ لازم ہو گا — (۶) احرام کی حالت میں کسی سواری پر سو رہا تھا کہ نویں ذی الحجہ کو سورج ڈھلنے کے بعد اور ۱۰ ذی الحجہ کو اجالا ہونے سے پہلے اس کی سواری کسی وقت میدان عرفات سے ہو کر گذر گئی تو اس نے حج پالیا — (۷) جبکہ شکار پر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر تیر پھینکا

گیا اور وہ تیر کے زخم کے سبب کسی سونے والے کے پاس گر کر مر گیا تو حرام ہو گا جیسے کہ جاگنے والے کے پاس گر کر مرنے سے حرام ہوتا ہے جبکہ وہ ذبح پر قادر ہوتا ہے — (۸) سونے والا کسی سامان پر گر جائے جس کے سبب وہ ٹوٹ جائے تو ضمان واجب ہو گا — (۹) جبکہ باپ دیوار کے کنارے سو رہا ہو اور بیٹا سونے کی حالت میں باپ کے اوپر چھت سے گر کر ہلاک ہو جائے تو بعض فقہاء کے قول پر باپ وراثت سے محروم ہو گا۔ اور یہی صحیح ہے — (۱۰) کسی سونے والے کو اٹھا کر دیوار کے نیچے کر دیا اس کے بعد دیوار گری اور وہ مر گیا تو دیوار کے نیچے کرنے والے پر ضمان لازم نہیں ہو گا — (۱۱) مرد اپنی عورت کے ساتھ ایسی جگہ پر تنہائی میں ہوا کہ جہاں کوئی اجنبی سو رہا تھا تو خلوت صحیحہ نہیں پائی گئی۔

(۱۲) مرد کسی گھر میں سو رہا تھا کہ اس کی بیوی وہاں آئی اور تھوڑی دیر ٹھہر کر چلی گئی تو خلوت صحیحہ ثابت ہو گئی — (۱۳) عورت کسی گھر میں سو رہی تھی کہ اس کا شوہر وہاں آیا اور تھوڑی دیر بعد چلا گیا تو خلوت صحیحہ پائی گئی — (۱۴) عورت سو رہی تھی کہ ڈھائی سال سے کم عمر کا بچہ آیا اور اس کی پستان سے دودھ پی لیا تو حرمت رضاعت ثابت ہو جائے گی — (۱۵) نمازی سو گیا اور اسی حالت میں اس نے کلام کیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی — (۱۶) نمازی سو گیا اور حالت قیام میں اس نے قراءت کی تو وہ قراءت ایک روایت میں معتبر ہو گی (۱۷) تیمم کرنے والی کی سواری ایسے پانی سے گذری کہ جس کا استعمال ممکن تھا اور وہ سوتا تھا تو اس کا تیمم ٹوٹ گیا — (۱۸) سونے والے نے آیت سجدہ تلاوت کی جسے کسی شخص نے سن لیا تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو گا جیسے کہ جاگنے

والے سے سُننے پر واجب ہوتا ہے ۔۔۔ (۱۹) یہ سونے والا جبکہ بیدار ہوا تو اسے کسی شخص نے بتایا کہ تم نے سونے کی حالت میں آیتِ سجدہ تلاوت کی ہے تو بعض فقہاء کے نزدیک اس پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہے ۔۔۔ (۲۰) کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں سے بات نہیں کروں گا۔ پھر قسم کھانے والا اس کے پاس آیا جبکہ وہ سو رہا تھا تو اس نے کہا اٹھ مگر سونے والا اٹھا نہیں تو بعض فقہاء کے قول پر اس کی قسم نہیں ٹوٹے گی لیکن صحیح یہ ہے کہ ٹوٹ جائے گی ۔۔۔ (۲۱) عورت کو طلاق رجعی دی پھر عورت جبکہ سو رہی تھی شوہر نے اسے شہوت کے ساتھ چھوا تو رجعت ہو گئی ۔۔۔ (۲۲) طلاق رجعی دینے والا شوہر سو رہا تھا کہ عورت نے اسے شہوت کے ساتھ بوسہ لے لیا تو حضرت امام ابو یوسف رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے نزدیک مراجعت ہو جائے گی ۔۔۔ (۲۳) مرد سو رہا تھا کہ اسی حالت میں اجنبی عورت نے مرد کے ذکر کو اپنی شرمگاہ میں داخل کر لیا اور مرد نے بیدار ہونے کے بعد عورت کے اس فعل کو جانا تو حرمت مصاہرت ثابت ہو گئی ۔۔۔ (۲۴) عورت نے کسی سونے والے مرد کو شہوت کے ساتھ بوسہ لیا تو حرمت مصاہرت ثابت ہو جائے گی ۔۔۔ (۲۵) جبکہ نماز میں سو جائے اور احتلام ہو تو غسل واجب ہو گا اور بنا نہیں کر سکتا۔

(الاشباہ والنظائر ص ۳۱۹ تا ص ۳۲۱)

حظر و اباحت کی پہیلیاں

(۱) ۔۔۔ کس صورت میں خودکشی کرنا گناہ نہیں ؟

(۲) ۔۔۔ کس صورت میں مسکین سائل کو بھی کھانا دینا جائز نہیں ؟

(۳) ۔۔۔ کس صورت میں ختنہ کرانا جائز نہیں ؟

(۴) ۔۔۔ کس صورت میں رشوت دینا جائز ہے ؟

(۵) ۔۔۔ وہ کون سا مُردار جانور ہے جو حلال ہے ؟

(۶) ۔۔۔ وہ کون سا مسلمان ہے کہ نہ کسی کا قاتل ہے اور نہ مُرتد مگر اس کے قتل کا حکم ہے ؟

(۷) ۔۔۔ کس صورت میں مرد کو سونا استعمال کرنا جائز ہے ؟

(۸) ۔۔۔ ساڑھے چار ماشہ سے کم انگوٹھی کے علاوہ اور کس صورت میں مرد کو چاندی استعمال کرنا جائز ہے ؟

(۹) ۔۔۔ وہ کون سا برتن ہے جو سونا چاندی کا نہیں ہے مگر اس کا استعمال کرنا حرام ہے ؟

(۱۰) ۔۔۔ وہ کون سا برتن ہے کہ جس کا استعمال کرنا جائز ہے مگر اس سے وضو بنانا مکروہ ہے ؟

(۱۱) ۔۔۔ کس صورت میں بلا اجازت دوسرے کے گھر میں داخل ہونا جائز ہے ؟

(۱۲) ۔۔۔ راستہ کی پڑی ہوئی چیز اٹھانا کب جائز ہے اور کب ناجائز ؟

(۱۳) ۔۔۔ وہ کون سا قلم ہے کہ اس سے لکھنا جائز نہیں ؟

(۱۴) ——— مچھلی وغیرہ کا شکار کس صورت میں حرام ہے ؟

(۱۵) ——— ہاتھ دھونے کے بعد کس صورت میں اُسے تولیہ سے پوچھنا منع ہے ؟

(۱۶) ——— کن صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے ؟

(۱۷) ——— کس صورت میں قبلہ رُخ بیٹھنا منع ہے ؟

(۱۸) ——— کن صورتوں میں قبلہ کی طرف پیر کرنا جائز ہے ؟

(۱۹) ——— کن لوگوں کو بھیک مانگنا حرام ہے ؟

(۲۰) ——— کن لوگوں کو سوال کرنا یعنی بھیک مانگنا جائز ہے ؟

(۲۱) ——— وہ کون سا مسلمان ہے کہ اس کو قرآن مجید پڑھنا حرام ہے ؟

(۲۲) ——— کس صورت میں قرآن مجید چھونا حرام ہے ؟

(۲۳) ——— کس صورت میں منّت کا پوری کرنا ضروری نہیں ؟

(۲۴) ——— کس منّت کو پوری نہ کرنے کا حکم ہے ؟

(۲۵) ——— کس صورت میں خطبہ بیٹھ کر پڑھنے میں حرج نہیں ؟

(۲۶) ——— کس صورت میں کالا خضاب لگانا بہتر ہے ؟

(۲۷) ——— کن صورتوں میں حضور کا نام مبارک سُننے پر ہاتھ چوم کر آنکھوں پر لگانا منع ہے ؟

(۲۸) ——— وہ کون سا رومال ہے جس پر نماز پڑھنا بہتر نہیں ؟

جوابات حظر واباحت کی پہیلیاں

(۱) ——— ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ تو اپنے کو تلوار سے قتل کر ورنہ میں تجھے نہایت بُرے طریقہ سے قتل کروں گا۔ تو اس شخص کو غالب گمان ہوا کہ اگر میں اپنے کو قتل نہ کروں گا تو یہ شخص جیسی دھمکی دے رہا ہے ویسا ہی کر گزرے گا یعنی اکراہ شرعی پایا گیا تو اس صورت میں خودکشی گناہ نہیں۔ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۳۶ میں ہے لو قال له لتقتلن نفسك بالسيف اولا قتلنك بالسياط او ذكر له نوعا من القتل هو اشد مما امره ان يفعل بنفسه وسعه ان يقتل نفسه بالسيف -

(۲) ——— دوسرے کے مکان پر کھانا کھا رہے ہوں تو اس کے کھانے میں سے مسکین سائل کو دینا جائز نہیں (بہار شریعت ج ۱۴ ص ۹۶) اور درمختار مع شامی جلد چہارم صفحہ ۵۲۲ پر ہے دعا قوما الی طعام و فرقهم علی اخونة ليس لاهل خوان مناولة اهل خوان اخر ولا اعطاء سائل -

(۳) ——— بالغ آدمی کو ڈاکٹر یا نائی سے ختنہ کروانا جائز نہیں۔ اس لیے کہ ختنہ سُنّت ہے اور بالغ آدمی کا ڈاکٹر یا نائی کے سامنے شرمگاہ کھولنا حرام ہے۔ اور سُنّت کے لیے حرام کا ارتکاب جائز نہیں اعلیحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی المولیٰ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں "جوان آدمی آپ اپنا ختنہ کر سکے تو کرے ورنہ ممکن ہو تو ایسی عورت سے نکاح کرے یا ایسی کنیز شرعی خریدے جو ختنہ کر سکے یہ بھی نہ ہو سکے تو اسے معاف ہے (فتاویٰ افریقہ لاہوری صفحہ ۳۶) اور حضرت صدر الشریعۃ علیہ الرحمۃ والرضوان فتاویٰ عالمگیری کے حوالہ سے تحریر فرماتے

ہیں کہ "بالغ شخص مُشرف باسلام ہوا۔ اگر وہ خود ہی اپنی مسلمانی کرسکتا ہے تو اپنے ہاتھ سے کرلے ورنہ نہیں۔ ہاں اگر ممکن ہو تو ایسی کوئی عورت جو ختنہ کرنا جانتی ہو اس سے نکاح کرے تو نکاح کرکے اس سے ختنہ کرالے

(بہارِ شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۲۰۱)

④ — اپنا حق پانے کے لیے یا اپنے اوپر سے ظلم کو دفع کرنے کے لیے رشوت دینا جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الراشی والمرتشی کے تحت حضرت مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں الرشوۃ مایعطی لابطال حق اولاحقاق باطل اما اذا اعطی لیتوصل بہ الی حق اولیدفع بہ عن نفسہ ظلما فلا بأس بہ۔

(مرقاۃ جلد ۴ صفحہ ۱۵۳)

⑤ — دو مردار جانور حلال ہیں۔ ایک مچھلی دوسرے ٹڈی۔ جیسا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے حدیث شریف مروی ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احلت لنا میتتان و دمان المیتتان الحوت والجراد والدمان الکبد والطحال۔ یعنی سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے لئے دو مردار جانور اور دو خون حلال کئے گئے ہیں مردار جانور تو مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون کلیجی اور تلی ہیں۔ (احمد، ابن ماجہ، دار قطنی، مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۱)

⑥ — جو شخص ماہِ رمضان میں علانیہ بلا عذر قصداً کھائے اس مسلمان کے قتل کا حکم ہے اگرچہ وہ کسی کا قاتل اور مُرتد نہ ہو جیسا کہ درمختار مع شامی جلد دوم صفحہ ۱۱۰ میں ہے لو اکل عمداً شھرۃ بلا عذر یقتل وتمامہ فی شرح الوھبانیۃ۔

⑦ — بغیر زنجیر سونے کا بٹن مَرد کو استعمال کرنا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ شانزدہم صفحہ ۵۲)

⑧ — جبکہ چاندی کا بٹن بغیر زنجیر ہو تو مرد کو اس کا استعمال بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت صدرُ الشریعہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں "سونے چاندی کے بٹن کرتے یا اچکن میں لگانا جائز ہے جس طرح ریشم کی گھنڈی جائز ہے (درمختار) یعنی جبکہ بٹن بغیر زنجیر ہوں اور اگر زنجیر والے بٹن ہوں تو ان کا استعمال ناجائز ہے کہ زنجیر زیور کے حکم میں ہے جس کا استعمال مَرد کو ناجائز ہے (بہارِ شریعت ج ۱۶ ص ۵۲)

⑨ — جو برتن کہ آدمی یا خنزیر کے اجزاء سے بنایا گیا ہو اس کا استعمال کرنا حرام ہے الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے ای اناء من غیر النقدین یحرم استعمالہ فقل المتخذ من اجزاء الآدمی۔

⑩ — جس برتن کو اپنے لیے خاص کرلیا ہو اس کا استعمال جائز ہے مگر اس سے وضو بنانا مکروہ ہے جیسا کہ بہارِ شریعت حصہ دوم صفحہ ۲۲ میں ہے کہ اپنے لئے کوئی لوٹا وغیرہ خاص کرلینا مکروہ ہے۔ اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے ای اناء مباح الاستعمال یکرہ الوضوء منہ ؟ فقل ماخصہ لنفسہ۔

⑪ — جبکہ کسی کا قیمتی سامان دوسرے کے گھر میں گرگیا اور مالک کو خوف ہے کہ اگر وہ گھر والے سے مانگے گا تو وہ چھپالے گا تو اس صورت میں بلا اجازت دوسرے کے گھر میں داخل ہونا جائز ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر ۸۸ میں ہے جواز دخول بیت غیرہ اذ اسقط متاعہ فیہ وخاف صاحبہ انہ لو طلبہ منہ لاخفاءہ۔

(۱۲) ـــــ مالک کو دینے کی نیت سے اٹھانا جائز ہے ۔ اور اپنے لئے اٹھانا جائز نہیں ہے جیساکہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں قالوا فی باب اللقطۃ ان اخذھا بنیۃ الردھا حل لہ رفعھا وان اخذھا بنیۃ لنفسہ کان غاصبا آثما (الاشباہ والنظائر ص۲۸)

(۱۳) ـــــ جس قلم کی نب سونا، چاندی کی ہو اس سے لکھنا جائز نہیں (بہار شریعت ج ۱۶ ص۳۵)

(۱۴) ـــــ جبکہ شکار محض بغرض تفریح ہو بندوق، غلیل کا ہو خواہ مچھلی کا روزانہ ہو خواہ کبھی کبھی تو وہ مطلقاً بالاتفاق حرام ہے[1] ۔ (احکام شریعت حصہ اول ص۱۲)

(۱۵) ـــــ کھانے کے لیے ہاتھ دھوئے تو اسے تولیہ وغیرہ سے پوچھنا منع ہے جیساکہ فتاویٰ عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۲۹۶ میں ہے لا یمسح یدہ قبل الطعام بالمندیل لیکون اثر الغسل باقیا وقت الاکل ۔

(۱۶) ـــــ اپنا حق پانے کے لیے یا اپنے اوپر سے ظلم کو دفع کرنے کے لیے جھوٹ بولنا جائز ہے اعلیحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ عنا تحریر فرماتے ہیں "جب آدمی کا حق مارا جاتا ہو اور وہ بغیر کسی ایسے اظہار کے جو بظاہر خلاف واقع ہے حاصل نہ ہو سکتا ہو تو اپنے احیائے حق کے لیے ایسی بات کا بیان شرعاً جائز ہے اگرچہ سامع اسے کذب پر محمول کرے ۔ درمختار میں ہے الکذب مباح لاحیاء حقہ ودفع الظلم عن نفسہ ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۱۹۲)

اور حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں کہ "تین صورتوں میں جھوٹ بولنا جائز ہے یعنی اس میں گناہ نہیں ایک جنگ کی صورت میں کہ یہاں اپنے مقابل کو دھوکا دینا جائز ہے ۔ اسی طرح جب ظالم ظلم کرنا چاہتا ہو تو اس کے ظلم سے بچنے کے لیے بھی جائز ہے ۔ دوسری

(۱) درمختار مع شامی جلد پنجم ص۲۹۰ میں ہے ھو مباح الا للتلھی ۔ ملخصاً ۔

صورت یہ ہے کہ دو مسلمانوں میں اختلاف ہے اور یہ ان دونوں میں صلح کرانا چاہتا ہے مثلاً ایک کے سامنے یہ کہہ دے کہ وہ تمھیں اچھا جانتا ہے تمھاری تعریف کرتا تھا یا اس نے تمھیں سلام کہلا بھیجا ہے ۔ اور دوسرے کے پاس بھی اسی قسم کی باتیں کرے تاکہ دونوں میں عداوت کم ہو جائے اور صلح ہو جائے ۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بیوی کو خوش کرنے کے لیے کوئی بات خلاف واقع کہہ دے (بہار شریعت حصہ شانزدہم صفحہ ۱۳۶ بحوالہ عالمگیری) اور سچ بولنے میں فساد پیدا ہوتا ہو تو اس صورت میں بھی جھوٹ بولنا جائز ہے اور بے گناہ کو قتل سے بچانے کے لیے جھوٹ بولنا واجب ہے

(بہار شریعت جلد ۱۶ صفحہ ۱۳۷)

(۱۷) ـــــ بعد سلام امام کو قبلہ رُخ بیٹھنا مکروہ و منع ہے (فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ ۶۶) اور پیشاب و پاخانہ کرنے کے وقت قبلہ رُخ بیٹھنا حرام ہے جیساکہ حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ تعالےٰ تحریر فرماتے ہیں "مذہب امام اعظم ابوحنیفہ آنست کہ استقبال قبلہ و استدبار آں در بول و غائط حرام ست چہ در صحرا و چہ در خانہا"، یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ پیشاب و پاخانہ کرنے میں قبلہ کی جانب مونھ یا پیٹھ کرنا حرام ہے چاہے جنگل میں ہو یا گھروں میں ۔ (اشعۃ اللمعات جلد اوّل ص۱۹۸)

(۱۸) ـــــ مُردہ کو نہلانے میں اور قبرستان جبکہ ہمارے ملک میں پورب ہو تو مردہ کو وہاں پہونچانے میں اس کے پیروں کو قبلہ کی طرف کرنا کوئی حرج نہیں ۔ اور مریض جبکہ بیٹھ کر بھی نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو تو چت لیٹ کر قبلہ کی طرف پاؤں کرے ۔ مگر اس صورت میں پاؤں نہ پھیلائے بلکہ

گھٹنے کھڑے رکھے۔ فتاویٰ عالمگیری جلد اوّل صفحہ ۱۲۸ میں ہے ان تعذر القعود اومأ بالرکوع والسجود مستقلیا علی ظهره وجعل رجلیه الی القبلة ۔ اور اسی کتاب میں صفحہ ۱۲۸ پر ہے وکیفیة الوضع عند اصحابنا الوضع طولا کما فی حالة المرض اذا اراد الصلاة بایماء ۔

(۱۹) — جو اپنی ضروریاتِ شرعیہ کے لائق مال رکھتا ہے یا اس کے کسب پر قادر ہے اسے بھیک مانگنا حرام ہے جیسے اکثر قوم کے فقیر، جوگی، سادھو وغیرہ۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۴۶۸)

(۲۰) — جو لوگ کہ عاجز و ناتواں ہیں کہ نہ مال رکھتے ہیں اور نہ کمانے پر قادر ہیں یا جتنے کی حاجت ہے اتنا کمانے کی قدرت نہیں رکھتے تو ایسے لوگوں کو بقدر حاجت سوال کرنا جائز ہے ۔ اور یہی لوگ ہیں جنھیں جھڑکنا حرام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ ص ۴۶۸)

(۲۱) — جس مسلمان پر غسل فرض ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت اسے قرآن مجید پڑھنا حرام ہے درمختار مع شامی جلد اوّل صفحہ ۱۱۶ میں ہے یحرم بالحدث الاکبر تلاوة قرآن ولو دون اٰیة علی المختار بقصده فلو قصد الدعاء او الثناء او افتتاح امر او التعلیم ولقن کلمة کلمة حل فی الاصح ۔

(۲۲) — بے وضو ہونے کی صورت میں قرآن شریف چھونا حرام ہے حیض و نفاس کی حالت اور غسل فرض ہونے کی صورت میں بھی قرآن شریف چھونا حرام ہے البتہ جزدان میں ہو تو اس جزدان کے چھونے میں حرج نہیں درمختار مع ردالمحتار جلد اوّل صفحہ ۱۱۶ میں ہے یحرم بالاکبر وبالاصغر مس مصحف الا بغلاف متجاف غیر مشرز۔ تلخیصًا۔

(۲۳) — یہ منت مانی کہ اگر بیمار اچھا ہو جائے تو میں ان لوگوں کو کھانا

کھلاؤں گا اور وہ لوگ مالدار ہوں تو منت صحیح نہیں اس کا پورا کرنا اس پر ضروری نہیں (بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ۳۳) اور درمختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۶۸ میں ہے فی القنیة نذر التصدق علی الاغنیاء لم یصح مالم ینو ابناء السبیل ۔

(۲۴) — علم تعزیہ بنانے، پیک بننے محرم میں بچوں کو فقیر بنانے اور بدھی پہنانے مرثیہ کی مجلس کرنے اور تعزیوں پر نیاز دلوانے وغیرہ خرافات جو روافض اور تعزیہ دار لوگ کرتے ہیں ان کی منت مانی ہو تو پوری نہ کرے (بہارِ شریعت حصہ نہم صفحہ ۳۵)

(۲۵) — جبکہ نکاح کا خطبہ ہو تو اسے بیٹھکر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں (فتاویٰ رضویہ جلد پنجم صفحہ ۵۲)

(۲۶) — لڑائی میں کافروں کو مرعوب کرنے کے لیے کالا خضاب لگانا بہتر ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد پنجم صفحہ ۲۸۱ میں ہے اما الخضاب بالسواد للغزو لیکون اهیب فی عین العدو فهو محمود بالاتفاق۔

(۲۷) — خطبے کے وقت میں یا جس وقت کہ قرآن مجید سن رہا ہے یا نماز پڑھ رہا ہے ان حالتوں میں نام مبارک سننے پر ہاتھ چوم کر آنکھوں پر لگانے کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد دوم مطبوعہ لائلپور ص ۲۱۷)

(۲۸) — وضو کے بعد جس رومال سے اعضاء کو پونچھتا ہو اس رومال پر نماز پڑھنا بہتر نہیں جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۶۹ میں ہے الاولی ان لا یصلی علی مندیل الوضوء الذی یمسح به ۔

وراثت کی پہیلیاں

(۱) ـــــ وہ کون لوگ ہیں جو کسی کی جائداد کے وارث نہیں ہوتے اور نہ ان کی جائداد کا کوئی دوسرا وارث ہوتا ہے ؟

(۲) ـــــ وہ کون شخص ہے جو کسی کا وارث نہیں ہوتا مگر دوسرے اس کی جائداد کے وارث ہوتے ہیں ؟

(۳) ـــــ مرنے کے بعد مردہ دنیا کی کس چیز کا مالک ہوتا ہے ؟

(۴) ـــــ کس صورت میں لڑکا باپ کی جائداد کا وارث نہ ہوگا ؟

(۵) ـــــ مرا ہوا بچہ پیدا ہوا پھر بھی وہ اپنے باپ وغیرہ کا وارث ہوا اس کی صورت کیا ہے ؟

(۶) ـــــ اسلام میں سب سے پہلے کس کی میراث تقسیم کی گئی ؟

(۷) ـــــ وہ کون شخص ہے کہ جس کے لیے مال کی وصیت کرنا جائز نہیں ؟

جوابات وراثت کی پہیلیاں

(۱) ـــــ وہ انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام ہیں جو کسی کی جائداد کے وارث نہیں ہوتے اور نہ ان کی جائداد کا کوئی دوسرا وارث ہوتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں الانبیاء علیہم السلام لا یرثون ولا یورثون (الاشباہ والنظائر ص ۴۹۷)

اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شریف مروی ہے کہ سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لانورث ما ترکناہ صدقۃ۔ یعنی ہم گروہ انبیاء کسی کو اپنا وارث نہیں بناتے۔ ہم جو کچھ چھوڑ جاتے ہیں وہ سب صدقہ ہے (بخاری، مسلم، مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۰)

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حدیث شریف مروی ہے کہ حضور کے وصال فرما جانے کے بعد ازواج مطہرات نے چاہا کہ حضرت عثمان غنی کے ذریعہ حضور کے مال سے اپنا حصہ تقسیم کروائیں۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا الیس قد قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ۔ یعنی کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ کسی کو اپنے مال کا وارث نہیں بناتے جو کچھ ہم چھوڑ جائیں وہ سب صدقہ ہے۔ (مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۹۱)

اور بخاری و مسلم میں حضرت مالک بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ مجمع صحابہ میں جن میں حضرت عباس، حضرت عثمان

حضرت علی، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم موجود تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سب کو قسم دے کر فرمایا کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے تو سب نے اقرار کیا کہ ہاں حضور نے ایسا فرمایا ہے

حدیث شریف کے اصل الفاظ یہ ہیں انشدکم باللہ الذی باذنہ تقوم السماء والارض ھل تعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال لانورث ماترکناہ صدقۃ قالوا قد قال ذلک فاقبل عمر علی علیٍّ وعباس فقال انشدکما باللہ ھل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قد قال ذلک قال نعم۔

یعنی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں آپ لوگوں کو خدائے تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں۔ کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کسی کو وارث نہیں بناتے۔ ہم جو کچھ چھوڑیں وہ صدقہ ہے۔ تو ان لوگوں نے کہا بیشک حضور نے ایسا فرمایا ہے۔ پھر وہ حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا میں آپ دونوں کو خدائے تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کیا آپ لوگ جانتے ہیں کہ حضور نے ایسا فرمایا ہے؟ تو ان لوگوں نے بھی کہا کہ ہاں حضور نے ایسا فرمایا ہے۔ (اللفظ للبخاری جلد دوم صفحہ ۵۷۵، مسلم جلد دوم صفحہ ۹۰)

ان احادیث کریمہ کے صحیح ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا زمانہ آیا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ترکہ

خیبر اور فدک وغیرہ ان کے قبضہ میں ہوا اور پھر ان کے بعد حسنین کریمین وغیرہ کے اختیار میں رہا۔ مگر ان میں سے کسی نے ازواج مطہرات، حضرت عباس، اور ان کی اولاد کو باغ فدک وغیرہ سے حصہ نہ دیا۔ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ نبی کے ترکہ میں وراثت جاری نہیں ہوتی —— اسی لیے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو باغ فدک نہیں دیا نہ کہ بغض و عداوت کے سبب جیسا کہ رافضیوں کا الزام ہے۔

انتباہ:۔ آیت کریمہ وَوَرِثَ سُلَیْمٰنُ دَاوٗدَ یا اس کے علاوہ قرآن مجید اور حدیث شریف میں جہاں بھی انبیائے کرام کی وراثت کا ذکر ہے اس سے علم شریعت و نبوت ہی مراد ہے نہ کہ درہم و دینار۔

(۲) —— مرتد کسی کا وارث نہیں ہوتا مگر مسلمان ورثہ اس کی جائداد کے وارث ہوتے ہیں جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں المرتد لایرث وترثہ ورثتہ المسلمون (الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۹۷)

(۳) —— جبکہ مرنے سے پہلے شکار کے لیے کہیں جال پھیلایا اور مرنے کے بعد اس میں شکار پھنسا۔ تو اس صورت میں مرنے کے بعد مردہ اس شکار کا مالک بنتا ہے اور اس میں وراثت جاری ہوتی ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۹۷ میں ہے المیت لایملک بعد الموت الا اذا نصب شبکۃ للصید ثم مات فتعقل الصید فیھا بعد الموت فانہ یملکہ و یورث عنہ۔

(۴) —— جبکہ لڑکے نے اپنے باپ کو ناحق قتل کیا تو اس صورت میں اس کی جائداد کا وارث نہ ہوگا۔ اسی طرح کوئی بھی قاتل اپنے مقتول کا وارث نہ ہوگا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد ششم مصری صفحہ ۴۳۱ میں ہے القاتل بغیر حق لایرث من المقتول شیئاً عندنا سواء قتلہ عمداً او خطأً

وکذلک کل قاتل ہو فی معنی الخاطئ کالنائم اذا انقلب علی مورثہ وکذلک ان سقط مع سطح علی مورثہ فقتلہ او اوطأ بدابۃ مورثہ وھو راکبھا کذا فی المبسوط

۵) بچہ جب پیٹ میں تھا اس کے باپ وغیرہ فوت ہو گئے۔ پھر کسی نے پیٹ میں اس کو مار ڈالا۔ تو اس صورت میں مرا ہوا بچہ پیدا ہوا پھر بھی وہ اپنے باپ وغیرہ کا وارث ہوا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد ششم مصری صفحہ ۴۳۳ میں ہے اذا ضرب انسان بطنھا فالقت جنینا میتا فھذا الجنین من جملۃ الورثۃ۔

۶) اسلام میں سب سے پہلے حضرت سعد بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی میراث تقسیم کی گئی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے ما اول میراث قسم فی الاسلام؟ فقل میراث سعد بن الربیع۔

۷) کسی وارث کے لیے مال کی وصیت کرنا جائز نہیں بشرطیکہ اس کے علاوہ اور بھی کوئی وارث ہو ردالمحتار جلد پنجم صفحہ ۳۱۵ میں ہے روی فی السنن مسند الی ابی امامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یقول ان اللہ اعطی کل ذی حق حقہ فلا وصیۃ لوارث واخرجہ الترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی حسن وھذا الحدیث مشھور تلقتہ الامۃ بالقبول۔

متفرق مسائل کی پہیلیاں

۱) وہ کون سا مستحب ہے جو فرض سے افضل ہے؟

۲) وہ کون سی سنّت ہے جو فرض سے افضل ہے؟

۳) وہ کون سی سنّت ہے جو واجب سے افضل ہے؟

۴) وہ کون سا مستحب ہے جو واجب سے افضل ہے؟

۵) وہ کون سی چوری ہے کہ لاکھوں روپئے کا مال چرائے مگر شریعت ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دے گی؟

۶) کس صورت میں دوسرے کی زمین کو زبردستی لینے کا حکم ہے؟

۷) لڑکے کو احتلام نہیں ہوا اور نہ وہ پندرہ سال کا ہے مگر بالغ ہے۔ اس کی صورت کیا ہے؟

۸) لڑکی کو احتلام نہ ہوا اور نہ اسے حیض آیا اور نہ وہ پندرہ سال کی ہے مگر بالغہ ہے اس کی صورت کیا ہے؟

۹) وہ کون لوگ ہیں کہ جن کو کبھی احتلام نہیں ہوا؟

۱۰) ایک شخص نے اپنی حلال کمائی سے خالصاً لوجہ اللہ مسجد و مدرسہ بنایا ان پر دو کانیں وقف کیں اور اپنے ماں باپ کے مرنے پر غرباء و مساکین کو کھانا کھلایا، کپڑا پہنایا، اور ہر سال محرم، ربیع الاول اور ربیع الآخر میں کئی کئی دیگیں پلاؤ و بریانی پکا کر لوگوں کو کھلاتا اور بانٹتا ہے مگر ان کاموں پر ثواب ملنے کی امید نہیں۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۱۱)— گناہوں سے باز رہنے پر کس صورت میں ثواب پائے گا اور کب نہیں پائے گا؟

(۱۲)— کس صورت میں قرآن شریف پڑھنے والا گنہ گار ہوگا؟

(۱۳)— حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے اب تک جتنی عبادتیں ہمارے لیے مشروع ہوئی ہیں ان میں سے کون سی عبادت جنت میں رہے گی؟

(۱۴)— کس صورت میں داڑھی منڈانا مستحب ہے؟

(۱۵)— وہ کونسی کتاب ہے کہ پڑھنے سے افضل اس کا سننا ہے؟

(۱۶)— کس صورت میں اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا واجب ہے؟

(۱۷)— کس صورت میں اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا واجب نہیں؟

(۱۸)— کتنے جانور جنت میں جائیں گے؟

(۱۹)— امانت دار امانت کے ہلاک ہونے پر کس صورت میں ذمہ دار ہوتا ہے؟

(۲۰)— مسلمان خمر وخنزیر کا مالک ہو۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۲۱)— وہ کون سا وکیل ہے جو مؤکل کی اجازت کے بغیر دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے؟

(۲۲)— وہ کون شخص ہے جو اپنے معاملہ کا دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا ہے؟

(۲۳)— وکیل کو ہر چیز کا اختیار دینے کے باوجود اسے کس چیز کا اختیار نہیں ہوتا؟

(۲۴)— باپ کا مال چرانے سے بیٹے کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

(۲۵)— وہ کون سا مرتد ہے جو قتل نہیں کیا جائے گا؟

(۲۶)— کس چیز کو عاریت پر لینے والا کس صورت میں واپس دینے سے انکار کر سکتا ہے؟

(۲۷)— کس صورت میں ایک چیز ضائع کرنے پر دو چیز دینی پڑے گی؟

(۲۸)— دوسرے کے جانور کو اس کی اجازت کے بغیر ذبح کر دیا مگر معاوضہ نہیں دینا پڑے گا۔ اس کی صورت کیا ہے؟

جوابات متفرق مسائل کی پہیلیاں

(۱)— نماز کا وقت ہونے سے پہلے وضو بنانا ایسا مستحب ہے جو وقت ہونے کے بعد فرض وضو سے افضل ہے جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۵۷ میں ہے الوضوء قبل الوقت مندوب افضل من الوضوء بعد الوقت وھو الفرض۔

(۲)— مسافر کا ماہ رمضان میں روزہ رکھنا ایسی سنت ہے جو مقیم کے فرض روزے سے افضل ہے ___ اسی طرح جمعہ کی نماز کے لیے اذان سے پہلے جانا ایسی سنت ہے جو اذان کے بعد جانے کے فرض سے افضل ہے جیسا کہ شامی جلد اول صفحہ ۸۵ میں ہے صوم المسافر فی رمضان فانہ اشق من صوم المقیم فھو افضل مع انہ سنۃ وکالتبکیر الی صلاۃ الجمعۃ فانہ افضل من الذھاب بعد النداء مع انہ سنۃ والثانی فرض۔

(۳)— ابتداء بسلام ایسی سنت ہے جو واجب یعنی سلام کے جواب سے افضل ہے جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں الابتداء بالسلام سنۃ افضل من رد الجواب (الاشباہ والنظائر صفحہ ۱۵۷)

(۴)— جتنی رقم واجب ہو اس سے زیادہ دینا ایسا مستحب ہے جو واجب سے افضل ہے ___ اسی طرح ایک قربانی واجب ہو تو اس سے زیادہ کرنا ایسا مستحب ہے جو واجب سے افضل ہے جیسا کہ ردالمحتار جلد اول صفحہ ۸۵ میں ہے من وجب علیہ درھم فدفع درھمین (ای افضل)

او وجب علیہ اضحیۃ فضحی بشاتین (ای افضل)۔

۵ — مسجد کا مال اگرچہ لاکھوں روپے کا چرالے شریعت ہاتھ کاٹنے کا حکم نہیں دے گی جیسا کہ ملفوظات اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ حصۂ دوم مطبوعہ لاہور صفحہ ۸۹ میں ہے کہ "مسجد کی کوئی شی لاکھ روپئے کی چرالے شریعت ہاتھ نہ کاٹے گی بلکہ سزائے تازیانہ کا حکم ہے۔

۶ — جبکہ نمازیوں سے مسجد تنگ ہو گئی اور مسجد کے پہلو میں کسی کی زمین ہو تو اسے واجبی قیمت دے کر زمین کو زبردستی لینے کا حکم ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد دوم مصری صفحہ ۳۵۶ میں ہے لو ضاق المسجد علی الناس و بجنبہ ارض لرجل توخذ ارضہ بالقیمۃ کرھًا کذا فی فتاوی قاضیخان ——— اور در مختار مع شامی جلد سوم صفحہ ۳۸۴ میں ہے توخذ ارض و دار و حالوت بجنب مسجد ضاق علی الناس بالقیمۃ کرھًا درر و عمادیہ۔

۷ — لڑکے کو احتلام نہیں ہوا اور نہ وہ پندرہ سال کا ہے مگر اس کی ہمبستری سے عورت حاملہ ہو گئی تو اس صورت میں وہ بالغ ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۵۴ میں ہے بلوغ الغلام بالاحتلام او الاحبال او الانزال۔

۸ — لڑکی کو نہ احتلام ہوا نہ اسے حیض آیا اور نہ وہ پندرہ سال کی ہے مگر اسے حمل قرار پا گیا تو اس صورت میں وہ بالغہ ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد پنجم صفحہ ۵۴ میں ہے بلوغ الجاریۃ بالاحتلام او الحیض او الحبل کذا فی المختار۔

۹ — انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو کبھی احتلام نہیں ہوتا وہ

اس سے پاک و منزہ ہوتے ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ما احتلم نبی قط وانما الاحتلام من الشیطان یعنی کسی نبی کو کبھی احتلام نہیں ہوا اور احتلام شیطان ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۶ ص ۱۲۸)

۱۰ — شخص مذکور مالک نصاب ہونے کے باوجود زکاۃ نہیں دیتا اس لیے ان کاموں پر ثواب ملنے کی امید نہیں۔ اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں "اس سے بڑھ کر احمق کون کہ اپنا مال جھوٹے، سچے نام کی خیرات میں صرف کرے اور اللہ عزوجل کا فرض اور اس بادشاہ قہار کا وہ بھاری قرض گردن پر رہنے دے" یہ شیطان کا بڑا دھوکا ہے کہ آدمی کو نیکی کے پردے میں ہلاک کرتا ہے نادان سمجھتا ہے کہ نیک کام کر رہا ہوں اور نہ جانا کہ نفل بے فرض نرے دھوکا کی ٹٹی ہے تو اس کے قبول کی امید مفقود اور زکاۃ کے ترک کا عذاب گردن پر موجود لاجرم حدیث شریف میں ہے لما حضر ابا بکر الموت دعا عمر فقال اتق اللہ یا عمر واعلم ان لہ عملا بالنہار لا یقبلہ باللیل وعملاً باللیل لا یقبلہ بالنہار واعلم انہ لا یقبل نافلۃ حتی تؤدی الفریضۃ یعنی جب خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی نزع کا وقت ہوا امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلا کر فرمایا اے عمر اللہ سے ڈرنا اور جان لو کہ اللہ کے کچھ کام دن میں ہیں کہ انھیں رات میں کرو تو قبول نہ فرمائے گا۔ اور کچھ کام رات میں ہیں کہ انھیں دن میں کرو تو قبول نہ ہوں گے اور خبردار ہو کہ کوئی نفل قبول نہیں ہوتا جب تک فرض ادا نہ کر لیا جائے۔ رواہ الامام الجلیل الجلال السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فی الجامع الکبیر۔

حضور پُر نور سیّدنا غوث اعظم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اپنی کتاب مستطاب فتوح الغیب شریف میں کیا کیا جگر شگاف مثالیں ایسے شخص کے لیے ارشاد فرمائی ہیں۔ جو فرض چھوڑ کر نفل بجالائے۔ فرماتے ہیں اس کی کہاوت ایسی ہے جیسے کسی شخص کو بادشاہ اپنی خدمت کے لیے بلائے یہ وہاں تو حاضر نہ ہوا اور اس کے غلام کی خدمتگاری میں موجود رہے۔ پھر حضرت امیر المومنین سیّدنا علی کرم اللہ تعالےٰ وجہہ سے اس کی مثال نقل فرمائی کہ جناب ارشاد فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کا حال اس عورت کی طرح ہے جسے حمل رہا جب بچہ ہونے کے دن قریب آئے حمل ساقط ہوگیا اب نہ وہ حاملہ ہے نہ بچہ والی۔ یعنی جب پورے دنوں پر حمل ساقط ہوا تو محنت پوری اٹھائی اور نتیجہ خاک نہیں کہ اگر بچہ ہوتا ثمرہ خود موجود تھا حمل باقی رہتا تو آگے امید لگی تھی اب نہ حمل نہ بچہ نہ امیدِ ثمرہ اور تکلیف وہی جھیلی جو بچہ والی کو ہوتی ہے ـــــ ایسے ہی اس نفلی خیرات کرنے والے کے پاس سے روپیہ تو اٹھا مگر جبکہ فرض چھوڑا یہ نفل بھی قبول نہ ہوا تو خرچ کا خرچ ہوا اور حاصل کچھ نہیں۔

اسی کتاب مبارک میں حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ فان اشتغل بالسنن والنوافل قبل الفرائض لم یقبل منه واھین یعنی فرض چھوڑ کر سنّت و نفل میں مشغول ہوگا یہ قبول نہ ہوں گے اور ذلیل کیا جائے گا۔

بالجملہ اس شخص نے آج تک جس قدر خیرات کی، مسجد و مدرسہ بنایا اور دوکانیں وقف کیں یہ سب امور صحیح و لازم تو ہوگئے کہ اب نہ دی ہوئی خیرات فقیر سے واپس کر سکتا ہے نہ کئے وقف کو پھیر لینے کا اختیار

رکھتا ہے کہ وقف بعد تمامی لازم و حتمی ہو جاتا ہے جس کے ابطال کا ہرگز اختیار نہیں رہتا۔

مگر بایں ہمہ جب تک زکاۃ پوری پوری نہ ادا کر دے ان افعال پر امیدِ ثواب و قبول نہیں کہ کسی فعل کا صحیح ہو جانا اور بات ہے اور اس پر ثواب ملنا مقبولِ بارگاہ ہونا اور بات ہے مثلاً اگر کوئی شخص دکھاوے کے لیے نماز پڑھے نماز صحیح تو ہوگئی فرض اتر گیا پر نہ قبول ہوگی نہ ثواب پائے گا بلکہ اُلٹا گنہ گار ہوگا۔ یہی حال اس شخص کا ہے۔ انتہی کلام الامام ملخصاً

(فتاویٰ رضویہ جلد چہارم صفحہ ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸)

(۱۱) ـــــ جبکہ نفس کسی گناہ پر ابھارے اور بندہ اس کے کرنے پر قادر ہو مگر خدائے تعالےٰ کے خوف کے سبب گناہ سے باز رہے تو اس صورت میں ثواب پائے گا اور اگر گناہ کرنے پر قادر نہ ہو یا لوگوں کے خوف کے سبب گناہوں سے باز رہے تو ان صورتوں میں ثواب نہیں پائے گا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۶ میں ہے ان تدعوہ النفس الیہ قادرا علی فعلہ فیکف نفسہ عنہ خوفا من ربہ فھو مثاب والافلا ثواب علی ترکہ فلا یثاب علی ترک الزنا وھو یصلی ولا یثاب العنین علی ترک الزنا ولا الاعمی علی ترک النظر المحرم۔

(۱۲) ـــــ بازاروں میں اور جہاں لوگ کام میں مشغول ہوں بلند آواز سے قرآن مجید پڑھنا جائز نہیں۔ لوگ نہ سنیں گے تو پڑھنے والا گنہ گار ہوگا اگرچہ کام میں مشغول ہونے سے پہلے اس نے پڑھنا شروع کر دیا ہو۔

(بہار شریعت ج ۳ صـ ۱۰۲ بحوالہ غنیہ)

(۱۳) ـــــ جتنی عبادتیں اب تک ہمارے لیے مشروع ہوئی ہیں ان میں

سے دو عبادتیں ایمان اور نکاح جنت میں بھی رہیں گی جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۲۷۷ میں ہے لیس لنا عبادۃ شرعت من عند آدم الی الآن ثم تستمر فی الجنۃ الا الایمان والنکاح۔

(۱۴) — جبکہ عورت کو داڑھی نکلے تو اسے منڈانا مستحب ہے (اعفاء اللحی بحوالۂ ردالمحتار) اور الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۲۳ میں ہے یسن حلق لحیتہا

(۱۵) — وہ کتاب قرآن مجید ہے پڑھنے سے اس کا سُننا افضل ہے اس لئے کہ خارج نماز قرآن مجید پڑھنا فرض نہیں مگر سُننا فرض ہے اور فرض غیر فرض سے افضل ہوتا ہے۔ سورۂ اعراف میں ہے واذا قرئ القرآن فاستمعوا لہ وانصتوا لعلکم ترحمون (پ ۹ ع ۱۴) اور حضرت علامہ ابراہیم حلبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں استماع القرآن افضل من تلاوتہ وکذا من الاشتغال بالتطوع لانہ یقع فرضًا والفرض افضل من النفل (غنیہ صفحہ ۴۶۵)

(۱۶) — اگر غالب گمان ہو کہ نصیحت قبول کر لیں گے اور برائی سے رُک جائیں گے تو اس صورت میں اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا واجب ہے جیسا کہ فتاوی عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۳۰۹ میں ہے ان الامر بالمعروف علی وجوہ ان کان یعلم باکبر رائہ انہ لو امر بالمعروف یقبلون ذلک منہ ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ۔

(۱۷) — جبکہ غالب گمان ہو کہ نصیحت کرنے پر لوگ بُرا بھلا کہیں گے یا مار پیٹ کریں گے یا جانتا ہے کہ بُرا بھلا تو نہ کہیں گے مگر نصیحت قبول نہ کریں گے تو ان صورتوں میں اچھی بات کا حکم دینا اور بری بات سے روکنا واجب نہیں۔ (فتاوی عالمگیری جلد پنجم مصری صفحہ ۳۰۹)

(۱۸) — پانچ جانور جنت میں جائیں گے (۱) اصحاب کہف کا کتا (۲) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کا مینڈھا (۳) حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی (۴) حضرت عزیر علیہ السلام کا گدھا (۵) سرکار اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا براق جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۸۲ پر مستطرف سے ہے لیس من الحیوان من یدخل الجنۃ الا خمسۃ کلب اصحاب الکھف، وکبش اسمٰعیل و ناقۃ صالح وحمار عزیر و براق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

(۱۹) — مالک کے مانگنے پر اگر امانت دار نے قدرت کے باوجود امانت کے مال کو واپس نہ کیا یا امانت دار نے اپنے مال کے ساتھ امانت کے مال کو اس طرح ملا لیا کہ ان کے درمیان کوئی تمیز نہیں رہ گئی تو ان صورتوں میں امانت دار امانت کے ہلاک ہونے پر ذمّہ دار ہوگا جیسا کہ ہدایہ جلد سوم صفحہ ۲۵۷ میں ہے ان طلبہا صاحبہا فمنعہا، وھو یقدر علی تسلیمہا ضمنہا۔ وان خلطہا المودع بمالہ حتی لا یتمیز ضمنہا۔

(۲۰) — کوئی کافر جس کی ملکیت میں خمر و خنزیر تھے وہ مسلمان ہو گیا پھر خمر کو سرکہ بنانے یا پھینکنے سے پہلے اور خنزیر کو چھوڑ کر بھگانے سے پہلے وہ مر گیا اور اس کا وارث مسلمان تھا تو اس صورت میں مسلمان خمر و خنزیر کا مالک ہو جائے گا جیسا کہ کفایہ مع فتح القدیر جلد ششم ص۴۵ میں ہے اسلم النصرانی ولہ خنازیر وخمور و مات قبل تسییب الخنازیر وتخلیل الخمر ولہ وارث مسلم یملکہا۔

(۲۱) — زکوٰۃ کے ادا کرنے کے وکیل کو جائز ہے کہ وہ بلا اجازت مؤکل دوسرے کو وکیل بنا دے جیسا کہ ردالمحتار جلد دوم صفحہ ۱۲ میں ہے للوکیل بدفع الزکاۃ ان یوکل غیرہ بلا اذن بحر عن الخانیۃ۔

(۲۲) ـــــ پاگل اور ناسمجھ بچہ اپنے کسی معاملے کا دوسرے کو وکیل نہیں بنا سکتا اور سمجھ والا بچہ بھی اپنے اس معاملے کا کسی کو وکیل نہیں بنا سکتا کہ جس کو وہ خود نہیں کر سکتا جیسے بیوی کو طلاق دینا، ہبہ کرنا، اور صدقہ دینا وغیرہ جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری جلد سوم صفحہ ۴۳۷ میں ہے لایصح التوکیل من المجنون والصبی الذی لا یعقل اصلاً وکذا من الصبی العاقل بما لا یملکه بنفسه کالطلاق والعتاق والھبة والصدقة و نحوھا من التصرفات الضارۃ المحضة۔

(۲۳) ـــــ وکیل کو ہر چیز کا اختیار دینے کے باوجود اسے مؤکل کی بیوی کو طلاق دینے، اس کے غلام کو آزاد کرنے اور اس کی جائداد کو وقف کرنے کا اختیار نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں الوکیل اذا کانت وکالته عامة مطلقة ملک کل شئ الا طلاق الزوجة وعتق العبد ووقف البیت۔ (الاشباہ والنظائر ص۲۵۱)

(۲۴) ـــــ جبکہ رضاعی باپ کا مال چرائے تو اس صورت میں بیٹے کا ہاتھ کاٹا جائے گا جیسا کہ الاشباہ والنظائر صفحہ ۳۹۸ میں ہے ای رجل سرق من مال ابیه وقطع ؟ فقل ان کان من الرضاعة۔

(۲۵) ـــــ جو کسی کی اتباع میں مسلمان قرار دیا گیا ہو وہ اگر مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ حضرت علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے ہیں ای مرتد لا یقتل ؟ فقل من کان اسلامه تبعًا۔ (الاشباہ والنظائر ص۳۹۸)

(۲۶) ـــــ جبکہ عاریت پر دینے والا اپنی چیز کو ایسے وقت میں طلب کرے

کہ عاریت پر لینے والے کا نقصان ظاہر ہو تو ایسے وقت میں وہ واپس دینے سے انکار کر سکتا ہے مثلاً کشتی کو عاریت پر دینے والا بیچ سمندر میں اپنی کشتی طلب کرے تو لینے والا واپس دینے سے انکار کر سکتا ہے الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۱ میں ہے ای مستعیر ملک المنع بعد الطلب ؟ فقل اذا طلب السفینة فی لجة البحر۔

(۲۷) ـــــ جبکہ ایک پاؤں کا موزہ ضائع کرے تو اس صورت میں دونوں پاؤں کا موزہ دینا پڑے گا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۱ میں ہے ای رجل استھلک شیئًا فلزمه شیئان ؟ فقل اذا استھلک احد زوجی خف۔

(۲۸) ـــــ جبکہ قربانی کے جانور کو اس کے ایام میں ذبح کر دیا۔ یا قصاب نے جس جانور کو ذبح کے لیے باندھا اس کو ذبح کر دیا۔ تو ان صورتوں میں اجازت کے بغیر ذبح کر دینے سے معاوضہ نہیں دینا پڑے گا۔ الاشباہ والنظائر صفحہ ۴۰۲ میں ہے ای رجل ذبح شاۃ غیر متعد یا ولم یضمن ؟ فقل شاۃ الاضحیة فی ایامھا او قصاب شدھا للذبح۔

دارالکتب حنفیہ کراچی کی عظیم الشان مطبوعات
۱ قانون شریعت
علامہ شمس الدین قادری
۲ ہماری نماز
مفتی خلیل خاں برکاتی
۳ تذکرہ سیدنا غوث اعظم
نور بخش توکلی
۴ جہنم کے خطرات
علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی
۵ قیامت کب آئے گی؟
علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی
۶ حدائق بخشش (مقبول جدید)
مولانا احمد رضا
۷ بہار نسواں
مفتی خلیل خاں برکاتی
۸ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم
مولانا عبدالرحیم
۹ بہار شباب
شاہ عبدالعلیم صدیقی
۱۰ عقائد اہلسنت وجماعت
نور بخش توکلی
۱۱ مناقب سیدنا امام اعظم
جلال الدین سیوطی
۱۲ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سید احمد سعید کاظمی
۱۳ زیارت قبور
ابراہیم جیلانی میاں
۱۴ کشف الحجاب عن مسائل ایصال الثواب
سید نعیم الدین مراد آبادی
۱۵ ایصال ثواب اور گیارہویں شریف
امجد علی اعظمی
۱۶ آیئے حج کریں
علامہ ارشد القادری
۱۷ بہار عقیدت تضمین بر سلام اعلیٰحضرت
اختر الحامدی الرضوی
۱۸ فاتحہ کا طریقہ
مفتی محمد حسین قادری
۱۹ دو شہزادے
علامہ ارشد القادری
۲۰ انگار شکست
علامہ ارشد القادری
۲۱ رسالت محمدی کا عقلی ثبوت
علامہ ارشد القادری
۲۲ اقتباس
علامہ ارشد القادری
۲۳ دل کی آشنائی
علامہ ارشد القادری
۲۴ اسلام کا جلوۂ زیبا
علامہ ارشد القادری
۲۵ الکلمۃ العلیا
سید محمد نعیم الدین مراد آبادی
۲۶ مقدمہ دعوت فکر
منشا تابش قصوری
۲۷ احکام رمضان المبارک
شاہ محمد عبدالعلیم صدیقی
۲۸ معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم
سید احمد سعید کاظمی
۲۹ رحمانی قاعدہ
قاری عبدالرحمن
۳۰ معدن اخلاق اول دوم